مظہر کلیم
ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لیے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۳۰/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "فور سٹارز" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول نہ صرف کہانی کے لحاظ سے نیا ہے بلکہ یہ اپنے موضوع کے لحاظ سے بھی ایک نئے باب کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آپ اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارناموں پر مشتمل ناول پڑھتے آئے ہیں ۔ سیکرٹ سروس ایک سرکاری ادارہ ہے جس کا دائرہ کار صرف ان جرائم کے خلاف کام کرنے تک محدود ہے جن کا تعلق ملکی سلامتی، ملکی عزت و وقار اور ملک میں بسنے والے کروڑوں افراد کے مجموعی مفادات سے ہوتا ہے لیکن ایسے جرائم جن کا تعلق ملک کے اندرونی معاشرے سے ہوتا ہے وہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے ۔ ان جرائم کے خلاف پولیس، انٹیلی جنس اور ایسے ہی دوسرے ادارے کام کرتے رہتے ہیں لیکن ظاہر ہے ان کی کارکردگی ویسی نہیں ہو سکتی جیسی سیکرٹ سروس اور سیکرٹ ایجنٹس کی ہوتی ہے ۔ سیکرٹ ایجنٹس کی تربیت ۔ ان کا انداز کار اور ان کی صلاحیتیں ملک کے اندر کام کرنے والی دوسری ایجنسیوں کے مقابلے میں کہیں برتر اور اعلیٰ حیثیت کی حامل ہوتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل سیکرٹ ایجنٹوں کو ملکی سلامتی کے خلاف کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں اور دوسرے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹس کے مقابلے تک ہی محدود

رکھا جاتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تو اپنی کارکردگی اور صلاحیتوں کے لحاظ سے پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹس پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور ان کی اعلیٰ اور برتر صلاحیتوں کا لوہا مانتے ہیں اور یقیناً یہ ان کی صلاحیتوں اور کارکردگی ہی کا نتیجہ ہے کہ سیکرٹ سروس کے صرف چند ممبران ہی بڑی سے بڑی تنظیموں اور دوسرے ممالک کی پوری سیکرٹ سروسز پر بھاری ثابت ہوتے ہیں۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اکثر ممبران عام طور پر فارغ رہتے ہیں لیکن وہ بھی چونکہ معاشرے کا ایک حصہ ہیں اور اپنے اندر دردمند دل بھی رکھتے ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار ممبران نے اپنے طور پر ملک کے اندر ہونے والے بھیانک جرائم کے خلاف کام کرنے کے لئے ایک گروپ "فور سٹارز" کے نام سے قائم کر لیا اور پھر "فور سٹارز" ملک کے جرائم پیشہ افراد اور معاشرے کے لئے ناسور کی حیثیت رکھنے والے غنڈوں اور مجرموں کے خلاف میدان عمل میں اتر آئے اور ظاہر ہے اس کے بعد ان غنڈوں، مجرموں اور معاشرے کے ان ناسوروں پر جو قیامت ٹوٹ پڑی اس کا اندازہ آپ آسانی سے لگا سکتے ہیں اور خاص طور پر جب عمران بھی فور سٹارز کے ساتھ شامل ہو جائے تو پھر یقیناً فور سٹارز کی کارکردگی کو چار چاند لگ گئے ہوں گے۔موجود ناول اس گروپ کا پہلا کارنامہ ہے اور میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناول اپنے منفرد انداز نئے موضوع اور مختلف دائرہ کار کی بنا پر آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے ایک دلچسپ خط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

اوچ شریف ضلع بہاولپور سے عبدالواحد صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

"آپکے تمام ناول اپنی مثال آپ ہیں۔آپ کا ہر ناول ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے اور ہم سب دوست آپ کی تحریر کے انتہائی دلدادہ ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ ناولوں کے سرورق پر عمران کی جو تصویر شائع کرتے ہیں وہ ہمیں قطعی پسند نہیں ہے۔کسی ناول کے سرورق پر عمران بھدا سا نظر آتا ہے۔کسی پر اس کا چہرہ زخمی ہوتا ہے۔کبھی اس کی شکل ڈریکولا جیسی ہوتی ہے اور کبھی وہ انتہائی بدصورت ہوتی ہے۔جبکہ اس کے مقابلے میں سرورق پر جولیا کی تصویر ہر بار مختلف انداز میں ہونے کے باوجود انتہائی خوبصورت ہوتی ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ عمران میک اپ کا ماہر ہے لیکن وہ ہر بار ایسا میک اپ کیوں کرتا ہے جس سے وہ بدصورت نظر آتا ہے۔جبکہ ناولوں میں تو وہ نوجوان، پرکشش، وجیہہ اور سمارٹ نظر آتا ہے۔آپ برائے مہربانی سرورق پر عمران کی انہی خوبیوں کی حامل تصویر شائع کیا کریں۔"

محترم عبدالواحد صدیقی صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو دراصل سرورق پر شائع ہونے والی تصاویر عمران یا جولیا کی نہیں ہوتیں۔آپ کو شاید یہ

غلط فہمی اس بنا پر ہوئی ہے کہ آپ بچوں کی کہانیوں پر مخصوص کرداروں کی تصاویر دیکھتے ہیں ۔ مثلاً ٹارزن کی ہر کہانی کے سرورق پر ٹارزن کی تصویر ضرور ہوتی ہے ۔ اسی طرح عمرو عیار کی کہانی کے سر ورق پر عمرو عیار کی موجودگی لازمی ہوتی ہے لیکن جاسوسی ناولوں کے سرورق پر کرداروں کی تصویریں نہیں ہوتیں ۔ ان پر صرف مختلف جاسوسی سچوئشنز کی منظر کشی کی جاتی ہے ۔ امید ہے اس وضاحت کے بعد آپ کی شکایت دور ہو جائے گی ۔ ویسے جن خوبیوں کی حامل تصویر آپ سرورق پر دیکھنا چاہتے ہیں ایسی تصویر سرورق پر نہ سہی ۔ سرورق کے عقب میں تو بہرحال موجود ہی ہوتی ہے ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ کے اندر موڑی اور پھر اسے لے جا کر اس نے پارکنگ میں روک دیا ۔ پارکنگ اس وقت نئے ماڈلوں کی رنگ برنگی کاروں سے بھری ہوئی تھی ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ پارکنگ نہ ہو کسی بہت بڑے کار ڈیلر کا شو روم ہو ۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا ۔ اس نے کار لاک کی اور پھر اطمینان سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا ۔ آج کافی عرصے بعد وہ ہوٹل شیرٹن آیا تھا ۔ ویسے وہ اپنے فلیٹ سے تو جولیا کے فلیٹ میں جانے کے لئے نکلا تھا لیکن ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ کے ساتھ فنکشن کا بڑا سا اشتہاری بورڈ دیکھ کر اس نے کار اندر موڑ دی تھی ۔ ہوٹل شیرٹن اپنے نئے سے نئے فنکشن کے لئے پورے دارالحکومت میں مشہور تھا اور عمران نے جو اشتہار دیکھا تھا اس کے مطابق آج ہوٹل میں کسی غیر ملکی طائفے کے رقص کا پروگرام درج تھا ۔ جہازی سائز کے

اس بورڈ پر غیر ملکی طائفے کی عورتوں کے رقص کرتے ہوئے بڑے
بڑے رنگین فوٹو بھی چسپاں تھے۔ عمران جب گیٹ پر پہنچا تو وہاں دو
باوردی دربان موجود تھے۔

"ٹکٹ جناب"...... ان میں سے ایک نے عمران کی طرف ہاتھ
بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں سبز رنگ کی ٹکٹوں کا
ایک بڑا سا بنڈل پکڑا ہوا تھا۔

"ٹکٹ کیا مطلب۔ اب عورتوں کو دیکھنے پر بھی ٹکٹ لگ گیا
ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری جناب آپ بغیر ٹکٹ اندر نہیں جا سکتے۔ پلیز ایک طرف
ہٹ جائیں"...... دربان کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تم اندر جا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں میں تو جا سکتا ہوں میں تو ہوٹل کا ملازم ہوں"۔ دربان
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی عقل پر حیرت ہو رہی ہو کہ
اس نے ایسا سوال کیوں کیا ہے۔

"حیرت ہے۔ ملازم تو جا سکتا ہے۔ لیکن مالک نہیں جا سکتا۔ کیا
زمانہ آگیا ہے۔ یعنی اب سیٹھ آلو والا کچالو والا اپنے ہی ہوٹل میں جانے
کے لئے ٹکٹ خریدے گا"...... عمران نے کہا تو دونوں دربان بے
اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ ہوٹل کے مالک ہیں"۔ دونوں
دربانوں کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ یقین نہ آنے والا عنصر

موجود تھا۔

"منیجر کو بلاؤ۔ ابھی اسی وقت فوراً۔ تاکہ وہ تمہیں بتائے کہ سیٹھ
آلو والا کچالو والا اس ہوٹل کا مالک ہے یا نہیں اور یہ ہوٹل تو کیا شہر
کے اور جن دوسرے بڑے ہوٹلوں کے بھی تمہیں گنوا سکے"۔ عمران
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ...... اوہ...... جناب معافی چاہتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں تھا
جناب جناب"...... دونوں دربانوں کی حالت یکلخت خراب ہو گئی اور
وہ دونوں اس طرح عمران کے سامنے جھک گئے جیسے پرانے زمانے میں
غلام بادشاہوں کے سامنے جھک جاتے تھے۔

"آئندہ خیال رکھنا سمجھے۔ ورنہ ایک کو آلو اور دوسرے کو کچالو بنا
دوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے
ایک نوٹ نکالا اور دربان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"یہ ٹکٹیں ردی میں بیچ کر تو شاید تمہیں چائے کی ایک پیالی بھی نہ
ملے گی۔ اس لئے یہ رقم دے رہا ہوں کہ میری طرف سے جا کر آلو کچالو
کھا لینا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے دروازہ
کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"صاحب آپ کا سیٹ نمبر"...... دروازے کے اندر موجود ایک
آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج
لگا ہوا تھا۔

"کتنی سیٹیں ہیں یہاں"۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے

سوال کر دیا۔

"جج۔جی۔پانچ سو تیرہ"...... سپروائزر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"پانچ سو تیرہ کو اگر ساڑھے آٹھ پر تقسیم کرو تو کیا جواب آتا ہے"۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"جی۔جی۔کیا مطلب۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... سپروائزر اب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔چونکہ عمران کافی عرصہ بعد ہوٹل میں آیا تھا۔اس لئے یہاں کا عملہ اس دوران تبدیل ہو چکا تھا۔یہی وجہ تھی۔کہ نہ دربان اسے پہچانتے تھے اور نہ یہ سپروائزر۔

"تمہارا کیا مطلب ہے۔کیا سیٹھ آلو والا کچالو والا ایسا نہیں کہہ سکتا"...... عمران نے الٹا آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور اطمینان سے ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔البتہ اس نے کن انکھیوں سے سپروائزر کو کاندھے اچکاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔لیکن ظاہر ہے وہ اس کے پیچھے تو نہ آسکتا تھا۔وہ کسی دوسرے اندر آنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا...... ہوٹل کا ہال تقریباً بھر چکا تھا اور ہر سیٹ پر باقاعدہ ریزرویشن کارڈ رکھا ہوا تھا۔کاؤنٹر پر بیک وقت چار لڑکیاں موجود تھیں۔جو مختلف کاموں میں مصروف تھیں۔عمران کاؤنٹر پر کہنی رکھ کر بڑی دلچسپی سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا۔

"دربا جی فرمایئے"...... ایک لڑکی نے اس کی طرف متوجہ ہوتے

تے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں۔اتنی بھی کیا جلدی ہے"...... عمران نے رخ ڑے بغیر کہا۔

"آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں"...... لڑکی نے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ سیٹ نمبر ہی مجھے یاد نہیں رہا...... اصل میں نمبر وغیرہ مجھے یاد نہیں رہتے۔میں نے ان نمبروں کو یاد رکھنے کے لئے باقاعدہ ایک سیکرٹری رکھی ہوئی ہے۔ایک لاکھ روپیہ ماہوار اسے دیتا ہوں۔لیکن اب کیا کروں وہ خاتون ہے اور کسی بھی خاتون کے پاس چھٹی لینے کے ایسے ایسے بہانے موجود ہوتے ہیں کہ انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔اب دیکھو۔آج صبح اس کا فون آگیا کہ آج اس کی شادی ہے۔ اس لئے اسے چھٹی دی جائے۔اب آپ خود ہی بتائیں کہ اگر میں اسے چھٹی نہ دیتا تو اس کی شادی نہ ہوتی اور اگر اس کی شادی نہ ہوتی تو اس ہونے والا شوہر مجھے بد دعائیں دیتا اور سیٹھ آلو والا کچالو والا دوسروں کی بد دعائیں لینے سے بہت الرجک ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آپ اپنا نام بتائیں میں لسٹ دیکھ کر آپ کو سیٹ نمبر بتا دیتی ہوں"...... کاؤنٹر گرل نے عمران کی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔میں نے نام یاد رکھنے کے لئے علیحدہ سیکرٹری رکھی ہوئی ہے اور وہ بھی خاتون ہے۔ایک لاکھ روپے ماہانہ تو سے وصول کرتی ہے۔لیکن کام اپنے شوہر کے کرتی ہے۔آج صبح

اس کا بھی فون آیا تھا کہ اس کا شوہر بڑی مشکل سے شاپنگ پر آمادہ ہوا ہے۔ اس لئے وہ آج اس کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ اگر اس کا شوہر شاپنگ پر آمادہ ہو ہی گیا ہے تو میرا نام کون بتائے گا اب سیٹھ آلو والا کچالو والا تو ہمارا خاندانی نام ہے۔ اصل نام تو اس نے بتانا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔ لیکن اس کی نظریں مسلسل ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں تا کہ کوئی شناسا چہرہ نظر آئے تو وہ اس سے جا ٹکرائے۔ لیکن کوئی ایسا شناسا چہرہ اسے نظر نہ آ رہا تھا کہ اچانک عمران چونک پڑا۔ اس نے ہوٹل کے گیٹ سے صدیقی کو ایک مقامی لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ یہ مقامی لڑکی اپنی چال ڈھال۔ لباس اور انداز سے ہی کوئی شکاری لڑکی لگتی تھی۔ ایسی لڑکی جو ایسے ہوٹلوں میں اکثر پائی جاتی ہیں۔ اس نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں صدیقی کا بازو پکڑا ہوا تھا اور بڑی اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھی۔ صدیقی نے ہلکے نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ بھی اس انداز میں اس لڑکی سے پیش آ رہا تھا جیسے جان و دل سے اس پر فدا ہو رہا ہو۔

"آپ کے لئے سپیشل سیٹ کا بندوبست کر دیتی ہوں جناب"۔ لڑکی نے آخر کار تنگ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اب ظاہر ہے۔ میری سیٹ پر تو کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ اس لئے جب ساری سیٹیں بھر جائیں گی اور ایک سیٹ خالی رہ جائے گی تو میں سمجھ جاؤں گا کہ یہی میری سیٹ ہے

ویسے اگر تمہیں سیٹھ آلو والا کچالو والا کے یہاں کھڑے ہونے پر اعتراض ہو تو بیشک تم یہاں میری جگہ آ کر کھڑی ہو جاؤ اور میں تمہاری جگہ سٹول پر بیٹھ جاتا ہوں"...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں آفر کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سیٹھ صاحب لیکن آپ جیسے معزز آدمی یہاں کھڑے ہوئے اچھے نہیں لگتے اس لئے میں سٹیج کے ساتھ آپ کو سیٹ لگوا دیتی ہوں"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر سیٹ لگوانی ہے تو پھر ٹیبل نمبر ایک سو بارہ پر لگوا دو۔ وہاں دو کرسیاں ہیں۔ اور ان میں سے ایک کرسی پر جو صاحب موجود ہیں وہ کسی زمانے میں میری فیکٹری میں مزدور ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج کل لیبر لیڈر ہیں۔ اس لئے سیٹھوں سے آنکھ ملا کر بات کرنے کے عادی ہیں اور جو آنکھ ملا کر بات کرنے کا عادی ہو۔ اس کے پاس بیٹھنے سے آداب محفل سیکھے جا سکتے ہیں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے"۔ لڑکی نے فوراً ہی رضا مند ہوتے ہوئے کہا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود آدمی کو بلا کر اسے ہدایات دیں۔

"یس میڈم"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اس لڑکی کے ساتھ جس میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں واقعی صرف دو کرسیاں تھیں جبکہ باقی میزوں کے گرد تین تین بلکہ چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔ صدیقی جس انداز میں بیٹھا

تھا۔اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔جبکہ اس لڑکی کا چہرہ عمران کی
طرف تھا۔جو اسکے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں بڑے راز دارانہ
انداز میں گفتگو میں مصروف تھے۔چند لمحوں بعد وہی ویٹر ایک کرسی
اٹھائے راہداری سے نمودار ہوا۔

"آیئے سر"...... اس ویٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے
بڑھ گیا۔

"شکریہ مس ویسے آپ کی مسکراہٹ اس قدر دلکش ہے کہ مجھے پورا
یقین ہے کہ اگر مسکراہٹ کا عالمی مقابلہ منعقد ہو اور اس کے جج
اندھے بھی ہوں تب بھی وہ آپ کو ہی اول قرار دیں گے"۔ عمران نے
اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور لڑکی اس طرح مسکرائی جیسے اس کی
روح بھی ساتھ ہی مسکرا رہی ہو۔ عمران ویٹر کے پیچھے چلتا ہوا اس میز
کے قریب پہنچا اور ویٹر نے جیسے ہی میز کی سائیڈ پر کرسی رکھی صدیقی اور
وہ لڑکی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیا ہے"۔صدیقی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے کرسی کہتے ہیں اور یہ سیٹھ آلو والا کچالو والا کے بیٹھنے کے لیے
یہاں رکھی گئی ہے۔آپ کو کوئی اعتراض ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ......" صدیقی نے حیران ہو کر کہنا شروع ہی کیا تھا کہ
عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"سیٹھ آلو والا کچالو والا"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے

کہا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے کرسی کا رخ
اس طرح پھیر دیا کہ اس پر بیٹھ کر اس کی مخاطب وہ لڑکی ہی ہو سکتی
تھی۔

"مس"...... عمران نے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا
کر کہا۔

"یہ مس گلزار ہیں"...... لڑکی کے بولنے سے پہلے ہی صدیقی بول
پڑا۔

"اوہ پھر تو میں یہاں مس فٹ ہوں۔اب بھلا گل و گلزار میں آلو
اور کچالو رکھا ہوا اچھا تو نہیں لگتا۔ویری سوری دراصل میری دور کی
نظر کمزور ہے۔میں سمجھا کہ یہاں بھنڈی اور بینگن موجود ہیں اس لئے
آلو اور کچالو کا سکوپ بن جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کا نام بھی دلچسپ ہے اور آپ باتیں بھی دلچسپ کرتے ہیں"۔
مس گلزار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمارا خاندانی نام ہے۔ میرے دادا آلوؤں کی امپورٹ
ایکسپورٹ کرتے تھے۔سرخ رنگ کے آلو دساور سے منگوایا کرتے
تھے اور سانولے رنگ کے آلو دساور کو بھجوایا کرتے تھے۔اس لئے
انہیں لوگ سیٹھ آلو والا کہتے تھے۔پھر میرے والد نے ترقی کی اور
آلوؤں کے ساتھ ساتھ کچالو بھی دساور کو بھیجنے شروع کر دیئے۔کیونکہ
کچالو اوپر سے رنگین اور اندر سے سفید ہوتا ہے۔اس طرح وہ ہر جگہ

پسند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انہیں لوگ سیٹھ آلو والا کچالو والا کہنے لگ گئے۔ اور چونکہ میں نے ابھی مزید کوئی ترقی نہیں کی۔ اس لئے ابھی ساتھ کوئی مزید لقب نہیں لگ سکا۔ ویسے جلد ہی اس میں اضافہ ہو جائے گا سیٹھ آلو والا کچالو والا ٹماٹو کیچپ والا۔ کیونکہ اس وقت پورے ملک میں ٹماٹو کا کیچپ بنانے کی میری پچاس فیکٹریاں کام کر رہی ہیں اور مزید پچاس کی مشینری آچکی ہے اور پچاس مزید کی عمارتیں تیار ہو رہی ہیں اور پچاس مزید کے لئے اراضی خریدی جا رہی ہے"...... عمران کی زبان جب رواں ہوئی تو ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

"اس قدر فیکٹریاں اور وہ بھی ٹماٹو کیچپ کی۔ حیرت ہے"...... مس گلزار نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران میں پوری طرح دلچسپی لے رہی تھی۔ جب کہ صدیقی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے مس گل و گلزار۔ اوہ سوری دراصل ڈبل لفظ نام میں بولنے کی مجھے عادت سی پڑ گئی ہے۔ بہرحال مسز گل اور مس گلزار حیرت کی کیا بات ہے۔ آج کل تو دور ہی ٹماٹو کیچپ کا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ٹماٹو کیچپ کیسے بنتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم ہے"...... مس گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفصیل تو میرے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بھی معلوم نہ ہو گی۔

بہرحال ٹماٹر کو کچل دیا جاتا ہے اور پھر اس کچلے ہوئے ٹماٹر کو کیچ کر کے بوتل میں فکس اپ کر دیا جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی دھندہ ہے"۔ عمران نے کہا تو مس گلزار بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ ہنس رہی ہیں کمال ہے۔ ٹماٹر سے پوچھیئے۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ جب اسے کچلا جاتا ہے۔ کیچ کیا جاتا ہے اور پھر فکس اپ کیا جاتا ہے تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عوام کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ بچارے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتے ہیں کیونکہ ان کے اندر خون ہوتا ہے۔ پھر حکومت انہیں کچلنا شروع کر دیتی ہے۔ جب وہ کچلے جاتے ہیں تو ہر محکمہ انہیں کیچ کرنا شروع کر دیتا ہے اور جب وہ کیچ ہو جاتے ہیں تو پھر فکس اپ کر دیا جاتا ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"یہ علی عمران ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے اکلوتے لڑکے اور جناب علی عمران صاحب یہ مس گلزار ہیں۔ گلزار ہوٹل کی مالکہ اور یہ گلزار ہوٹل خیابان کالونی کے اندر واقع ہے"...... اچانک صدیقی بول پڑا تو مس گلزار کے چہرے کا رنگ یکلخت اڑ گیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس"...... مس گلزار نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ سب کچھ تو صرف رعب ڈالنے کے لئے ہے ورنہ ڈیڈی مجھے ناخلف کہہ کر طویل عرصے سے عاق کر چکے ہیں یقین نہ آئے

تو مسز گل سے بے شک پوچھ لیں"....... عمران نے کہا۔

" یہ بات تو درست ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی یکلخت ثقافتی طائفے کے شو پیش ہونے کا اعلان شروع ہو
گیا تو پورے ہال میں خاموشی چھا گئی اور سب لوگ سٹیج کی طرف
متوجہ ہو گئے۔

"میں تمہیں اس قدر گھٹیا ذہن کا مالک نہ سمجھتا تھا صدیقی"۔ عمران
نے صدیقی کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"بعد میں بات ہو گی عمران صاحب"........ صدیقی نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور پھر وہ سب رقص دیکھنے میں مصروف ہو گئے
رقص کے اختتام پر وہ سب دوسرے لوگوں کے ساتھ میز سے اٹھ
کھڑے ہوئے۔

"آیئے مس گلزار میں آپ کو ڈراپ کر آؤں۔ او کے عمران صاحب
عرف آلو والا کچالو والا۔ اب اجازت دیجئے"........ صدیقی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیٹھ صاحب کبھی گلزار ہوٹل آیئے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے
خوش ہو گی"....... مس گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گلزار تو باغ کو کہتے ہیں اور باغ سے آلو کچالو کا کیا تعلق۔ ہاں
آپ کسی کیاری یا کھیت میں بلوائیں تو آلو کچالو ضرورت آتے
الحال خدا حافظ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا تیز

سے دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ
صدیقی کی اس لڑکی سے دوستی پر انتہائی کبیدہ خاطر ہو رہا تھا۔

"خیریت عمران صاحب آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ کچھ ضرورت
سے زیادہ ہی رنجیدہ ہو رہے ہیں"....... دانش منزل پہنچتے ہی سلام دعا
کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آج جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کے بعد جی چاہتا ہے کہ اپنے
آپ پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دوں"........ عمران نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر
شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیوں کیا ہوا ہے۔ خیریت"........ بلیک زیرو نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"آج تک میرا خیال یہی تھا کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کا
کردار بے داغ ہے ان کی تربیت ایسے انداز میں ہوئی ہے کہ ان کی
طرف انگلی بھی نہیں اٹھائی جا سکتی لیکن آج میں نے جو منظر دیکھا ہے۔
جانے میں نے اپنے آپ پر کس طرح قابو پایا ورنہ تو میرا جی چاہ رہا تھا
کہ صدیقی کو گولی مار کر خودکشی کر لوں"........ عمران نے کہا۔

"صدیقی کو۔ کیا ہوا۔ صدیقی تو انتہائی باکردار آدمی ہے۔ بلکہ
صدیقی ہی کیا تمام ممبران ہی ایسے ہیں"........ بلیک زیرو نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی غلط فہمی تو مجھے بھی تھی"....... عمران نے کہا اور پھر اس نے

ہوٹل شیرٹن جانے اور وہاں صدیقی اور اس لڑکی گلزار کو دیکھنے کے
بارے میں ساری تفصیل بتادی۔

"ہو سکتا ہے۔صدیقی کسی خاص چکر میں ہو۔آج سے پہلے تو مجھے
اس بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں ملی"...... بلیک زیرو نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کی نشست و برخواست،ان کا ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر
چلنے کا انداز۔ان کا آپس میں گفتگو کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ سب کچھ
فطری انداز میں ہو رہا تھا"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"یس سر"...... جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ابھی عمران نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے صدیقی کو ایک
کال گرل کے ساتھ ہوٹل شیرٹن میں دیکھا ہے۔عمران کے مطابق
صدیقی کا اس لڑکی کے ساتھ چلنے،ملنے،بیٹھنے اور گفتگو کرنے کا انداز
انتہائی ناشائستہ تھا۔تم صدیقی کے بارے میں باقی ممبرز سے رپورٹ
حاصل کرو۔اگر اس کا کردار گھٹیا ہو چکا ہے تو لامحالہ دوسرے ممبرز کو
اس کا علم ہو گا اور مجھے تفصیلی رپورٹ دو"...... عمران نے ایکسٹو کے
لہجے میں کہا لیکن اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بات نہ کر رہا ہو

کوڑے مار رہا ہو۔

"صدیقی کا کردار ایسا نہیں ہے جناب۔عمران کو یقیناً غلط فہمی
ہوئی ہو گی"...... جولیا نے صدیقی کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"تم سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ کرو"...... عمران نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب ہو سکتا ہے۔صدیقی کو کسی کیس کے بارے میں
کوئی کلیو ملا ہو اور وہ اپنے طور پر اس پر ابتدائی کام کر رہا ہو"...... بلیک
زیرو نے کہا۔

"کاش ایسا ہی ہو۔ورنہ طاہر یقین کرو اگر یہ ثابت ہو گیا کہ
صدیقی کے کردار میں معمولی سا جھول بھی ہے تو میں اسے چوک پر
بندھوا کر اس پر کتے چھڑوا دوں گا۔میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میری
ٹیم کے کسی ممبر کے کردار میں معمولی سا جھول بھی ہو۔میں اسے کسی
قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔کسی بھی قیمت پر"...... عمران نے
بل کھاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے چائے لے آؤں"...... بلیک زیرو نے ڈرتے
ڈرتے کہا۔عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ بلیک زیرو بھی
خوف زدہ ہو گیا تھا۔

"نہیں رہنے دو میں اس وقت اپنا ہی خون پی رہا ہوں۔اگر صدیقی
کے کردار میں لغزش آ گئی ہے تو میں اپنے آپ کو بھی سزا دوں گا۔یہ
میری کمزوری ہے مجھے اپنی ٹیم کے ممبروں کے حالات سے باخبر رہنا

چاہئے تھا"...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر آپریشن روم میں ٹہلتے ہوئے کہا

"میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں عمران صاحب کہ صدیقی سمیت ٹیم کے تمام ممبران باکردار ہیں"...... اچانک بلیک زیرو نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر صدیقی کیوں اس لڑکی کے ساتھ اس انداز میں ہوٹل گیا تھا بولو کیوں گیا تھا۔ وہ لڑکی اس قابل نہیں ہے کہ کوئی باکردار آدمی ایک لمحے کے لئے بھی اس کے ساتھ بیٹھ سکے"...... عمران نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ آخر آپ یکطرفہ طور پر اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ کم از کم صدیقی کی رپورٹ تو سامنے آنے دیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ تم نے نہیں دیکھا۔ مجھے غصہ اس بات پر آرہا ہے کہ صدیقی اس لڑکی کے ساتھ ملا ہی کیوں۔ دیکھو طاہر انسان کی شرافت سفید لباس کی طرح ہوتی ہے۔ سفید لباس پر معمولی سا دھبہ بھی پڑ جائے تو وہ دور سے نظر آنے لگتا ہے اور کوئی بھی نفیس آدمی سفید لباس پر معمولی سا دھبہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کم از کم میں نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے عمران صاحب کہ جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ضرور اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی خاص بات

ہوگی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ ورنہ صدیقی کے ساتھ تو جو کچھ ہوگا سو ہوگا میں اپنے آپ کو بھی معاف نہیں کروں گا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ میں نے صفدر سے بات کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صدیقی منشیات کے کسی مقامی گروپ کے خلاف کام کر رہا ہے۔ میں نے صفدر سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کو تفصیل بتا دے"۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے صفدر سے کہو مجھے فون کرے"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"منشیات کے مقامی گروپ کے خلاف کام کر رہا ہے۔ لیکن اسے اطلاع تو دینی چاہئے تھی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ابھی مس جولیا نے مجھے فون کر کے صدیقی کے بارے میں بات کی ہے۔ اصل بات یہ ہے سر کہ صدیقی، نعمانی، خاور اور چوہان چاروں نے مل کر ایک نجی تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کا نام انہوں نے فور سٹارز رکھا ہوا ہے۔ جب کوئی کیس نہیں

ہوتا یا یہ چاروں یا ان میں سے کوئی کسی کیس میں عملی طور پر شامل نہیں ہوتا تو پھر فور سٹارز ملک میں منشیات کے ریکٹس کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں اور ان ریکٹس کے بارے میں حتمی اطلاعات نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس طرح وہ ریکٹ پکڑا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح وہ فارغ بھی نہیں رہتے اور ملک اور قوم کی خدمت بھی کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں صدیقی نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ خیابان کالونی میں منشیات کے ایک اہم ریکٹ کے خلاف کام کر رہا ہے اور اسے امید ہے کہ یہ ریکٹ عام ریکٹس سے کہیں بڑھ کر ثابت ہو گا۔ مجھے یقین ہے سر کہ صدیقی اس کال گرل کے ساتھ اسی مقصد کے لئے ہوٹل گیا ہو گا۔ ویسے میں نے صدیقی کے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے اس کے فون کے ساتھ منسلک ٹیپ پر پیغام ریکارڈ کرا دیا ہے کہ وہ جب بھی آئے مجھے فون کرے۔ اس سے بات ہونے پر میں پوری تفصیل معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ فور سٹارز کے سلسلے میں کارروائی ہو رہی تھی۔ پھر ٹھیک ہے"...... عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو اس فور سٹارز کے بارے میں اطلاع تھی۔ آپ نے مجھ سے تو کبھی اس کا ذکر نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کافی عرصہ پہلے بات تو ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت یہ صرف آئیڈیا تھا۔ اب شاید انہوں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہو۔ ویسے مجھے خود معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ اس آئیڈیے پر باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے آج سے پہلے ایسی کوئی سرگرمی نوٹس میں بھی نہیں آئی۔ معلوم نہیں یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ویسے آئیڈیا تو شاندار ہے۔ بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ اس فور سٹارز کو فائیو سٹارز ہونا چاہئے۔ اس میں مجھے بھی شامل ہو جانا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"چلو یہ تو ہوا کہ آپ کا غصہ تو اترا۔ ورنہ مجھے تو نجانے کیا کیا ہول آ رہے تھے۔ اب آپ کے لئے چائے لے آؤں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اب لے آؤ۔ اصل بات یہ ہے کہ میں واقعی بے حد تنگ ہو گیا تھا کہ میرے ساتھی اور اس طرح آوارہ لڑکیوں کے ساتھ گھومیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ پھر بلیک زیرو نے چائے لا کر دی اور وہ دونوں چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صدیقی بول رہا ہوں جناب۔ میں ابھی فلیٹ میں واپس آیا ہوں
تو صفدر صاحب کا پیغام ملا ہے۔ میری صفدر صاحب سے بات ہوئی
ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران صاحب نے آپ کو میرے بارے
میں رپورٹ دی ہے اور آپ نے وضاحت طلب کی ہے۔ صفدر صاحب
نے فور سٹارز کے بارے میں آپ کو بتا دیا ہے۔ یہ لڑکی جس کا نام
گلزار ہے۔ خیابان کالونی میں ایک چھوٹے سے ہوٹل کی مالک ہے
ویسے یہ بات درست ہے کہ اس لڑکی کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اور
یہ کال گرل بھی رہی ہے لیکن اس لڑکی کے تعلقات خیابان کالونی کے
مشہور غنڈے راجہ سے ہیں اور راجہ کے بارے میں مجھے شک ہے کہ
وہ منشیات کے ریکٹ کا ایک اہم مہرہ ہے۔ میں چاہتا تھا کہ پہلے اس
لڑکی سے روابط بڑھا کر راجہ کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر
لوں پھر راجہ پر ہاتھ ڈالوں اور اس مقصد کے لئے میں نے اس سے
دوستی بڑھائی تھی اور اسے فنکشن پر ہوٹل شیرٹن لے گیا تھا پھر عمران
صاحب اچانک وہاں پہنچ گئے اور یہ لڑکی عمران صاحب کی باتوں کی
وجہ سے پریشان ہو گئی۔ میں نے اس پر یہ مناسب سمجھا کہ عمران
صاحب کے والد کا تعارف کرا دیا جائے کیونکہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سن
کر یہ لوگ لازماً خوفزدہ ہو جائیں گے اور پھر ان کے اس خوف سے فائدہ
اٹھایا جا سکتا ہے۔ بس اتنی سی بات تھی جناب ورنہ میں تو سوچ بھی
نہیں سکتا کہ ایسی کسی لڑکی سے تعلقات بڑھاؤں"...... صدیقی نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

فور سٹارز کے تحت تم لوگ جو کچھ کرتے رہتے ہو۔ اس کی
ات مجھے ملتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ فور سٹارز کے تحت تمہاری
ر میاں سیکرٹ سروس کے کاموں میں حارج نہیں ہوتیں اس لئے
نے بھی تمہاری ان کارروائیوں میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ لیکن
بات تم بھی سن لو اور اپنے فور سٹارز کے دوسرے ممبرز کو بھی بتا
کہ ایسی کارروائیوں کے دوران تمہارا انداز اس قسم کا ہرگز نہیں
نا چاہئے۔ جیسا کہ آج عمران نے مجھے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا ہے۔
سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہر حالت میں باوقار اور باکردار
ھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے اس انداز میں اس لڑکی سے رابطہ لینے
م کی مجبوری کی وجہ سے اختیار کرنا تھا تو تمہیں ایسا میک اپ میں
نا چاہئے تھا"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ آئندہ ایسا ہی ہو گا سر"...... صدیقی نے جواب دیا تو
ران نے رسیور رکھ دیا۔
"اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے
ئے کہا۔
"میں ابھی جاتا ہوں صدیقی کے پاس اور اس سے بات کرتا ہوں
کہ اس پرلطف شغل اور نیکی کے کام میں اس نے مجھے کیوں شامل
نہیں کیا۔ حالانکہ وہ صرف سٹار ہے جبکہ میں ٹاپ سٹار ہوں"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"سوچ لیں ایسا نہ ہو کہ کل کو مجھے بھی آپ کے ساتھ وہی کارروائی

کرنی پڑے جو آپ صدیقی کے ساتھ کرنا چاہتے تھے"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے ہنس کر کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

بڑے سے کمرے میں رکھے ہوئے صوفوں پر اس وقت چار مقامی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ چاروں ہی اپنے لباس اور انداز سے زیر زمین دنیا کے افراد لگ رہے تھے۔ درمیان میں رکھی ہوئی میز پر شراب کی بوتلیں اور گلاس موجود تھے اور وہ چاروں شراب پینے میں مصروف تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے اس قدر نشانات تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے باقاعدہ اس کے چہرے پر تجریدی آرٹ کا کوئی شاہکار بنانے کی کوشش کی ہو۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اس طرح اکڑی ہوئی تھیں جیسے ان مونچھوں میں اس نے لوہے کی سلاخیں فٹ کرا رکھی ہوں۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی۔

"مزے ہو رہے ہیں دوستو"...... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"راجہ کے ڈیرے پر مزے نہیں ہوں گے تو اور کہاں ہوں گے" .... ان میں سے ایک نے ہنستے ہوئے کہا تو راجہ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"پیو گے" .... ان میں سے ایک نے گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں جو لطف دوستوں کے ساتھ پینے میں آتا ہے۔ اس کا تو جواب نہیں ہے" .... راجہ نے ہنستے ہوئے کہا اور گلاس اس آدمی سے لے کر منہ سے لگالیا۔

"کیا بات ہے راجہ آج تم ضرورت سے زیادہ خوش نظر آرہے ہو" .... ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج میں واقعی خوش ہوں۔ ایک کافی بڑی کھیپ آج آسانی سے پار ہو گئی ہے" .... راجہ نے گلاس کو واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ راجہ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

"کون بول رہا ہے" .... راجہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"گلزار بول رہی ہوں راجہ" .... دوسری طرف ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ارے ڈیئر تم۔ کہاں سے بول رہی ہو۔ آج کہاں غائب ہو گئی تھیں جلدی آؤ۔ میں تمہارا منتظر ہوں۔ آج ایک بڑی کھیپ آسانی سے پار ہو گئی ہے۔ آج بھرپور جشن ہو گا" .... راجہ نے بڑے بے تکلفانہ

لہجے میں کہا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس تمہاری بو سونگھتی پھر رہی ہے راجہ" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں انسپکٹروں کو باقاعدہ منتھلی جاتی ہے" .... راجہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں آرہی ہوں۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی" .... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہاں تو دوستو۔ اب تمہارے ساتھ بات ہو جائے۔ شمالی علاقوں سے چار ٹرک لے کر سنہری پل تک پہنچانے ہیں۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ ایریا سلامو کا ہے اور سلامو کو تم جانتے ہو کہ اگر اس کے ایریے میں ذرا سی بھی مداخلت کی جائے تو اودھم مچا دیتا ہے۔ اس لئے کام اس طرح ہونا چاہئے کہ سلامو کے آدمیوں کو کانوں کان پتہ ہی نہ چلے" .... راجہ نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ اس لئے ہمیں بلوایا تھا۔ ویسے تم معقول معاوضہ دینے والے آدمی ہو راجہ۔ اس لئے قطعی بے فکر رہو۔ سلامو اور اس کے فرشتوں کو بھی پتہ نہ چلے گا اور ٹرک پار ہو جائیں گے" .... ان میں سے ایک نے کہا۔

"سوچ لو سلطان۔ سلامو کی آنکھیں چیل سے بھی زیادہ تیز ہیں اور جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ اس کے ایریے میں سے مال گزارا جا رہا ہے

اس نے فوراً مال پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ راجہ کے مال پر سلامو یا کوئی دوسرا قبضہ کر لے"...... راجہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم اس کے ایریے سے مال کیوں گزارنا چاہتے ہو۔ اس کی وجہ"...... ایک اور آدمی نے کہا۔

"نواب بہادر اب ایک پارٹی کو کام دینا چاہتا ہے۔ اس کی نظریں مجھ پر ہیں۔ سلامو ایک بار اپنا مال پکڑوا چکا ہے اور نواب بہادر کو یہ بات پسند نہیں ہے اس لئے اس نے مجھے یہ مال سلامو کے ایریے سے گزارنے کے لئے کہا ہے۔ اگر میں نے یہ مال درست طور پر گزار دیا تو پھر سلامو کا پتہ کٹ جائے گا اور اس سارے علاقے پر اکیلے راجہ کی ہی حکومت ہوگی۔ اس لئے میں نے تم لوگوں کو بلوایا ہے کیونکہ سلامو کا مقابلہ تم ہی کر سکتے ہو"...... راجہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے راجہ بے فکر رہو۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ معاوضہ تین گنا ہوگا اور اس کے لئے چاہے ہمیں سلامو سمیت اس کے سارے ساتھیوں کو کیوں نہ ختم کرنا پڑا۔ ہم بہرحال تمہارا مال ٹھکانے پر پہنچا دیں گے"...... اس آدمی نے جو پہلے بات کر رہا تھا بڑے حتمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے منظور ہے سلطان"...... راجہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

"یس باس"...... اس مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سیٹھ کو بلاؤ"...... راجہ نے کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا سر گنجا تھا اور پیٹ آگے کو بڑھا ہوا تھا۔

"جی صاحب"...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ سے لہجے میں کہا۔

"سلطان سے تین گنا معاوضے پر سودا ہو گیا ہے سنہری پل والے ایریے کا۔ انہیں اصول کے مطابق آدھا معاوضہ ابھی دے دو اور ٹوکن بھی۔ جاؤ سلطان۔ لیکن سن لو مجھے ہر حال میں کامیابی چاہئے کامیابی"...... راجہ نے اس گنجے آدمی سے بات کرتے کرتے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔

"سلطان جو کام ہاتھ میں لیتا ہے اسے ہر حالت میں پورا کرتا ہے راجہ"۔ اس آدمی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی باقی تین افراد بھی اٹھے اور پھر سیٹھ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گئے اور راجہ نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں صوفے کی پشت سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ کیونکہ دروازے سے ایک عورت اندر داخل ہو رہی تھی۔

"آؤ آؤ گلزار بڑی دیر لگا دی آتے آتے"۔ راجہ نے بڑے ادباشانہ انداز میں کہا۔

"یہ باتیں بعد میں کرنا پہلے میری بات سنجیدگی سے سن لو"۔ آنے والی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک تو تم عورتوں میں یہ بڑی بیماری ہے کہ ذرا سی بات پر اس طرح گھبرا جاتی ہو جیسے قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ اگر سنٹرل انٹیلی جنس گو بڑ کر بھی رہی ہے تو کیا ہوا۔ منتھلی میں اضافہ کر دیں گے۔ کتوں کے سامنے پھینکی جانے والی ہڈیوں میں ایک ہڈی کا اضافہ کر دیں گے کتے خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔ اس میں اتنی گھبراہٹ کی کیا بات ہے"...... راجہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فور سٹار گروپ کو جانتے ہو"...... آنے والی عورت گلزار نے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے پر اسرار سے لہجے میں کہا۔ اس نے راجہ کی ساری بات کا سرے سے نوٹس ہی نہ لیا تھا۔

"فور سٹار کیا کوئی غیر ملکی گروپ ہے"۔ راجہ نے حیران ہو کر کہا۔

"غیر ملکی نہیں ملکی اور فور سٹار آج کل تمہارے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے ان انسپکٹروں سے نہیں جن کی تم بات کر رہے ہو"...... گلزار نے کہا تو راجہ کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم تو عجیب باتیں کر رہی ہو آج گلزار"...... راجہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں گروسری کے عبدالخالق کے بارے میں تو علم ہو گا کہ اس کا مال بھی پکڑا گیا تھا اور وہ خود بھی اندر گیا اور اس کا پورا گروپ بھی"۔

گلزار نے کہا۔

"ہاں لیکن وہ تو نارکوٹکس بورڈ کی کارروائی تھی۔ انٹیلی جنس کا اس سے کیا تعلق"...... راجہ نے کہا۔

"پہلے سن لو عبدالخالق میرے پاس آتا جاتا رہتا تھا اور جس روز اس کا مال پکڑا گیا تھا۔ وہ میرے پاس ہی تھا۔ اسے فون آیا تو وہ فوراً ہی واپس چلا گیا۔ مجھے بھی اس کے علاقے میں کوئی کام تھا میں بھی اس کے ساتھ چلی گئی اور پھر عبدالخالق کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جس ٹیم نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک عام پبلک کا آدمی بھی تھا۔ اسے میں نے ایک کھڑکی میں سے دیکھا۔ میں حیران تھی کہ یہ آدمی کون ہے۔ جو صرف ساتھ تھا۔ اس نے کسی کارروائی میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ پہلے تو میں سمجھی کہ اس کا تعلق پریس سے ہو گا۔ پریس میں بھی میرے دوست موجود ہیں۔ میں نے وہاں چیکنگ کی تو اس شکل کا کوئی آدمی نہ ملا۔ میں خاموش ہو گئی۔ دو روز پہلے کی بات ہے میں مارکیٹ جا رہی تھی کہ میں نے اسی آدمی کو ایک اور آدمی کے کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے دیکھا۔ ان کی نظریں سامنے کھڑی ایک سفید کار پر جمی ہوئی تھیں اور یہ سفید کار تمہارے آدمیوں کی تھی۔ ساتھ ہی پبلک فون بوتھ تھا۔ میں اس کی اوٹ میں ہو گئی تو وہ آدمی فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے کسی سے فون پر میرے ہوٹل کا نام لیا اور ساتھ ہی فور سٹار کا نام بھی لیا۔ میں چونک پڑی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسری کار میں بیٹھ کر سفید کار کے پیچھے چلے گئے۔ میں پریشان ہو گئی۔ کل وہی

آدمی میرے ہوٹل آگیا۔ وہ مجھ سے ملا اور اس نے مجھ پر ڈورے ڈالنے
شروع کر دیئے میں نے بھی اس کی پوری طرح حوصلہ افزائی کی ۔ اس
نے باتوں باتوں میں تمہارا نام لیا تو میں کھٹک گئی ۔ پھر اس نے مجھے
آج ہوٹل شیرٹن کے فنکشن میں آنے کی دعوت دی ۔ میں نے دعوت
قبول کر لی اور ہم دونوں ہوٹل میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک اور
نوجوان وہاں پہنچ گیا۔ اس آدمی کا جس نے مجھے دعوت دی نام صدیقی
تھا۔ وہ آنے والا تو اپنے آپ کو سیٹھ آلو والا کچالو والا کہہ رہا تھا۔ لیکن
میری بھی ساری عمر ایسے ہی لوگوں کے ساتھ گزری ہے ۔ میں اڑتی
چڑیا کے پر گن لیتی ہوں ۔ میں اسے دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ کوئی
خاص آدمی ہے اور پھر وہی ہوا صدیقی نے اس کا تعارف کرا دیا۔ اس کا
نام علی عمران ہے اور وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر
عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا تھا۔ میں تو یہ سنتے ہی کھٹک گئی ۔ پھر جب شو
شروع ہوا تو وہ دونوں سرگوشیاں کرتے رہے اور مجھے دیکھتے رہے ۔ شو
ختم ہونے پر جب صدیقی مجھے چھوڑنے ہوٹل گلزار آیا تو میں نے اس
سے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ وہ انتہائی
خطرناک آدمی ہے ۔ جس مجرم گروہ اور تنظیم کے پیچھے پڑ جائے اس کو
موت کے گھاٹ اتار کر چھوڑتا ہے"........ گلزار نے پوری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا مطلب ہے کہ فور سٹار اب میرے پیچھے ہے اور یہ آدمی
علی عمران چونکہ سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے ۔ اس لئے اس کا تعلق بھی

سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے "۔ راجہ نے کہا۔

" ہاں مجھے سو فیصد یقین ہے "........ گلزار نے جواب دیا تو راجہ
نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر
دیئے۔

" آصف بول رہا ہوں "........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی
دی ۔

" راجہ بول رہا ہوں آصف "۔ راجہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ راجہ تم خیریت آج اتنے عرصے بعد کیسے میں یاد آگیا ہوں"۔
دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے ضرورت پڑ گئی ہے تمہاری ۔ یہ بتاؤ کسی فور سٹار گروپ
کو جانتے ہو "........ راجہ نے کہا۔

" فور سٹار گروپ ۔ ہاں جانتا ہوں ۔ کیوں "........ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

" اس کی تفصیل بتاؤ "........ راجہ نے کہا۔

" سوری راجہ تمہیں میرے اصولوں کا تو علم ہے "........ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

" مرو نہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا تمہارے پاس "۔ راجہ نے
غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوکے ٹھیک ہے ۔ تو سنو فور سٹار چار آدمیوں پر مشتمل ہے ۔
سنا ہے کہ ان چاروں کا تعلق حکومت کی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے ۔

انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ مشن پر کام خود کرتے ہیں اور حتی اطلاعات نار کو نکس بورڈ کو مہیا کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مزید تفصیل بتاؤ کون لوگ ہیں۔ ان کے نام ان کے حلیے ان کے پتے"...... راجہ نے کہا۔

"صرف ان کے لیڈر کا نام معلوم ہے۔ اسے صدیقی کہا جاتا ہے۔ باقی کسی بات کا علم نہیں ہے۔ البتہ صدیقی کو ایک بار روشن ولاز کے ایک فلیٹ سے نکلتے دیکھا گیا تھا۔ فلیٹ نمبر بارہ"...... آصف نے جواب دیا۔

"روشن ولاز فلیٹ نمبر بارہ نام صدیقی اچھا یہ بتاؤ کہ کسی علی عمران نامی آدمی کو جانتے ہو"...... راجہ نے کہا۔

"ہاں ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے لیکن انہوں نے اسے عرصے سے عاق کیا ہوا ہے۔ اس کی دوستی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ہے۔ زیر زمین دنیا کے مشہور آدمی ٹائیگر کا بھی گہرا دوست ہے اکثر اس کے ساتھ بھی دیکھا جاتا ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہے"...... آصف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... راجہ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رستم بول رہا ہوں"۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رستم ایک پتہ نوٹ کرو۔ روشن ولاز فلیٹ نمبر بارہ جہاں ایک ...ی نام کا آدمی رہتا ہے۔ اسے اغوا کر کے کالو کے اڈے پر پہنچا دو اور اطلاع دو"...... راجہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا حلیہ"...... رستم نے پوچھا۔

"حلیہ گلزار بتائے گی"...... راجہ نے کہا اور رسیور سامنے بیٹھی ...ی عورت کی طرف بڑھا دیا۔ گلزار نے رسیور لیا اور صدیقی کا حلیہ ...شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ...ختم ہو گیا۔ گلزار سے رسیور لے کر راجہ نے اسے کریڈل پر رکھ ...

"صدیقی جب کالو کے اڈے پر پہنچے تو تم اس سے ساری معلومات ...ل کر لینا اور پھر باقی افراد بھی ختم ہو جائیں گے"۔ راجہ نے ...سکراتے ہوئے کہا۔

"وہ عمران اور ٹائیگر وغیرہ ان کے بارے میں کیا سوچا ہے تم ..."...... گلزار نے کہا۔

"فی الحال فورسٹار کا تو خاتمہ کر دوں۔ اس کے بعد ان دونوں کے ...ے میں بھی سوچ لیں گے۔ اس وقت ذہنی طور پر میں نواب بہادر ...طرف سے پریشان ہوں"...... راجہ نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیسی پریشانی"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ نواب بہادر سلامو سے ناراض ہو گیا ہے اور

وہ اس کا علاقہ بھی مجھے دینا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے لئے اس نے شرط
دی ہے کہ میں اس کا مال سلامو کے علاقے سے کراس کر کے
دکھاؤں"...... راجہ نے کہا۔

"یہ شرط پوری ہونی تو بہت مشکل ہے"...... گلزار نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میں نے اس کا بندوبست کر لیا
ہے"...... راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بندوبست کیا ہے"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کام کے لئے سلطان گروپ کو ہائر کر لیا ہے"......
راجہ نے کہا تو گلزار کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر
آئے۔

"اوہ۔ ویری گڈ راجہ۔ تمہاری یہی بات تو مجھے پسند ہے کہ تم
انتہائی بروقت اور انتہائی شاندار فیصلے کرتے ہو۔ سلطان گروپ
سلامو سے ٹکرا بھی سکتا ہے اور وہاں سے مال نکال بھی سکتا ہے۔ گڈ۔
معاوضہ تو انہوں نے زیادہ مانگا ہوگا"...... گلزار نے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"ہاں تین گنا اور میں نے قبول کر لیا۔ کیونکہ تین گنا معاوضہ دے
کر اگر سلامو کا علاقہ میرے قبضے میں آجاتا ہے تو سودا مہنگا نہیں ہے"......
راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن سلامو اور اس کا گروپ مقابلہ تو کرے گا"...... گلزار نے

کرتا رہے۔ سلطان گروپ سے ہی ٹکرائے گا۔ ٹکراتا رہے۔
دونوں ہی ختم ہو جائیں گے۔ فائدہ پھر بھی ہمارا ہی ہے"...... راجہ
نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا۔ کہاں جا رہے ہو"...... گلزار نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نواب بہادر کا ایک آدمی بیرون ملک مال پہنچانے کے لئے بات
کرنے آرہا ہے۔ میں نے اس سے ایک خفیہ پوائنٹ پر ملنا ہے"...... راجہ
نے کہا۔

"لیکن اس صدیقی کا کیا ہوگا"...... گلزار نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اس صدیقی سے اس
کے باقی ساتھیوں کا پتہ کرو اور پھر ان کا بھی خاتمہ کرا دو۔ فور سٹار
گروپ ختم۔ کالو اس کام میں تم سے تعاون کرے گا"...... راجہ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے کہہ دو اس کا دماغ اکثر خراب ہو جاتا ہے"...... گلزار نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی ہمت ہے کہ تمہارے سامنے دماغ خراب کرے وہ جانتا
نہیں کہ تمہارا مجھ سے کیا تعلق ہے"...... راجہ نے بڑے فخریہ لہجے
میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر فون کا رسیور اٹھایا اور
پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیک روز کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

"کالو سے بات کراؤ میں راجہ بول رہا ہوں"۔ راجہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کالو بول رہا ہوں باس حکم"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"کالو۔ رستم ایک آدمی کو اغوا کر کے تمہارے اڈے پر لے آئے گا اور گلزار نے اس آدمی سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو ختم کرانا ہے۔ تم نے گلزار سے تعاون کرنا ہے اور سنو۔ آج پہلی بار گلزار نے شکایت کی ہے کہ تمہارا دماغ کبھی کبھی خراب ہو جاتا ہے۔ آئندہ اگر مجھے شکایت ملی تو تمہارے دماغ کی خرابی مستقل بھی ہو سکتی ہے سمجھے"...... راجہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں باس۔ میں جانتا ہوں کہ گلزار اور تمہارے درمیان کیا تعلق ہے۔ اسے غلط فہمی ہوئی ہو گی"۔ دوسری طرف سے کالو نے بڑے بھیک مانگتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال آئندہ مجھے شکایت نہ ملے"...... راجہ نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"بس اب تو خوش ہو ناں"...... راجہ نے کہا۔

"یہ راجہ۔ اسی لئے تو مجھے تم پر فخر ہے"...... گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لو۔ کے میں اب چلتا ہوں"...... راجہ نے کہا اور مڑ کر بیرونی ـــے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ گلزار وہیں صوفے پر بیٹھ گئی اس رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گلزار ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

گلزار بول رہی ہوں سلامت سے بات کراؤ"...... گلزار نے کہا۔

ی اچھا میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو سلامت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز دی۔

سلامت راجہ کے ڈیرے پر آجاؤ۔ میں وہیں موجود ہوں۔ ایک کو راجہ کے حکم سے کالو کے ڈیرے پر پہنچایا جائے گا۔ اس کا تعلق ستار گروپ سے ہے۔ راجہ نے اس گروپ سے نمٹنے کا کام میرے لگا دیا ہے۔ اس آدمی سے پوچھ گچھ کر کے اس کے باقی ساتھیوں کا لانا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فور سٹار کا تعلق کسی سرکاری ی سے ہے۔ اس لئے لازماً یہ آدمی تربیت یافتہ ہو گا۔ اس سے گچھ آسان نہ ہو گی اور تم ان کاموں میں ماہر ہو۔ میں چاہتی ہوں م اس سے اس طرح پوچھ گچھ کرو کہ وہ سب کچھ اگل دے"۔ گلزار ہا۔

آپ فکر نہ کریں میڈم۔ سلامت کے سامنے چاہے کوئی ایگریمیا کا تربیت یافتہ ایجنٹ کیوں نہ ہو۔ زبان بند نہیں رکھ سکتا"۔

دوسری طرف سے سلامت نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتی ہوں۔اسی لئے تو یہ کام تمہارے ذمے لگا رہی ہوں
تم فوراً پہنچ جاؤ راجہ کے ڈیرے پر"...... گلزار نے مسکراتے ہو
کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گئی تاکہ باہر موجود راجہ کے آدمیوں کو کہہ سکے کہ سلامت جب
آئے تو اسے یہاں بھجوا دیں۔اب وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ اس نو
ستار کا خاتمہ کرلینے میں بہرحال کامیاب ہو جائے گی۔

عشق کی چوٹ کا اثر ہو تو سہی
درد دلم ہو گیا زیادہ مگر ہو تو سہی

عمران نے کار روشن ولاز کی پارکنگ میں روکی۔جہاں صدیقی کا
ٹ تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ صدیقی کے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
ٹ کا دروازہ بند تھا۔اس نے دروازے پر دستک دی۔
"کون ہے"...... اندر سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔
"چشم دید گواہ"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ ایک
ے سے کھل گیا۔صدیقی دروازے پر موجود تھا۔
"آپ نے تو واقعی چشم دید گواہوں جیسا رول ادا کیا ہے عمران
ب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ

"چی گواہی دینے کا حکم دیا گیا ہے ہمارے دین میں"...... عمران
اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا
نے دروازہ بند کیا اور پھر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے صفدر نے جب بتایا کہ چیف انتہائی غصے میں ہے تو میں ت
گیا۔ یہ تو شکر ہے کہ اسے فور سٹار کے بارے میں علم تھا ورنہ نجا
میرا کیا حشر ہوتا۔ آپ نے بھی تو کمال کر دیا۔ اسے ایسی پٹی پڑھائی
وہ میرے کردار سے ہی مشکوک ہو گیا"........ صدیقی نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"میں خود مشکوک ہو گیا تھا........ تم جس انداز میں اس بوڑ
گھوڑی لال لگام پر ریشہ خطمی ہو رہے تھے۔ اس انداز میں تو اگر مجنو
بھی لیلیٰ سے پیش آتا تو ویرانوں میں بھٹکنے کی بجائے بچوں کی سکو
فیس ادا کرتا نظر آتا"........ عمران نے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا
کر ہنس پڑا۔

"ایسی عورتیں جس ماحول سے تعلق رکھتی ہیں وہاں یہی انداز
چلتا ہے۔ اس لئے ایسا مجبوراً کرنا پڑتا ہے"........ صدیقی نے کہا۔

"تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے تو بس مجھ سے فور سٹار کا آئیڈ
ڈسکس کیا تھا۔ اس پر تم نے عمل کب سے شروع کر دیا"........ عمرا
نے کہا۔

"آپ تو ٹیم لے کر اکثر باہر چلے جاتے ہیں۔ ہم یہاں بیکار بیٹ
بیٹھے تنگ آگئے تھے۔ اس لئے ہم نے ملک وقوم کے فائدے کے
منشیات فروشوں کے مقامی گروپس کے خلاف کام شروع کر دیا۔ اب
تک چار گروپس کا خاتمہ ہو چکا ہے"........ صدیقی نے بڑے فخریہ
میں کہا۔

"نارکوٹکس کنٹرول بورڈ تو سنا ہے کہ مخبری کرنے والوں کو بڑا بھاری انعام دیا کرتا ہے۔ تمہیں بھی ملا ہو گا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ملا تھا"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر اکیلے اکیلے ہی ہضم کر گئے"........ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم نے یہ تمام معاوضہ صفدر صاحب کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ اسے خصوصی کاموں میں استعمال کر سکیں"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس صفدر سے بھی بات کرنی پڑے گی۔ پتہ نہیں کہاں خرچ کرتا ہے یہ فنڈ۔ مجھ جیسے غریب آدمی کو تو آج تک ایک روپیہ نہیں ملا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو چائے کا ایک کپ مل سکتا ہے"........ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا زمانہ آگیا ہے جو واقعی مستحق لوگ ہیں انہیں تو صرف چائے کے ایک کپ پر ٹرخا دیا جاتا ہے"........ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سنو صدیقی۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب میں بھی تمہارے مقابلے میں گروپ بناؤں گا۔ یہ تو کمائی کا اچھا خاصا بڑا دھندہ ہے۔ میں خواہ مخواہ چیف کی منتیں کرتا رہتا ہوں"........ عمران نے چائے کا

کپ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔
"آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں ...... فور سٹار کی بجائے فائیو
سٹار گروپ بن جائے گا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں دو اور مفت خوروں کو بھی اس دھندے پر لگانا چاہتا ہوں۔
تاکہ کم از کم وہ اپنا خرچہ خود نکالنے کے تو قابل ہو جائیں"...... عمران
نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔
"کن کی بات کر رہے ہیں آپ"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔
"جوزف اور جوانا کی بات کر رہا ہوں۔ نہ کام کے نہ کاج کے دشمن
اناج کے"...... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔
"کم از کم آپ ان دونوں کے متعلق تو ایسی بات نہ کیا کریں۔ وہ
جس طرح آپ پر جان نچھاور کرتے ہیں۔ اس طرح تو شاید قدیم دور
کے غلام بھی نہ کرتے ہوں گے"۔ صدیقی نے کہا۔
"ان کی جان بڑی مہنگی پڑ رہی ہے مجھے یہ تو شکر ہے۔ دونوں نے
شراب پینا چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ اب تک تو دیوالیہ نکل چکا ہوتا میرا"۔
عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔
"عمران صاحب اگر آپ سنجیدہ ہیں تو میری ایک تجویز ہے"۔ اچانک
صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"اس گروپ میں ساری سیکرٹ سروس جوزف جوانا اور آپ سمیت
آپ کے شاگرد ٹائیگر کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے شرط یہ ہے کہ آپ

چیف سے اس کی اجازت لے دیں۔ جب بھی سیکرٹ سروس کے پاس
کوئی کام نہ ہو تو ہم ملک کے مفاد میں یہ کام کر سکتے ہیں۔ آپ گروپ
انچارج بن جائیں"...... صدیقی نے کہا۔
"نہیں ساری سیکرٹ سروس کو اس دھندے پر نہیں لگایا جا سکتا۔
چیف اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ اس طرح سیکرٹ سروس کی
نشاندہی بھی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"کیسے نشاندہی ہو سکتی ہے۔ ہم کسی غیر ملکی تنظیم کے خلاف تو
کام نہیں کریں گے۔ صرف مقامی گروپس کے خلاف ہی کام کریں
گے"...... صدیقی نے کہا۔
"جو بھی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ چیف اس کی اجازت نہیں دے گا۔
البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس گروپ کو اس طرح وسعت دی جائے کہ
جوزف اور جوانا کو بھی اس میں شامل کر دیا جائے اور ٹائیگر کو بھی اور
تم حسب سابق اس کے انچارج بنے رہو۔ یہ تو باقاعدہ ممبر ہوں گے
جب کہ میں اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران مہمان اداکار بن
جائیں۔ لیکن شرط وہی کہ جو انعام ملے گا۔ وہ صفدر کے فنڈ کی بجائے
میرے فنڈ میں جمع کرا دیا جائے۔ غریب عمران فنڈ میں"...... عمران
نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
بات ہوتی۔ اچانک دروازے پر کسی نے زور زور سے دستک دینا
شروع کر دی تو صدیقی کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔
"کون ہے"...... صدیقی نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے

ہوئے پوچھا۔

"پولیس دروازہ کھولو"........ باہر سے کسی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پولیس"....... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے وہ یکلخت پیچھے ہٹ گیا کمرے میں چار پولیس آفیسر داخل ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں سرکاری ریوالور موجود تھے۔

"خبردار اگر حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دیں گے۔ ہاتھ اٹھا لو"۔ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آہستہ بولو پولیس آفیسر صاحب۔ میں تو دل کا مریض ہوں"۔ عمران نے فوراً ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صدیقی کی طرف دیکھ کر آنکھ کا کونا دبا دیا تو صدیقی نے بھی لمبا سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیئے۔

"یہ کیا چکر ہے کیوں آئے ہو"...... صدیقی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام انسپکٹر رستم ہے۔ ہمارا تعلق نارکوٹکس سپیشل پولیس تھانے سے ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم منشیات فروشوں کی کسی بین الاقوامی تنظیم سے متعلق ہو۔ تمہیں ہمارے ساتھ تھانے جانا ہوگا"۔ ان میں سے ایک نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس شناختی کارڈ تو ہوں گے دکھاؤ مجھے"....... صدیقی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"زیادہ بک بک مت کرو ورنہ گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا۔ ہتھکڑی لگاؤ انہیں"۔ انسپکٹر رستم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر انسپکٹر۔ ہم شریف لوگ ہیں اور میں تو خاص طور پر انتہائی شریف آدمی ہوں۔ ہم ویسے ہی تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ ہتھکڑی تو تم اس وقت لگانا جب ہمارے خلاف تمہیں کوئی ثبوت مل جائے۔ ویسے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کوئی شرارت نہیں کریں گے"........ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"........ رستم نے کہا۔

"چلو بھائی۔ انعام دینے والے وصول کرنا بھی جانتے ہیں"۔ عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ دو پولیس والے ان سے پہلے باہر نکل آئے جب کہ دو ان کے پیچھے تھے۔

"میں فلیٹ کو لاک کر دوں"........ صدیقی نے کہا تو رستم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے فلیٹ کو لاک کیا اور پھر وہ ان پولیس آفیسرز کے ساتھ چلتے ہوئے نیچے پارکنگ میں پہنچ گئے۔ جہاں واقعی پولیس جیپ موجود تھی۔ انہیں پولیس جیپ میں بٹھا دیا گیا اور جیپ تیزی سے سڑک پر آ گئی۔

"یہ تمہارا سپیشل تھانہ ہے کہاں"........ عمران نے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے انسپکٹر رستم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"خاموش بیٹھے رہو"........ رستم نے اسے بری طرح جھڑکتے

ہوئے کہا۔

"اصل تھانے دار لگتا ہے"......... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

"اگر آپ نہ ہوتے تو ان کی اصلیت وہیں فلیٹ میں ظاہر ہو جاتی"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے"۔ رستم نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل بیٹھ سکتے ہیں رستم زماں صاحب۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم صرف نام کے ہی رستم ہو یا اکھاڑے کے بھی ہو"......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہیں سب معلوم ہو جائے گا"......... رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ واقعی جی دار آدمی لگتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس بار رستم نے کوئی جواب نہ دیا۔ جیپ مختلف سڑکوں پر سے گھومتی ہوئی دارالحکومت کے شمال میں واقع ایک گنجان آباد متوسط طبقے کی کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ تین بار ہارن بجایا گیا تو پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور جیپ کو اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار کھڑی ہوئی تھی اور چار مشین گنوں سے مسلح افراد بھی موجود تھے لیکن ان کے جسموں پر عام لباس تھا۔ جیسے ہی جیپ پورچ میں جا

ی وہ چاروں افراد جیپ کے گرد پھیل گئے۔

"یہ تو کوئی پرائیویٹ تھانہ لگتا ہے"......... عمران نے نیچے اترتے ئے کہا۔

"خفیہ تھانے ایسے ہی ہوتے ہیں"......... رستم نے جواب دیا اور انہیں اس عمارت کے ایک تہہ خانے میں لے آیا گیا۔ پولیس یرز کے ساتھ چاروں مسلح افراد بھی ان کے ساتھ ہی آئے تھے۔

"انہیں کرسیوں سے باندھ دو"......... رستم نے کہا اور صدیقی نے یک بار پھر عمران کی طرف دیکھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمال ہے۔ ہمارے ملک کی پولیس اس قدر بزدل ہو چکی ہے"۔ ران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر ھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے ں سے باندھ دیئے گئے۔

"تم ان کا خیال رکھنا میں ان کی گرفتاری کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو ے دوں"......... رستم نے ان چاروں مسلح افراد سے کہا اور اپنے اروں ساتھیوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا تہہ خانے سے باہر ا گیا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ تھانوں میں بڑا وحشت ناک قسم کا ماحول وتا ہے۔ لیکن اس تھانے کا موحول تو بڑا خوبصورت سا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی جب تمہاری چیخیں یہاں گونجیں گی تو یہ اور خوبصورت ہو

جائے گا"...... ایک آدمی نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو صرف میری چیخیں سننے کے لئے تم سب نے اتنی تنگ و دو
کی ہے۔ مجھے ویسے کہہ دیتا تھا میں چیخوں کا ٹیپ بھر کر تمہیں بھجوا دیتا"۔
عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی
دروازہ کھلا اور ایک ناٹے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا
اس کا لباس اس کا چہرہ اور انداز دیکھ کر ہی صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس
کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی چاروں
مسلح افراد یکلخت مؤدب ہو گئے۔

"تو تمہارا تعلق فور سٹار سے ہے"۔ اس آدمی نے غور سے عمران
اور صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی اور عمران دونوں چونک
پڑے۔

"تم کون ہو"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام کالو ہے۔ یہ میرا اڈہ ہے"...... اس آدمی نے بڑے فخریہ
لہجے میں کہا۔

"لیکن انسپکٹر رستم نے تو کہا تھا کہ یہ نارکوٹکس کا خفیہ تھانہ
ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔ تو کالو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس
پڑا۔

"رستم بڑا شرارتی ہے۔ اسے بتایا گیا تھا کہ تمہارا تعلق کسی
سرکاری ایجنسی سے ہے۔ اس لئے اس نے باقاعدہ پولیس انسپکٹر کا
روپ دھارا تھا۔ تاکہ تمہیں کوئی شک نہ پڑسکے اور تم نے دیکھا کہ

اس کا روپ کس قدر کامیاب رہا ہے۔ تم پولیس کی وجہ سے معصوم
پرندوں کی طرح یہاں پہنچ گئے ہو"...... کالو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رستم کو تم نے بھیجا تھا"...... صدیقی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ مجھے تو تمہارے متعلق یہ سب کچھ رستم نے ہی
بتایا ہے۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ ایک آدمی کو رستم اغوا کر
کے یہاں لے آئے گا۔ پھر میڈم گلزار اس سے پوچھ گچھ کرے گی"۔ کالو
نے جواب دیا۔

"میڈم گلزار۔ کیا یہ وہی گلزار ہے۔ ہوٹل گلزار کی مالکہ"۔ صدیقی
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ہے۔ تم نے یقیناً اسے کال گرل سمجھ کر اس سے دوستی
کی پینگیں بڑھائی ہوں گی لیکن تم اسے نہیں جانتے وہ انتہائی خطرناک
عورت ہے"...... کالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب کالو صاحب کیا میڈم گلزار تمہاری سربراہ ہے یا اس سے
اوپر بھی کوئی اور ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ راجہ کی عورت ہے اور راجہ اس سارے علاقے کا دادا ہے"۔
کالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ راجہ صاحب کہاں دربار لگاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کا اڈہ مسلم ٹاؤن میں ہے"...... کالو نے جواب دیا اور پھر
واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ان کا خیال رکھنا ٹونی"...... اس نے جاتے جاتے ایک مسلح

آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹونی نے جواب دیا اور کالو دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تمہیں کس کی تلاش تھی کیا اس راجہ کی"...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے کہا۔ اس نے بات انگریزی زبان میں کی تھی تاکہ کوئی اور ان کے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سمجھ سکے۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ منشیات کا ایک بڑا ریکٹ اس علاقے میں کام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں راجہ کا نام سامنے آیا تھا۔ میں نے راجہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ راجہ بذات خود کیریئر ہے۔ اصل آدمی کوئی اور ہے۔ اس گلزار کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ راجہ کی خاص عورت ہے۔ میں نے سوچا کہ گلزار کی مدد سے اصل آدمی کا پتہ چلایا جائے۔ کیونکہ یہ عورتیں اکثر وہ باتیں بھی جانتی ہیں جو یہ عام سے غنڈے بھی نہیں جانتے۔ لیکن شاید یہ گلزار میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار عورت ہے۔ وہاں ہوٹل میں بھی میں نے جان بوجھ کر آپ کا تعارف سنٹرل انٹیلی جنس کی نسبت سے کرایا تھا تاکہ یہ گھبرا کر اصل آدمی کو رپورٹ دے۔ میرا ارادہ تھا کہ آج رات میں اس کے ہوٹل جاؤں گا اور پھر اصل بات معلوم کروں گا لیکن مجھ سے پہلے انہوں نے خود کارروائی شروع کر دی ہے"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ عورت اصل سربراہ کے بارے میں جانتی

ں"...... عمران نے کہا۔

"میرا اندازہ ہے۔ یقین سے تو نہیں ہے"...... صدیقی نے ب دیا۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ۔ ابھی اس کا فیصلہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ میں رسیاں کاٹ لی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی کھول لی ہیں۔ لیکن اس عورت کو آنے دیں"۔ دیقی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وازہ کھلا اور گلزار اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک تو وہی کالو تھا سرا ایک اور آدمی تھا۔ جس نے ہاتھ میں ایک ہنٹر پکڑ رکھا تھا۔ وہ ی شکل صورت سے زیر زمین دنیا کا ہی آدمی لگ رہا تھا۔

"اوہ تو یہ عمران بھی ساتھ پکڑا گیا ہے۔ ویری گڈ"۔ گلزار نے اندر داخل ہوتے ہی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میڈم یہ دونوں آپس میں انگریزی میں باتیں کرتے رہے ہیں"۔ ٹونی نے فوراً ہی کہا۔

"ان کے گروپ کا نام بھی انگریزی میں ہے۔ انگریزی تو آتی ہی ہو گی انہیں"...... گلزار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا

"یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے مس گلزار"۔ صدیقی نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چکر تو تم نے چلانے کی کوشش کی تھی مسٹر صدیقی۔ لیکن تم مجھے نہیں جانتے تھے۔ ورنہ ایسی جرأت کبھی نہ کرتے اور اب بھی میری

بات مان لو۔ اپنے باقی تین ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو۔ ورنہ
تمہارا یہ جسم ابھی کوڑوں کی ضربوں سے لہولہان ہو جائے گا"۔ گلزار
نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کن ساتھیوں کی بات کر رہی ہو"۔ صدیقی نے حیرت کا اظہار
کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق فورسٹار سے ہے۔ تم نے گروسری کے عبدالخالق کو
نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے ذریعے پکڑوایا تھا۔ وہ میرا دوست تھا۔
جب نارکوٹکس والوں نے عبدالخالق کو اس کے کلب سے گرفتار کیا
تھا تو تم بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں نے وہاں ایک کمرے کی کھڑکی
سے تمہیں دیکھا تھا۔ میں پہلے یہی سمجھی تھی کہ تمہارا تعلق پریس سے
ہے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ تمہارا کوئی تعلق پریس سے نہیں ہے
تو میں نے تمہاری تلاش شروع کر دی۔ پھر اتفاقاً میں نے تمہیں اور
تمہارے ساتھی کو ایک مارکیٹ میں دیکھ لیا۔ تم ایک پبلک فون
کے قریب کھڑے تھے اور ایک سفید کار کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس
سفید کار کا تعلق میرے ایک دوست کے گروپ سے تھا۔ میں کھٹک
گئی۔ پھر تم نے پبلک فون بوتھ سے اپنے کسی ساتھی سے بات کی تو
فورسٹار کا نام بھی لیا اور راجہ کا بھی۔ میرے دوست کا نام راجہ ہی ہے
اس کے بعد تم اس سفید کار کے تعاقب میں اپنے ساتھی سمیت ایک
اور کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد تم خود ہوٹل گلزار میں آکر مجھ
سے ٹکرائے تو میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ اس طرح تمہاری

دوست بن کر میں تمہارے متعلق پوری تفصیل معلوم کر سکتی تھی۔
ہوٹل میں یہ عمران پہنچ گیا اور تم نے اس کا تعارف کراتے ہوئے
سنٹرل انٹیلی جنس کا نام لیا تو میں کھٹک گئی۔ چنانچہ میں نے راجہ سے
بات کی۔ راجہ نے ایک مخبر سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل
کیں تو اس نے بتایا کہ فورسٹار گروپ چار افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن وہ
صرف تمہاری رہائش کے بارے میں جانتا تھا۔ چنانچہ راجہ نے اپنے
آدمی رستم کو تمہیں اغوا کرنے کے لئے بھجوا دیا۔ مجھے کالو نے
بتایا ہے کہ رستم نے پولیس کی وردیوں میں جا کر تمہیں پکڑا ہے اور
تم پولیس کی وجہ سے خاموشی سے یہاں آگئے ہو۔ رستم نے مجھے بتایا
کہ تمہارے ساتھ ایک اور آدمی بھی فلیٹ میں موجود تھا۔ اس لئے وہ
اسے بھی ساتھ لے آیا ہے۔ یہ تو یہاں آکر مجھے معلوم ہوا ہے کہ ساتھ
آنے والا وہی سیٹھ آلو والا کچالو والا ہے۔ اب تمہاری بہتری اسی میں
ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو ورنہ سلامت کے ہاتھ
یہاں موجود ہنٹر دیکھ رہے ہو۔ اس نے بڑوں بڑوں کی زبان کھلوالی ہے
تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے"۔ گلزار نے بڑے فاخرانہ لہجے میں
تمہاری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس راجہ کا تعلق منشیات کے کس گروپ سے ہے"۔
اچانک عمران نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ میرا اپنا تعلق بھی اسی دھندے سے ہے۔ میں سوچ رہا

ہوں کہیں بعد میں مجھے پچھتانا نہ پڑے کہ اپنا ہی آدمی مارا گیا"۔ عمر
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسی باتیں کر کے تم مجھے
دے سکتے ہو۔ منشیات سے متعلق کون سا آدمی ہے جو میری نظروں
سے چھپا ہوا ہے"...... گلزار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم واقعی جانتی ہو کہ راجہ کا تعلق کس سے ہے۔ وہ کس
مال سپلائی کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں۔ لیکن تمہیں نہیں بتا سکتی کیونکہ اس کا نام زبان
پر آنے والے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں"...... گلزار نے جواب دیا۔

"میرے کان میں بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

"شٹ اپ بس بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ اب بولو نام بتاتے ہو
اپنے ساتھیوں کا یا نہیں"۔ گلزار نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں اپنی شیریں اور دلکش آواز کو اس طرح چیخ چیخ کر خراب کر
رہی ہو۔ چلو ایسا کرتے ہیں معلومات کا تبادلہ کر لیتے ہیں۔ تم اس
سربراہ کا نام بتا دو ہم تمہیں ساتھیوں کے نام بتا دیتے ہیں"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سلامت چلو شروع ہو جاؤ۔ یہ ایسے ہی بکواس کرتے رہیں گے اور
میرے پاس ان کی بکواس سننے کا مزید وقت نہیں ہے"۔ گلزار نے
یکلخت اس ہنٹر والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

یس میڈم"...... اس آدمی نے کہا اور ہنٹر کو فضا میں چٹخاتا ہوا
ھنے لگا۔ پھر جیسے ہی قریب آ کر اس کا بازو اوپر کو اٹھنے لگا۔ عمران
صدیقی دونوں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے
سلامت ہوا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے گلزار اور اس کے ساتھ
ے ہوئے کالو سے جا کر ٹکرایا اور کمرہ ان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔
صدیقی کرسی سے اٹھتے ہی بھوکے عقاب کی طرح ایک مشین گن
پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ باقی لوگ سنبھلتے۔ مشین گن کی
ٹ سے تہہ خانہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ چاروں مشین
ردار اور سلامت گولیوں کی زد میں آ کر فرش پر گر کر بری طرح
رہے تھے۔ جب کہ کالو اور گلزار دونوں فرش پر پڑے اس طرح
کھولے عمران اور صدیقی کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کی اچانک
ی چلی گئی ہو۔

تم ان کا خیال رکھو صدیقی میں باہر دیکھتا ہوں"...... عمران نے
مشین گن جھپٹتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے
باہر نکل آیا۔ لیکن پوری کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔
لئے عمران کوٹھی کا راؤنڈ لگا کر جب واپس اس تہہ خانے میں پہنچا
گلزار اور کالو دونوں دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور صدیقی
شین گن اٹھائے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ گلزار اور کالو دونوں کے
ے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے۔

"اس کالو کی کیا اہمیت ہے۔ اس کو تو فارغ کر دو"۔ عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا تو صدیقی نے ٹریگر دبا دیا اور کالو کے جسم پر
گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں ۔ گلزار کے حلق سے چیخ نکلی اور
بھی کالو کے ساتھ ہی نیچے گری اور ساکت ہو گئی ۔ وہ خوف سے ہی
ہوش ہو چکی تھی ۔ جب کہ کالو کو تو منہ سے آواز نکالنے کی بھی مہلت
نہ ملی تھی ۔

" اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور رسی سے باندھ دو "........ عمران
نے گلزار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صدیقی نے مشین گن
کاندھے سے لٹکائی اور آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی گلزار
اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پھر کٹی ہوئی رسیاں اٹھا کر اس نے گلزار
کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا ۔ باندھنے کے بعد اس نے دونو
ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا ۔ چند لمحوں بعد جب اس کے
جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صدیقی پیچھے ہٹ گیا
چند لمحوں بعد گلزار نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں ۔ اور جھٹکے سے
اٹھنے کی کوشش کی ۔ لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر
رہ گئی ۔

" ہاں اب بتاؤ کہ کون ہے سربراہ "........ عمران نے گلزار سے
مخاطب ہو کر کہا ۔

" تم ۔ تم دونوں تو بندھے ہوئے تھے ۔ پھر تم کس طرح آزاد ہو
گئے "........ گلزار نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو "........ عمران کا لہجہ یکلخت

سرد ہو گیا ۔

نواب بہادر ۔ نواب بہادر اصل سربراہ ہے ۔ اس کا مال راجہ
کرتا ہے "........ گلزار نے خوف زدہ سے لہجے میں جواب دیتے
کہا ۔

کہاں رہتا ہے یہ نواب بہادر ۔ پوری تفصیل بتاؤ "........ عمران
اور زیادہ سرد ہو گیا تھا ۔

" اس کا صرف نام سب جانتے ہیں ۔ اس کے متعلق کسی کو معلوم
ہے ۔ راجہ کو بھی معلوم نہیں ہے اور راجہ کے علاوہ اور کسی کو
معلوم نہیں ہے بس وہ فون پر بات کرتا ہے ۔ پھر اس کا کوئی آدمی آ
کن اور جگہ بتا دیتا ہے جہاں منشیات کے ٹرک موجود ہوتے ہیں ۔
دے کر ٹرک حاصل کیے جاتے ہیں اور منزل پر پہنچا کر وہاں سے
ٹوکن لے لئے جاتے ہیں اور پھر ان ٹوکنوں کو نواب بہادر کا
آکر لے جاتا ہے اور رقم دے جاتا ہے ۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم
"........ گلزار نے جواب دیا ۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی

" اس راجہ کے علاوہ اور کون کون نواب بہادر کے لئے کام کرتا
"........ عمران نے پوچھا ۔

" بے شمار لوگ کام کرتے ہیں ۔ لیکن بڑے بڑے صرف چار ہیں ۔
عبدالخالق تھا جسے صدیقی نے پکڑوا دیا ۔ ایک راجہ ہے ۔ ایک
ہے اور ایک شہزادہ ہے ۔ بس مجھے انہی کے متعلق علم ہے "۔

گلزار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان کے اڈے کہاں ہیں ۔ پوری تفصیل بتاؤ"........ عمران نے کہا۔

" میں صرف راجہ کے متعلق جانتی ہوں ۔ باقی کے صرف نام سنے ہوئے ہیں میں نے ۔ میں انہیں جانتی نہیں ہوں"........ گلزار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" راجہ اس وقت اپنے اڈے میں ہو گا" ۔ عمران نے کہا۔

" میں جب آئی تھی تو وہ وہاں نہیں تھا۔ اب کا مجھے علم نہیں ہے" گلزار نے جواب دیا۔

" اس کے اڈے پر فون تو ہو گا"........ عمران نے پوچھا۔

" ہاں ہے"........ گلزار نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے خود ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

" اسے کھول کر ساتھ لے آؤ صدیقی۔ فون اوپر موجود ہے" ۔ عمران نے صدیقی سے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر میں صدیقی گلزار کو بازو سے پکڑے اوپر لے آیا۔

" راجہ کو فون کر کے یہاں بلواؤ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری یہ نازک سی گردن توڑ دی جائے گی"........ عمران نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ ۔ وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے ۔ اپنے سائے سے بھی بھڑکتا ہے"........ گلزار نے جواب دیا۔

" تو پھر تم بھی چھٹی کرو" ۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ میں کوشش کرتی ہوں مجھے مت مارو ۔ میں تمہاری کنیز بن کر رہنے کے لئے تیار ہوں"........ گلزار نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہاری جان صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم راجہ کو یہاں بلوالو سمجھیں"........ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کیا ضرورت ہے اسے یہاں بلوانے کی ۔ اس کے اڈے پر چلتے ہیں ۔ وہاں اس سے بات ہو جائے گی"........ صدیقی نے کہا۔

" وہاں پر اسی طرح قتل وغارت کرنی پڑے گی ۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ وہ یہاں آجاتا تو اس سے یہیں پوچھ گچھ کر لی جاتی"........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ اپنے اڈے کے علاوہ اور کہیں نہیں جاتا"........ گلزار نے ایک بار پھر بات کرتے ہوئے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے۔ اس کے اڈے پر ہی چلے چلتے ہیں ۔ اسے ہاف آف کر دو"........ عمران نے کہا تو صدیقی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس سے پہلے کہ گلزار کچھ سمجھتی ۔ صدیقی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور گلزار کنپٹی پر ضرب کھا کر چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی دوسری ضرب نے

اسے یکلخت بے حس و حرکت کر دیا۔

" اسے بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ گولی مار کر ختم کر دیتے"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا ضرورت ہے۔ ان چھوٹی مچھلیوں کو مارنے کی۔ پڑا رہنے دو اسے یہیں"...... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ شاید گلزار اس کار پر آئی ہو گی۔

" اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب کیا سیدھے اس راجہ کے اڈے پر چلیں یا"...... صدیقی نے پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" اسے یہیں رہنے دو ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ میری کار تمہارے اس روشن ولاز میں موجود ہے اور مجھے تمہارا یہ فور سٹار گروپ کچھ پسند نہیں آیا۔ اس لئے تم جانو اور تمہارا گروپ۔ میں باز آیا ایسے انعام لینے سے"...... عمران نے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" آپ کو عادت پڑ چکی ہے۔ بین الاقوامی ٹائپ کے مجرموں سے نمٹنے کی۔ یہ بے چارے چھوٹے بدمعاش بھلا آپ کی نظروں میں کہاں جچ سکتے ہیں"...... صدیقی نے بھی پیچھے آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" اصل بات یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور جب تک مقابلہ نہ ہو۔ لطف ہی نہیں آتا کام کرنے کا"...... عمران

نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب یہ چھوٹے چھوٹے بدمعاش منشیات کا دھندہ کر کے پوری قوم کو کھوکھلا کرتے جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کی پولیس اور دوسرے ادارے رشوت لے کر ان کی طرف سے نظریں چرا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ملک کا ہر آٹھواں نوجوان منشیات کی لعنت میں گرفتار ہو چکا ہے اور یہ لعنت مزید پھیلتی ہی چلی جا رہی ہے"...... صدیقی نے عمران کے پیچھے باہر آتے ہوئے کہا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی اس لعنت کا جب تک انتہائی سختی سے سدباب نہ کیا جائے گا اس سے چھٹکارا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے لئے تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ مجھے پسند نہیں آیا۔ ان گھٹیا قسم کے غنڈوں اور بدمعاشوں کی بجائے ہمیں ان بڑی مچھلیوں پر ہاتھ ڈالنا چاہئے جو سارے نٹ ورک کے پیچھے موجود ہوتی ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان لوگوں کا سراغ انہی لوگوں سے تو لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے کیسے پتہ چلے گا ان کا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

" اور کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ اب دیکھو تمہارے اس فور سٹار کے بارے میں مخبر تک جان گئے ہیں اور وہ تمہارے فلیٹ کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ پہلے تو اس مخبر کا پتہ چلنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے روشن ولاز چلنے کے

لئے کہا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ صدیقی خاموشی سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی روشن ولاز پہنچ کر عمران نے ٹیکسی چھوڑی اور پھر وہ صدیقی کے ساتھ اس کے فلیٹ میں آگیا۔

"ٹرانسمیٹر لے آؤ میں ٹائیگر سے بات کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ اس نواب بہادر کے بارے میں جانتا ہو"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی نے الماری کھولی اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل شاہ باغ میں اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"منشیات کے ریکٹ میں ایک بڑی مچھلی کا نام سامنے آیا ہے نواب بہادر۔ کیا اس کے متعلق کچھ جانتے ہو اوور"...... عمران نے پوچھا

"نواب بہادر۔ نہیں میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں اوور"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مسلم ٹاؤن میں ایک اڈہ ہے راجہ کا۔ اس کے متعلق جانتے ہو

اوور"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس میں نے ان چھوٹے چھوٹے اڈوں اور ان بدمعاشوں میں تو کبھی دلچسپی نہیں لی۔ ایسے تو بے شمار اڈے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں تو صرف ان لوگوں سے تعلقات رکھتا ہوں جن کا تعلق غیر ملکی تنظیموں یا ایجنٹوں سے ہوتا ہے اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن منشیات کا دھندہ تو اس دور میں بڑا دھندہ بن چکا ہے اوور"۔ عمران نے کہا۔

"بن چکا ہے باس لیکن مقامی سطح پر تو چھوٹے لوگ اس میں ملوث ہوتے ہیں۔ غیر ملکی تنظیمیں البتہ بیرون ملک اس کی سپلائی سے وابستہ ہوتی ہیں اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب میں نے پلان بنایا ہے کہ جن دنوں میرے پاس سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہوگا۔ میں مقامی طور پر منشیات کے خلاف کام کرنے والے لوگوں کے خلاف بھرپور انداز میں کام کروں گا اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس لیکن آپ نچلی سطح پر کام کرنا پسند کریں گے۔ میرا تو خیال ہے کہ ان بڑے لوگوں کے خلاف کام کیا جائے جو دراصل منشیات کی سپلائی کا کام کرتے ہیں۔ ویسے آپ جو حکم دیں اوور"۔ ٹائیگر نے جوب دیا۔

"تم فی الحال تو اس نواب بہادر کے بارے میں معلومات حاصل

کرو۔ اس کے بعد پھر کوئی نیا پلان بتائیں گے اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب راجہ کے اڈے پر ریڈ کیا جائے"...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سامنے بیٹھے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ کہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم نے سارا ملبہ مجھ پر ڈال دیا۔ کمال ہے فور سٹار کے چیف تم ہو۔ میں تو بس مہمان اداکار ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ آپ جہاں پہنچ جائیں باقی سب مہمان اداکار بن جاتے ہیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"او کے اب میں مداخلت نہیں کروں گا۔ تم جیسے چاہو۔ اس کیس سے نمٹو۔ بس وہ جو انعام ملے۔ بس وہ مجھے دے دینا۔ چلو آغا سلیمان پاشا کی ایک آدھ داڑھ تو گرم ہو ہی جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس نعمانی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں نعمانی۔ فور سٹار کے سلسلے میں ایک اڈے ریڈ کرنا ہے۔ تم خاور اور چوہان کو لے کر مسلم ٹاؤن کے پہلے چوک پہنچ جاؤ۔ میں عمران صاحب کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں"۔ صدیقی نے کہا۔

"عمران صاحب کے ساتھ۔ کیا مطلب۔ وہ کہاں سے ٹپک پڑے فور سٹار کے دھندے میں"...... دوسری طرف سے نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ نارکوٹکس کنٹرول بورڈ مخبری کے سلسلے میں جو چیک انعام دیتا ہے وہ انہیں دے دیا جائے"...... صدیقی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تو یہ بات ہے۔ میں بھی کہوں عمران صاحب جیسے بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے اس معمولی سے سلسلے میں کیسے دلچسپی لے سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور صدیقی کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تم نے اچھا چکر چلا رکھا ہے۔ یہ تو مجھے اب پتہ چلا ہے کہ نارکوٹکس کنٹرول بورڈ بڑے بڑے چیک انعام میں دیتا ہے۔ جب کہ تمہارا چیف تو چھوٹا سا چیک دیتے ہوئے لرزتا ہے جب کہ وہاں ہر لمحے جان خطرے میں رہتی ہے۔ یہاں بے چارے چھوٹے چھوٹے بدمعاش ہوتے ہیں جو ذرا سی گھرکی سنتے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ ان بین الاقوامی ایجنٹوں کے تو پھر بھی کوئی اصول ہوتے ہیں کوئی طریقہ کار ہوتا ہے جب کہ ان بدمعاشوں کا تو سرے سے کوئی اصول کوئی ضابطہ ہی نہیں ہوتا۔ ان کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو پیر پکڑ لیتے ہیں اور ذرا سا انہیں موقع مل جائے تو آنکھیں بند کر کے ٹریگر دبا دیتے ہیں"۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"چلو فارغ بیٹھے رہنے سے اچھا ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ کام کر کے کچھ تجربہ ہی حاصل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف نعمانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب واقعی آپ کو تجربے کی اشد ضرورت ہے بہرحال ہم پہنچ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

یہ کون سی منزل ہے یہ کونسا مقام ہے
آنکھوں میں [illegible] ناکام ہے

کرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز ک ادھیڑ عمر آدمی یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ک باتصویر رسالہ تھا۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی بھاری جسم اور درمیانے قد کا ۔ اس کا سر انڈے کے چھلکے کی طرح صاف تھا۔ البتہ سائیڈوں پر وں کی جھالریں موجود تھیں جو اس کے کاندھوں تک آئی تھیں۔ و کسی بلڈاگ کی طرح بھاری اور سوجا سوجا سا نظر آتا تھا۔ کمرے میں ک نوجوان داخل ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے عظمت۔ کیا تمہارے پیچھے کتے لگ گئے ہیں"۔ ادھیڑ ر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز بھی خاصی بھاری اور کرخت ی۔

"واقعی خوفناک کتے پیچھے لگ گئے ہیں کاشو۔ ایسے خوفناک کتے کہ

تم سنو گے تو بے اختیار اچھل پڑو گے"....... آنے والے نوجوان
اس طرح ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ بہت دور سے بھاگتا ہوا آ
ہو۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو"....... کاشو
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مسلم ٹاؤن کا راجہ مارا جا چکا ہے۔ اس کے تمام آدمی بھی ختم کر
دیئے گئے ہیں۔ وہ چار ٹرک بھی پکڑے جا چکے ہیں جنہیں راجہ نے
سلطان گروپ کے ذریعے سنہری پل تک پہنچانا تھا اور سلامو بھی مارا گیا
ہے۔ اس کے بھی سارے آدمی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح راجہ
آدمی کالو بھی اپنے آدمیوں سمیت ختم ہو چکا ہے"....... عظمت نے
تیز لہجے میں کہا تو کاشو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"....... کاشو نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب ہو چکا ہے باس"....... عظمت نے جواب دیا تو کاشو بے
اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غیظ و غضب کے
آثار ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ کس کی حرکت ہے۔ کس گروپ نے ایسا کیا ہے بولو۔
جواب دو میں اسے زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔ زندہ"۔ کاشو نے
غضبناک لہجے میں کہا۔ غصے کی شدت سے اس کے چہرے کے عضلات
بری طرح پھڑک رہے تھے۔

پاس اس آپریشن میں سنٹرل انٹیلی جنس اور نارکوٹکس کنٹرول
کے ساتھ ساتھ کسی فور سٹار گروپ نے حصہ لیا ہے۔ اصل کام
فور سٹار گروپ کا ہے"....... عظمت نے جواب دیا۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی ہے"....... کاشو نے دوبارہ کرسی پر
ہوئے پوچھا۔

"مجھے صاحب خان نے اطلاع دی ہے۔ چھٹی پر گاؤں گیا ہوا تھا۔
واپس آیا ہے تو اسے اس سارے چکر کا علم ہوا ہے اس نے فوراً
اطلاع دی ہے۔ میں نے اسے مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے
دیا ہے"....... عظمت نے جواب دیا۔

"لعنت بھیجو اس صاحب خان پر۔ تم ہاشم سے میری بات کراؤ وہ
بھاری رقومات کس لئے وصول کرتا رہتا ہے"....... کاشو نے
ہوئے کہا تو عظمت سر ہلاتا ہوا عقبی دیوار میں موجود الماری کی
بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک موبائیل
اٹھا کر اس نے اسے آن کیا اور پھر اس کے نمبر پریس کرنے شروع
دیئے۔

"ہاشم ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

"میں عظمت بول رہا ہوں جناب ہاشم صاحب سے بات
کرائیں"۔ عظمت نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاشم رضا بول رہا ہوں"....... بولنے والے کے لہجے میں کر
عنصر نمایاں تھا۔

"میں عظمت بول رہا ہوں عظمت واسطی۔ باس سے با
کریں"....... عظمت نے کہا اور فون کاشو کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو کاشو بول رہا ہوں"۔ کاشو کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہاشم رضا بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے اس بار ہاشم
لہجے میں نمایاں نرمی تھی۔

"یہ تمہارا بورڈ کیا کر رہا ہے ہاشم رضا۔ ہم تمہیں بھاری رقوم
اس لئے دیتے ہیں کہ تمہارا بورڈ ہمارے پورے نٹ ورک کو ہی اک
کر پھینک دے"....... کاشو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یہ سب انتہائی اچانک ہوا ہے کاشو صاحب۔ بورڈ کے چیئرمی
صاحب نے سپیشل سٹاف کی مدد سے یہ تمام آپریشن مکمل کیے ہیں
ہمیں تو علم ہی اس وقت ہوا ہے جب آپریشن مکمل ہو چکے تھے۔ اس
طرح سنٹرل انٹیلی جنس کے بھی اعلیٰ حکام نے اس آپریشن میں حصہ
ہے۔ یہ سب کام بالا بالا ہوئے ہیں۔ اگر ہمیں ذرا سی بھی بھنک
جاتی تو ایسا نہ ہوتا"....... دوسری طرف سے ہاشم نے جواب دی
ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا ہوا کیسے۔ چیئرمین نے پہلے تو کبھی اس قسم کا کام نہیں
کیا"....... کاشو نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے عجیب حیرت انگیز
ات سامنے آئی ہیں۔ کوئی پرائیویٹ جاسوسوں کا گروپ سامنے آیا
ہے جس کا نام فور سٹار گروپ ہے۔ پہلے بھی وہ کام کرتا رہا ہے لیکن
کا ٹارگٹ چھوٹے چھوٹے کیریئرز تک محدود رہا تھا۔ وہ ان کیریئرز کو
س کرتا تھا اور پھر بورڈ کو اطلاع دے کر مخبری کا انعام حاصل کر لیتا
۔ لیکن اس بار اچانک انہوں نے میجر آپریشن کر ڈالا اور بیک وقت
ے ہی بڑے بڑے سپلائرز کو نہ صرف انہوں نے ہلاک کر ڈالا ہے
ان کا پورا سیٹ اپ گرفتار کرا دیا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے
فور سٹارز نے اس سارے سیٹ اپ کی اطلاع براہ راست چیئرمین
ڈ اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کو دی ہے
یہ اطلاع کسی سنٹرل سیکرٹری کے ذریعے ان تک پہنچی ہے اور پھر
دونوں نے مشترکہ کارروائی کی ہے"....... ہاشم نے جواب دیا۔

"آخر یہ فور سٹار گروپ کون ہے۔ اس کی کیا تفصیلات ہیں"۔ ہاشم
ے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں میں نے تو کوشش کی لیکن مجھے خود کچھ
لوم نہیں ہو سکا"....... ہاشم نے جواب دیا۔

"نانسنس۔ رقومات لیتے وقت تو تم کہتے ہو کہ سارا سیٹ اپ
ہارے ہاتھوں میں ہے اور اب کہہ رہے ہو مجھے کیا معلوم۔
نسنس"....... کاشو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور فون
ک کر دیا۔

"یہ سب بہت برا ہوا عظمت ...... چیف باس کو جب اس
اطلاع ملے گی تو وہ تو ہمیں کھڑے کھڑے گولی مروا دے گا۔ اب
کریں" ...... کاشو نے فون پیس میز پر رکھتے ہوئے انتہائی الجھے ہو
لہجے میں کہا۔

"چیف باس کو اطلاع تو بہرحال دینی ہی پڑے گی۔ ویسے بھی
کے اپنے ذرائع ہیں۔ اسے اپنے ذرائع سے ان واقعات کا فوری طو
علم ہو جائے گا اور اگر اسے پہلے علم ہو گیا تو پھر سمجھو ہماری موت
ہے" ...... عظمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ ہمیں اطلاع
بہرحال دینی ہی پڑے گی چاہے نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے" ...... کاشو
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عظمت سر ہلاتا ہوا عقبی دیوار
موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد
واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا
اس نے ٹرانسمیٹر لا کر کاشو کے سامنے رکھ دیا۔ کاشو نے اس کا ایک بٹ
دبایا۔

"ہیلو ہیلو کاشو کالنگ اوور" ...... کاشو نے بٹن دبا کر باز بار کا
دینا شروع کر دی۔

"یس نواب بہادر اٹنڈنگ یو اوور" ...... چند لمحوں بعد ایک
ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس ایک بری خبر ہے اوور" ...... کاشو نے جواب دیا۔

کیا بری خبر تفصیل بتاؤ اوور" ...... دوسری طرف سے اور زیادہ
ہوئے لہجے میں کہا گیا اور کاشو نے عظمت کی بتائی ہوئی تفصیل
ساتھ ساتھ ہاشم رضا سے ہونے والی گفتگو سمیت ساری تفصیلات
ادیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ فورسٹار گروپ حکومت کی کوئی نئی خفیہ
سی ہے۔ ورنہ نارکوٹکس بورڈ کے چیئرمین، سنٹرل انٹیلی جنس کے
یکٹر جنرل اور سنٹرل سیکرٹری جیسے عہدے داران اس میں براہ
ست ملوث نہیں ہو سکتے اوور" ...... نواب بہادر کا لہجہ یکلخت سرد ہو
تھا۔

"یس چیف آپ کا تجربہ سو فیصد درست ہے۔ آج سے پہلے اتنا بڑا
یشن ہمارے خلاف کبھی نہیں ہوا اوور" ...... کاشو نے خوشامدانہ
میں کہا۔

"سنو کاشو تمام سرگرمیاں اس وقت تک بند کر دو جب تک یہ فور
ٹار گروپ ختم نہیں ہو جاتا۔ مال کے تمام سٹور کیموفلاج کر دو۔ ورنہ
یہ لوگ تم تک اور پھر مجھ تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور اس فورسٹار گروپ
کو تلاش کرنے اور ختم کرنے کے لئے فوراً دارالحکومت کے ارباب
گروپ سے رابطہ قائم کرو اوور" ...... چیف باس نے کہا۔

"یس چیف ارباب گروپ واقعی ایسے معاملات میں خاصی شہرت
رکھتا ہے اوور" ...... کاشو نے کہا۔

"وہ جو معاوضہ بھی طلب کریں انہیں دے دو لیکن انہیں کہہ دینا

کہ انہوں نے یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر کرنا ہے
کیونکہ ہم نے ایک ہفتے بعد پچاس ٹرک کی سپیشل سپلائی بھجوانی
اور میں اسے ہر صورت میں سپلائی کرنا چاہتا ہوں ۔ اوور
آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کاشو نے جلدی سے ٹرانس
آف کر دیا۔

"شکر ہے خدا کا چیف باس کا نزلہ ہم پر نہیں گرا۔ بچت ہو
ہے"...... کاشو نے اطمینان کا ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس چیف کو اس سارے سلسلے کی اطلاع پہلے
چکی تھی ۔ اس لئے اس نے ہمیں کچھ نہیں کہا ورنہ تو چیف باس غ
سے پاگل ہو جاتا"...... عظمت نے کہا اور کاشو نے اثبات میں سر
دیا اور پھر موبائیل فون اٹھا کر اس نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"یس الپائن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"روم نمبر فائیو میں ارباب صاحب رہتے ہیں ان سے بات کرائیے
میں کاشو بول رہا ہوں" ۔کاشو نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر
چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجے سے بولنے والا نوجوان
لگتا تھا۔

"ہیلو ارباب بول رہا ہوں ۔ اپنے ہی ساؤنڈ باکس سے میرا مطلب

پنے ہی منہ سے اور منہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورے
ں دانت بھی موجود ہیں ۔ البتہ وہ عقل داڑھ ابھی تک نہیں نکلی
کے لئے معذرت خواہ ہوں"...... بولنے والے نے ایسے لہجے میں
شروع کر دی جیسے وہ ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار ہو۔

"کاشو بول رہا ہوں ارباب صاحب"...... کاشو نے بڑے سنجیدہ
یں کہا۔

"کاشو ۔ ویری گڈ ۔ واقعی اس وقت میں معاشی طور پر لفظ کاش کی
گردان کر رہا تھا۔ کیونکہ اس لفظ کی شدید ضرورت لاحق ہو چکی ہے
ے یہ لاحق کا لفظ ایسا ہے جیسے کان میں کسی نازک حسینہ نے لمبا سا
ہن رکھا ہو اور وہ اس نازک حسینہ کے سانس لینے سے کسی
ڈولم کی طرح ہل رہا ہو ۔ فرمائیے کاشو صاحب ۔ کتنا بڑا چیک بھجوا
ہے ہیں ۔ آپ ایسا کریں چیک بے شک چھوٹے سائز کا بھجوا دیں لیکن
ں پر رقم بڑی ہونی چاہیئے ۔ میرا مطلب ہے صفروں کی تعداد جس قدر
دہ ہو گی اتنی ہی مجھے خوشی ہو گی"...... ارباب نے مزے لے لے کر
لتے ہوئے کہا۔

"چیک میں بھجوا دوں گا ۔ رقم آپ خود اس میں بھر لیجئے گا" ۔کاشو نے
ہا۔

"معاف کیجئے ۔ ویسے اگر آپ معاف نہ بھی کریں تب بھی مجھے کوئی
رق نہیں پڑے گا ۔ کیونکہ میں نے معافی والے خانے پر سیاہی لگا کر
ے پہلے ہی سیاہ کر رکھا ہے کہ نہ خانہ خالی ہو گا نہ اس میں معافی کا

لفظ کوئی لکھ سکے گا۔ تو جناب معاف کریں یا نہ کریں۔ میں یہ کہہ
کہ ایسے چیک کیش نہیں ہوا کرتے اور جب ایسے چیک کیش نہ
سکیں تو پھر میں اسے اپنے خرچ سے فریم کراتا ہوں اور یہ فریم
کسی تھانے میں لگوا دیتا ہوں تاکہ پولیس والے اس سے عبرت پکڑ
بلکہ نقش عبرت کو کسی حوالات میں بند کر کے رکھیں کیونکہ یہ عبر
بڑی مشکل سے ہاتھ آتی ہے"...... ارباب نے جواب دیا تو کاشو
بے اختیار ایک ہاتھ سے اپنا سر تھام لیا۔

"چیک کیش ہو گا جناب گارینٹڈ چیک ہو گا۔ اس کی آپ فکر
کریں"...... کاشو نے اس بار زچ ہونے والے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ کیسے فکر نہ کروں۔ میں اگر فکر نہ کروں تو پھر
الپائن کلب والے میری فکر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب وہ فکر کر
شروع کر دیں تو پھر میرے سر پر گنتی کے جو چند بال ہیں ان کی گنتی
ہونا شروع ہو جاتی ہے"...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال آپ بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں"
آخر کار کاشو کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو اس نے چیخ کر کہا اور اس کے سا
ہی اس نے فون بند کر دیا۔

"توبہ اس آدمی سے بات کرنا ہی مصیبت ہے۔ نجانے چیف
باس کو اس میں کیا نظر آتا ہے کہ ہر بار اس کا نام لے دیتے ہیں اور
بار مجھے مصیبت اٹھانی پڑتی ہے"...... کاشو نے کہا اور پھر اس سے پہ
کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر گونج اٹھا اور کا

نے فون اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ارباب بول رہا ہوں"۔ اس بار ارباب کی آواز میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"شکر ہے آپ سنجیدہ تو ہوئے۔ میں کاشو بات کر رہا ہوں"۔ کاشو نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے کاشو صاحب۔ فارغ بیٹھے بیٹھے میرا معاشی باب ہی بند ہو چکا ہے اور میں اب ارباب کی بجائے صرف "ار" رہ گیا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کاشو بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایک گروپ دارالحکومت میں سامنے آیا ہے۔ فور سٹار گروپ۔ اس گروپ نے چیف کے سارے سیٹ اپ کا خاتمہ کر دیا ہے"۔ کاشو نے کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا۔ کوئی اور تفصیل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بس یہی کچھ معلوم تھا۔ جو آپ کو بتا دیا گیا ہے"...... کاشو نے جواب دیا۔

"آپ ایسا کریں بیس لاکھ کا چیک پیشگی کے طور پر بھجوا دیں۔ باقی بات بعد میں ہو جائے گی"...... اس بار ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہنچ جائے گا۔ لیکن چیف نے کہا ہے کہ اس گروپ کے خاتمے کے لئے آپ کو صرف ایک ہفتہ دیا جا رہا ہے۔ آپ نے ہر صورت میں

ایک ہفتے کے اندر اس گروپ کو ٹریس کر کے ختم کرتا ہے"۔ کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں ناں"...... ارباب نے کہا۔

"جی ہاں سات دن ہی ہوتے ہیں"۔ کاشو نے جواب دیا۔

"اس میں ایک دن کی تو چھٹی ہوتی ہے ۔ اس لئے باقی رہ گئے چھ دن اور آئندہ جو ہفتہ آرہا ہے اس میں دو سرکاری چھٹیاں بھی آرہی ہیں اس طرح یہ ہفتہ ہوا چار روز کا اور چار روز کا ہفتہ اگر کر دیا جائے تو پوری دنیا کا نظام ہی الٹ پلٹ کر رہ جائے گا۔ چنانچہ چیف کو بتا دیں کہ ہفتہ بہرحال سات روز کا ہی ہوتا ہے گڈ بائی"۔ ارباب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تو یہ انتہائی سنکی آدمی ہے ۔ نجانے یہ کام کس طرح کرتا ہے"۔ کاشو نے فون تف کرتے ہوئے عظمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کام میں تو یہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے ۔ آپ کو یاد تو ہو گا وہ روز ڈم والوں کا سلسلہ کس طرح انہوں نے ہمارے علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس ارباب نے دو روز میں ان کا خاتمہ کر دیا تھا"۔ عظمت نے جواب دیا۔

"آخر اس میں کوئی صلاحیت ہو گی تبھی چیف ہمیشہ ہی اس کا انتخاب کرتا ہے ۔ بہرحال تم اسے فوری طور پر چیک بھجوا دو کیونکہ معاوضے کے معاملے میں یہ کسی کو نہیں بخشتا"...... کاشو نے کہا اور عظمت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دارالحکومت سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کی شیوریسٹ کار جیسے ہوا میں اڑی چلی جا رہی تھی ۔ اس کے فرنٹ راڈ پر ریاست ڈھمپ کا مخصوص جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جس نے باقاعدہ سفید دستانے پہنے ہوئے تھے سائیڈ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹ پر درمیان میں عمران سمٹا ہوا سا بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کی دونوں سائیڈوں پر چوہان اور خاور بیٹھے ہوئے تھے عمران نے سفید سلک کی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا ۔ پیروں میں سلیم شاہی جوتی تھی اس کے گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں کے چار بڑے بڑے ہار موجود تھے خاور اور چوہان دونوں تھری پیس سوٹوں میں ملبوس تھے جب کہ جوزف اور جوانا دونوں نے خالی یونیفارم پہن رکھی تھی ۔

"عمران صاحب آپ کو آخر کیسے معلوم ہوا کہ نواب رضا کا تعلق

منشیات کے دھندے سے ہے"...... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سیکرٹری"...... عمران نے خاور کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے گردن موڑے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر خاور کو بتاؤ کہ ہم پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ کنگ آف ڈھمپ کے اکلوتے بیٹے اور اکلوتے ولی عہد۔ یہ نہ جانے کس عمران کی بات کر رہے ہیں۔ اور پھر اسے صاحب بھی کہہ رہے ہیں اور پرنس کے سامنے کسی کو صاحب کہنا پرنس کی توہین سمجھا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس۔ آئی ایم ویری سوری"...... خاور نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر سیکرٹری"...... عمران نے مزید زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے پہلے کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو ہمیں ان کا تعارف کراتے ہوئے ان کا نام خاور بتایا تھا لیکن یہ کہہ رہے ہیں ان کا نام سوری ہے اور سوری تو عورت کا نام ہو سکتا ہے جب کہ یہ بظاہر تو مرد لگتے ہیں۔ فوراً وضاحت کرو۔ ورنہ ہم تمہیں سیکرٹری کے اعزازی عہدے سے ڈسمس بھی کر سکتے ہیں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس ان کا نام تو خاور ہی ہے ہو سکتا ہے ان کی ذات سوری ہو"...... جوزف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سوری ذات بھی ہو سکتی ہے یہ کیسے ممکن ہے"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جب ریاست کا نام ڈھمپ ہو سکتا ہے تو ذات سوری کیوں نہیں ہو سکتی۔ ویسے پرنس آپ کو شاید تاریخ نہیں پڑھائی گئی۔ اگر آپ کو تاریخ پڑھائی گئی ہے تو آپ نے ایک بادشاہ کا نام ضرور سنا ہو گا شیر شاہ سوری بڑا مشہور بادشاہ تھا یہ خاور صاحب ہو سکتا ہے انہی کے خاندان سے ہوں"...... اس بار چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن ہمیں جو تاریخ پڑھائی گئی تھی اس میں شیر شاہ کے ساتھ لفظ سوری پیش کے ساتھ پڑھایا گیا تھا جب کہ خاور صاحب نے یہ لفظ زبر کے ساتھ پڑھا ہے اور زبر اور پیش میں صدیوں کا فرق بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تاریخ میں صدیوں کا فرق معمولی سمجھا جاتا ہے پرنس"...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر ٹھیک ہے۔ تو آپ کیا پوچھ رہے تھے خاور زبر کے ساتھ سوری صاحب"...... عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو کیسے یہ اطلاع ملی کہ رضا آباد کے نواب رضا کا تعلق منشیات سے ہے"...... خاور نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"ہم نے ریاست کے شاہی نجومی کو حکم دیا تھا کہ وہ زائچہ تیار کرے
کے ہمیں بتائے کے نواب بہادر کا اصل نام کیا ہے اور وہ کہاں رہتا
ہے۔شاہی نجومی نے فوراً سلیٹ سنبھالی۔اس پر دس خانے بنائے
ان میں عجیب و غریب ہندسے لکھے۔اور پھر ان ہندسوں کو دس بار ہم
سے پڑھوایا اور پانچ بار اس نے انہیں خود پڑھا۔اور اس کے بعد ہمیں
بتایا کہ ان ہندسوں کا تعلق کن کن برجوں سے ہے پھر ان سارے
برجوں کو جب اکٹھا کیا گیا تو ایک بڑا سا برج محل بن گیا اور اس برج
محل پر قبضہ ہے نواب رضا کا چنانچہ ہم نے شاہی جاسوس کو حکم دیا کہ
وہ یہ معلوم کرے کہ برج محل کہاں ہے۔اس جاسوس نے جلد کام کیا
تب ہمیں بتایا کہ دارالحکومت سے تین سو کلو میٹر دور ایک بڑا قصبہ
ہے رضا آباد اس رضا آباد میں برج محل موجود ہے"...... عمران نے
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا سوال تو وہیں رہا۔آپ کو کیسے علم ہوا کہ نواب کا تعلق
منشیات سے ہے"...... خاور نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ نواب رضا کا تعلق منشیات سے
ہے"...... عمران نے الٹا سوال کر دیا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا کہ ہم نواب رضا کے پاس جا رہے ہیں جس
کے متعلق اطلاع ہے کہ اگر وہ نواب بہادر نہیں ہے تو کم از کم اس کا
تعلق بہر حال نواب بہادر سے ضرور ہے"...... خاور نے جواب دیا۔

"ہم نے یہ بیان سرکاری طور پر جاری کیا تھا یا غیر سرکاری طور
پر"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ آپ کب سرکاری بیان جاری کرتے ہیں
اور کب غیر سرکاری"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شہزادگی کی یونیفام پہننے سے پہلے جو بیان جاری ہوا اسے غیر
سرکاری اور شہزادگی کی یونفارم پہننے کے بعد جو بیان جاری ہوا اسے
سرکاری کہا جا سکتا ہے کیوں پرنس میں درست کہہ رہا ہوں"...... اس
بار چوہان نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لحاظ سے تو یہ بیان سرکاری ہی ہوا"...... خاور نے ہنستے ہوئے
کہا۔

"پرنس۔اس وقت تک پرنس نہیں کہلا سکتا جب تک اس کے
باڈی گارڈز ساتھ نہ ہوں۔ورنہ وہ کسی ملبوساتی فلم کا ہیرو تو ہو سکتا
ہے پرنس بہر حال نہیں ہو سکتا"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ بیان غیر سرکاری بن جاتا ہے۔کیونکہ
جس وقت آپ نے یہ بات کی اس وقت آپ تو پرنس بن چکے تھے لیکن
آپ کے باڈی گارڈوں نے اپنی مخصوص یونیفارم نہ پہنی تھی"۔خاور
نے جواب دیا۔

"اب ایک اور پہلو پر بھی سرکاری طور پر غور ہو جانا چاہئے کہ
سرکاری آدمیوں کی اطلاع درست سمجھی جا سکتی ہے یا غیر سرکاری

آدمیوں کی"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے۔اس کے بعد ہی فیصلہ ہو سکتا
کہ یہ اطلاع سرکاری آدمیوں نے دی ہے۔ یا غیر سرکاری آدمیو
نے"۔خاور بھی شاید وقت کاٹنے کے لئے پوری طرح بحث پر اتر آیا تھا

"یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک
غیر سرکاری آدمی علی عمران کے شاگرد رشید ٹائیگر نے مہیا کی ہے
عمران نے کہا۔

"پھر تو غیر سرکاری اطلاع ہوئی"...... خاور نے ہنستے ہوئے جواب
دیا۔

"لیکن۔ہمیں یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے د
ہے۔ کیونکہ علی عمران اپنے شاگرد رشید ٹائیگر کو اپنے فلیٹ می
دستیاب نہ ہو سکا تھا۔وہ اس وقت بیوٹی پارلر میں مصروف تھا"......
عمران نے کہا۔تو کار چوہان اور خاور دونوں کے بے اختیار قہقہوں
گونج اٹھی۔

"اوہ۔تو آپ بیوٹی پارلر بھی جاتے ہیں"...... خاور نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"پرنس کی تیاری بیوٹی پارلر میں ہی ہو سکتی ہے۔اس لئے عار
طور پر رانا ہاؤس کو بیوٹی پارلر ڈکلیئر کر دیا جاتا ہے جس طرح کسی
سیاسی لیڈر کو اس کے گھر میں نظربند کر کے اس گھر کو سب جیل قرا
دے دیا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کار ایک بار پھ

سے گونج اٹھی۔

س لحاظ سے تو یہ اطلاع سرکاری ہوئی"...... خاور نے ہنستے
کہا۔

ب فیصلہ تم خود کر لو کہ سرکاری طور پر تو نجانے کیسے کیسے
قتے رہتے ہیں۔کیونکہ ہر سرکار کو کاغذی کارروائی کے طور پر
جاری کرنے کا بے حد شوق ہوتا ہے"...... عمران نے منہ
ئے کہا اور خاور اور چوہان دونوں ہنس پڑے۔

س کا مطلب ہے کہ آپ کو خود اس اطلاع پر یقین نہیں"۔خاور

نے تو یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے موصول
۔اب یہ فیصلہ آپ لوگ خود کر لیں کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ
چیف اس قابل ہے کہ اس کی اطلاع پر یقین کیا جا سکتا ہے یا
...... عمران نے کہا۔

رے لئے تو وہ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہے"...... خاور نے کہا۔

ہمارے لئے تو ہو سکتا ہے۔ہم اپنی بات کر رہے ہیں۔ کیا ہم
درست تسلیم کر لیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

پ پرنس ہیں۔آپ کی مرضی آپ چاہیں تو یقین کریں یا نہ
...... اس بار چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

س اس بات کے لئے تو پرنس مع اپنے باڈی گارڈوں اور اپنے دو
وں سمیت نواب رضا سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں"۔عمران

نے جواب دیا اور اس بار خاور اور چوہان دونوں نے اس انداز میں
دیا۔ جیسے اب ساری بات ان کی سمجھ میں آگئی ہو۔

" ہمیں یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ نواب رضا کی اکلوتی بیٹی
زادی گلشن جہاں بھی ان کے ساتھ ہی رہتی ہے اور اس نواب زا
ملک کے شمالی علاقوں کی سیاحت بے حد پسند ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران
کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ گلشن جہاں بھی اسی چکر میں ملوث
کیونکہ منشیات کی پیداوار تو شمالی علاقوں کے پار ہی ہوتی ہے"
نے کہا۔

" یہ اطلاع ہمیں غیر سرکاری طور پر ملی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے
ہی کہا تو خاور اور چوہان دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

" پرنس کیا نواب رضا کو آپ کی آمد کی اطلاع ہے"۔۔۔۔۔۔ چند
کے بعد چوہان نے کہا۔

" کنگ آف ڈھمپ کا اصرار تھا کہ ہمیں بر دکھاوے کے لئے
رضا کے پاس ضرور جانا چاہئے اور کنگ آف ڈھمپ کا اصرار ہمارے
سرکاری حکم کا درجہ رکھتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو خاو
چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عم
نواب رضا کے بارے میں اطلاع ملنے پر اس انداز میں اصل صو
حال کا جائزہ لینے کے لئے وہاں جا رہا ہے۔

" لیکن پرنس آپ تو بر دکھاوے کے لئے جا رہے ہیں لیکن ہمیں

یثیت سے ساتھ لے جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے مسکراتے
کہا۔

ب تک تاریکی نہ ہو روشنی کی قدر نہیں ہو سکتی۔ جب تک
تی کو کوئی نہ دیکھ لے۔ اسے خوبصورتی کا انداز کیسے ہو سکتا
۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو کار ایک بار پھر بلند اور بے اختیار
سے گونج اٹھی۔

لیکن اگر نواب زادی نے بدصورتی یا تاریکی کو پسند کر لیا تو۔
نے ہنستے ہوئے کہا۔

تو پھر ہمیں نواب زادی کی خوش ذوقی پر ہمیشہ فخر رہے گا"۔ عمران
ب دیا اور خاور اور چوہان دونوں عمران کے اس گہرے جواب پر
تیار ہنس پڑے۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد جوزف نے کار ایک
ڈ پر موڑ دی تو خاور اور چوہان دونوں چونک پڑے۔

کیا جوزف پہلے بھی وہاں جاتا رہتا ہے"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے حیران ہو

جوزف ہمارا سیکرٹری ہے اور سیکرٹری کو ہر بات کا پہلے سے علم
روری ہوتا ہے۔ اس لئے جوزف پہلے جا کر برج محل کا جائزہ لے
تھا۔ تاکہ ہمیں وہ رپورٹ دے سکے کہ کیا برج محل اس قابل
پرنس آف ڈھمپ وہاں اپنے قدوم میمنت لزوم رکھ سکے"۔
نے جواب دیا۔

یار کھ سکے"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"قدوم میمنت لزوم...... اب ظاہر ہے پرنس قدم رنجہ تو نہ
سکتا۔ کیونکہ یہ پرنس کی توہین ہے کہ اس کے قدموں کو رنج
اس کے قدموں سے کسی کو رنج پہنچے"...... عمران نے مس
ہوئے کہا۔

"پرنس کا مطلب ہے کہ ان کے قدم جہاں پہنچیں وہاں کے لو
پر ممنونیت لازم ہو جاتی ہے"...... خاور نے قدوم میمنت لز
سلیس ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔

"ممنونیت نہیں میمنت...... اور قدوم میمنت لزوم کا مطلب

"مبارک اور بابرکت قدم" قدوم جمع ہے قدم کی...... میمنت
زبان میں برکت اور سعادت کو کہتے ہیں اور لزوم کا مطلب ہے لاز
عمران نے اس مشکل محاورے کا تفصیل سے معنی بتاتے ہوئے ک

"آپ آخر اس قسم کے مشکل الفاظ کہاں پڑھتے ہیں۔ میرا خ
ہے کہ طلسم ہوشربا اور داستان امیر حمزہ کے پرانے ایڈیشنوں میں
ہی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ لیکن آج کل انہیں کون پڑھتا ہے"۔
چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کلیلہ دمنہ ڈھمپ میں پرائمری کے نصاب میں شامل ہے"
عمران نے جواب دیا تو چوہان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کلیلہ دمنہ۔۔ وہ کیا ہوتی ہے"...... چوہان نے حیران ہو کر پو

"جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ ایسی ہی کتابیں پڑھتے

ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور خاور اور چوہان دونوں بے اختیار
ہنس پڑے۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ ڈھمپ میں یہ پرائمری میں پڑھائی
جاتی ہے"...... چوہان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"ریاست ڈھمپ میں پرائمری ہی اعلیٰ تعلیم ہوتی ہے"...... عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور چوہان اور خاور دونوں ہی
ایک بار پھر ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد کار قصبے کے آباد علاقے میں
داخل ہوئی تو دور سے ایک قدیم محل نما حویلی نظر آنے لگ گئی اور
واقعی اس کے طرز تعمیر میں برج ہی برج بنے ہوئے نظر آرہے تھے۔

"ارے یہ تو واقعی برج محل ہے۔ میں سمجھا تھا آپ مذاق کر رہے
ہیں"...... چوہان نے اس حویلی کے طرز تعمیر کو دیکھتے ہوئے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی انتہائی حیرت انگیز اور انوکھا طرز تعمیر ہے۔ پرنس آپ نے
تو حقیقتاً پرائمری میرا مطلب ہے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ کیا
آپ بتائیں گے کہ یہ کس دور کا اور کس قوم کا طرز تعمیر ہے"۔ خاور
نے کہا۔

"اگر برجوں کی تعداد بارہ ہے تو پھر یہ جیوتش طرز تعمیر ہے اور اگر
بارہ سے زیادہ ہیں۔ تو پھر یہ خلائی طرز تعمیر ہوگا۔ اور بارہ سے کم ہیں تو
پھر اسے خالی طرز تعمیر کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"امید ہے جناب پرنس اس کی سرکاری طور پر وضاحت بھی فرمائیں گے تاکہ ہم جیسے کم علم افراد پرنس کی اعلیٰ تعلیم سے فیض یاب ہو سکیں"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وضاحت کے لئے ہم نے سیکرٹری رکھا ہوا ہے۔ سیکرٹری"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہماری تقریر دلپذیر بابت طرز تعمیر کی وضاحت کی جائے تاکہ پرنس کی علمیت و فضیلت کا رعب کھڑا رہنے کی بجائے بیٹھ جائے"...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس...... میں آپ کا سیکرٹری ہوں۔ اس لئے آپ کی توہین نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پرنس کی بات کی وضاحت طلب کرنا یا بات کرنا۔ دونوں ہی سرکاری طور پر توہین کے دائرے میں آتے ہیں۔" جوزف نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنی جان چھڑواتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کم علموں کو سمجھانے کے لئے ہمیں خود ہی استاد بننا پڑے گا اور استاد کا درجہ چونکہ ریاست ڈھمپ میں کنگ اور پرنس سے بھی زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے استاد بننے میں ہماری توہین نہیں ہو سکتی۔ تو وضاحت ہوتی ہے کہ سنسکرت میں جسے علم جیوتش کہا جاتا ہے۔ اسے فارسی میں علم نجوم کا نام دیا جاتا ہے اور علم نجوم میں بارہ برج ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر اس محل کے بارہ برج ہیں تو پھر یہ

محل کسی جیوتشی یا نجومی نے بنوایا ہو گا۔ اس لئے اس کا طرز تعمیر جیوتش کہلائے گا اور اگر بارہ سے زیادہ ہیں تو پھر برجوں کے اندر خلا کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اس لئے اسے خلائی کہا جا سکتا ہے اور اگر کم ہیں تو پھر یقیناً یہ برج اندر سے خالی ہوں گے اس لئے اسے خالی طرز تعمیر ہی کہا جائے گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور خاور اور چوہان دونوں ہی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ماسٹر اسے پیالہ طرز تعمیر بھی تو کہا جا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ الٹے پیالوں کی طرح تو ہوتے ہیں یہ برج"...... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے اچانک کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے جوزف نے کار موڑی اور اسے محل کے کھلے پھاٹک میں سے اندر لے گیا۔ وسیع و عریض صحن کے بعد ایک بہت بڑا پورچ موجود تھا۔ جس میں دو بڑی لیکن انتہائی جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ جوزف نے کار پورچ میں جا کر روکی اور پھر تیزی سے نیچے اترا ہی تھا کہ جوانا چوہان اور خاور تینوں خود ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ البتہ عمران اندر ہی بیٹھا رہا جوزف نے آگے بڑھ کر خود دروازہ کھولا۔

"ہم صحیح جگہ پر پہنچ گئے ہیں پرنس"...... جوزف نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے سیکرٹری"...... عمران نے کار کے اندر سے ہی پوچھا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران سرہلاتا ہوا نیچے اترا ہی تھا کہ اچانک برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی نمودار ہوا۔ اس

کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ وہ حیرت سے عمران اور اس
ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا نام اعظم ہے۔ میں نواب صاحب کا پرسنل سیکر
ہوں"...... اس ادھیڑ عمر نے حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ
ہوئے کہا۔

"سیکرٹری اسے بتایا جائے کہ نواب صاحب نے خود ہمارا استقبا
کرنے کی بجائے اپنے پرسنل سیکرٹری کو بھیج کر ہماری توہین
ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ نواب صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف
لائے ہیں اور پرنس آف ڈھمپ۔ ریاست ڈھمپ کے ولی عہد بھی ہ
اس لئے نواب صاحب کو ان کے استقبال کے لئے خود آنا چاہ
تھا"...... جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ ک
تشریف آوری کی ہمیں اطلاع ہی نہ تھی۔ میں نواب صاحب کو اطلاع
کرتا ہوں۔ وہ خود آپ کا استقبال کریں گے"...... پرسنل سیکرٹری
نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑنے لگا۔

"ٹھہرو ہم انتظار کرنے کے عادی نہیں۔ اس لئے ہم نواب صاحب
کی طرف سے خود ہی اپنا استقبال کر لیتے ہیں"...... عمران نے کہا ا
پھر آگے بڑھنے لگا۔ اب صورت یہ تھی کہ عمران کے پیچھے جوزف ا
جوانا چل رہے تھے۔ جب کہ خاور اور چوہان ان دونوں کے پیچھے تھ

ن دونوں کے چہروں سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں اس
ماحول میں چلنا بے حد عجیب سا محسوس ہو رہا ہو۔

"تشریف لائیے پرنس"...... اعظم نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں ایک
انتہائی شاندار اور جدید انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"میں نواب صاحب کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ تشریف
رکھیں"...... اعظم نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

"تشریف رکھنے میں آپ بھی شامل ہیں"...... عمران نے چوہان
اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہم نے کرنا کیا ہے آپ نے یہ تو بتایا نہیں"...... خاور نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"درباریوں کا کیا کام ہوتا ہے۔ پرنس کی قصیدہ گوئی"...... عمران
نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور خاور اور چوہان دونوں بے اختیار
ہنس پڑے اور پھر ابھی انہیں وہاں بیٹھے پانچ دس منٹ ہی ہوئے تھے
کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر
داخل ہوا۔ اس کی بھاری اور موٹی مونچھیں دونوں طرف اس طرح
اکڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں جیسے ان کے اندر لوہے کی سلاخیں فٹ کر
دی گئی ہوں۔ چہرہ بھاری تھا۔ آنکھوں میں ایسی سرخی تھی جیسے وہ
مسلسل شراب پینے کا عادی ہو۔ اس کے چہرے کا ایک حصہ برص زدہ
تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا تھری پیس سوٹ تھا۔ اس

کے ہاتھ میں پائپ اور غیر ملکی پاؤچ موجود تھا۔ اس کے پیچھے ایک
نوجوان اور خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ جس کے بال جدید فیشن
تھے۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا لباس تھا۔ گلے میں اس نے ایک
لاکٹ پہنا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیچھے وہی پرسنل سیکرٹری اعظم
عمران ان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھ سا
خاور اور چوہان بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ کسی ریاست کے پرنس تشریف لا
ہیں"...... اس بھاری جسم والے آدمی نے کہا اس کے لہجے میں بھاری
پن اور تحکم کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"عزت مآب پرنس آف ڈھمپ ریاست ڈھمپ کے ولی عہد جناب
علی عمران"...... جوزف نے بڑے بااعتماد لہجے میں عمران کا تعارف
کراتے ہوئے کہا۔

"اب ہمارا تعارف ہو گیا۔ اس لئے ریاست ڈھمپ کے قانون کے
مطابق اب اپنے ساتھیوں کا تعارف ہم پر فرض ہو گیا ہے۔ یہ ہمارے
سیکرٹری کم باڈی گارڈ جوزف ہیں۔ یہ ہمارے باڈی گارڈ جوانا ہیں اور یہ
ہمارے خاص درباری خاور اور چوہان صاحبان ہیں"...... عمران نے
باقی سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام نواب رضا ہے۔ جب کہ یہ میری بیٹی گلشن جہاں ہے۔
لیکن آپ کی ریاست کا نام تو ہم نے کبھی نہیں سنا"...... نواب نے
بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے

ہی گلشن جہاں بھی بیٹھ گئی تھی۔ لیکن ان دونوں کے چہروں پر
ترین حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

شکریہ۔ ریاست ڈھمپ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ایک آزاد
ت ہے۔ اقوام متحدہ میں ہماری ریاست بطور ممبر شامل ہے۔
سیکرٹری اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے سرٹیفکیٹس آپ کی
ت میں ملاحظہ کے لئے پیش کرے گا"...... عمران نے کہا اور پھر
ف نے جیب سے ایک خوبصورت سا لیٹر کور نکالا اور بڑے مؤدبانہ
میں نواب صاحب کی طرف بڑھا دیا۔ نواب صاحب نے کور لیا
پھر اسے کھول کر دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے یہ کور اپنی صاحبزادی کی
ف بڑھا دیا۔ اب ان کے چہرے پر واقعی مرعوبیت کے تاثرات ابھر
تھے۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پرنس نے ہمیں عزت بخشی
"...... نواب صاحب نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
کے ساتھ ہی انہوں نے مڑ کر اپنے عقب میں کھڑے ہوئے
ٹری کی طرف دیکھا تو سیکرٹری خاموشی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا

"ہماری خوش قسمتی تو دو گنا ہو چکی ہے کہ ہمیں بیک وقت نواب
حب اور ان کی صاحبزادی سے بھی تعارف حاصل ہو گیا ہے۔ ہم
ست ڈھمپ کی طرف سے نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی کو
ست ڈھمپ بطور مہمان تشریف لانے کی دعوت دیتے ہیں"۔

عمران نے کہا۔

"بے حد شکریہ"...... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں پاکیشیا میں رہتے ہیں"...... گلشن جہاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہمارا محل ہے۔اس طرح کا فرسٹ میں بھی اور دنیا کے ہر بڑے ملک میں موجود ہے۔یہ ہماری طبیعت منحصر ہے کہ ہم کب کہاں رہنا چاہتے ہیں۔ویسے ہمیں ذاتی طور پاکیشیا پسند ہے۔اس لئے ہم نے اس سال پاکیشیا میں زیادہ وقت گزارہ ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اسی لمحے ملا ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ٹرالی میں ایک جگ میں مشروب ساتھ ہی گلاس رکھے ہوئے تھے۔جوزف نے جلدی سے آگے بڑھ کر پہلے مشروب ایک گلاس میں ڈالا اور اسے پی گیا۔پھر وہ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... نواب صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ریاست ڈھمپ کے قانون کے مطابق پرنس اس وقت تک کوئی چیز کھا یا پی نہیں سکتے جب تک سیکرٹری پہلے اس چیز کو استعمال نہ کرے اور پھر پندرہ منٹ تک اس کا اثر نہ دیکھ لے اور ریاست ڈھمپ کے قانون کے مطابق پرنس کی موجودگی میں پرنس کے ساتھی کچھ نہ کھا سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔عجیب رواج ہیں"...... نواب صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس آپ کی یہاں تشریف آوری کیسے ہوئی"...... اچانک گلشن جہاں نے کہا۔

"ارے ہاں یہ بات تو میں پوچھنا ہی بھول گیا تھا"...... نواب صاحب نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم بردکھاوے کے لئے حاضر ہوئے ہیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو نواب صاحب بے اختیار چونک پڑے۔ گلشن جہاں کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بردکھاوا۔کیا مطلب"...... نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔ شاید انہیں بردکھاوے کا مطلب ہی معلوم نہ تھا۔

"کنگ آف ڈھمپ ایک خوبصورت نیک سیرت اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والی خاتون کو اپنی بہو بنانے کے خواہش مند ہیں اور ان کی خواہش کے مطابق ریاست کے مخصوص لوگ پوری دنیا میں ان صفات کی حامل خاتون کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے...... بے شمار اور لاتعداد خواتین کے کوائف اکٹھے کیے گئے۔تصویریں مہیا کی گئیں۔جنہیں کنگ اور کوئین نے اپنی مخصوص نظروں سے جانچا اور آخر کار کنگ اور کوئین دونوں ایک خاتون پر متفق ہو گئے اور شاید شادی کے بعد پہلی بار ان کے درمیان کسی ایک بات پر اتفاق ہوا ہو گا۔بہرحال وہ خاتون آپ کی صاحبزادی محترمہ

گلشن جہاں ہیں ۔ جن کے ملکوتی حسن ۔ جن کی نیک سیرتی اور جن کے اعلیٰ خاندان نے کنگ اور کوئین دونوں کو اس قدر متاثر کیا کہ کنگ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم نواب صاحب کی خدمت میں پیش ہوں ۔ تاکہ نواب صاحب کی صاحبزادی ریاست ڈھمپ کے موجودہ ولی عہد اور آئندہ کے کنگ کو دیکھ سکیں ۔ اس کے بعد ریاست ڈھمپ کے وزیراعظم یہاں تشریف لائیں گے اور رشتہ مناکحت کے لئے سلسلہ جنبانی کریں گے"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کریں گے جنبانی اور یہ رشتہ مناکحت کیا مطلب ۔ یہ آپ کس قسم کی زبان بولتے ہیں پرنس"...... نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب پرنس کا مطلب ہے کہ جب آپ پرنس کو بردکھاوے میں کامیاب قرار دے دیں گے تو وزیراعظم صاحب پرنس اور آپ کی صاحبزادی کی شادی کے سلسلے میں سرکاری طور پر بات چیت کرنے کے لئے یہاں تشریف لے آئیں گے"...... اچانک خاور نے بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن ..... لیکن ..... یہ کیسے ممکن ہے"...... نواب صاحب نے یکلخت جھٹکا کھاتے ہوئے کہا ۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے ہلکے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جب کہ گلشن جہاں کے چہرے پر بے اختیار مسرت اور شرم کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔

"جناب بیٹیاں تو بادشاہوں کی بھی بیاہی جاتی ہیں اور پھر پرنس

... ڈھمپ جیسا رشتہ تو چراغ جلا کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے ...... اس بار چوہان نے کہا ۔ انہوں نے واقعی اب درباریوں کی طرح عمران کی قصیدہ گوئی شروع کر دی تھی ۔

"آپ کی تعلیم کیا ہے پرنس ۔ میری بیٹی تو گریٹ لینڈ سے ماسٹر ڈگری حاصل کر چکی ہے"...... نواب صاحب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ آپ نے بردکھاوے کا انٹرویو شروع کر دیا گڈ ۔ ہم پرنس ہیں نواب صاحب اور پرنس کے لئے تعلیم ضروری نہیں ہوتی بغیر تعلیم حاصل کیے بھی پرنس پرنس ہی ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے آپ تعلیم یافتہ نہیں ہیں"...... نواب صاحب کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری تھی۔

"آپ کس قسم کی تعلیم حاصل کرنے والے کو تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں ۔ وہ جس نے گلستان بوستان سعدی ۔ دیوان حافظ شیرازی اور مثنوی مولانا روم اور درس نظامی پڑھ رکھا ہو یا جس نے سرکاری ...ت سے چلنے والے پرائمری سکول میں پانچ جماعتیں پاس کی ہوں یا کسی ہائی سکول سے دس جماعتیں پاس کی ہوں ۔ آپ کسے تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں ۔ اس کی آپ وضاحت فرما دیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں یونیورسٹی اور کالجز سے تعلیم حاصل کرنے والے کو تعلیم

یافتہ سمجھتا ہوں ۔ آج کل کے دور میں کون یہ گلستان بوستان وغ
پڑھتا ہے"....... نواب صاحب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" کس ملک کی یونیورسٹی کی بات کر رہے ہیں آپ ۔ پاکیشیا
کافرستان یا ریاست ڈھمپ کی یونیورسٹی"....... عمران نے باقاعد
جرح شروع کر دی۔
" ویسے تو میری نظر کے مطابق گریٹ لینڈ کی یونیورسٹیاں زیاد
اچھی ہیں کیونکہ ان یونیورسٹی کو قائم ہوئے سینکڑوں سال گزر چکے
ہیں اور وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے کا اپنا ایک اعزاز ہوتا ہے
لیکن چلو پاکیشیا کی یونیورسٹی ہی سہی ۔ بہرحال یونیورسٹی کی تعلیم تو
ضروری ہے ۔ اس کے بغیر تو تعلیم یافتہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا
سکتا"....... نواب صاحب نے کہا۔
" آکسفورڈ یونیورسٹی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"۔ عمران
نے پوچھا۔
" آکسفورڈ یونیورسٹی کے تو کیا کہنے ۔ پوری دنیا میں اس کی ڈگری
کو سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے"....... نواب صاحب نے کہا۔
" اس لحاظ سے تو یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی نظروں میں
بہرحال تعلیم یافتہ کہلائے جانے کا حق دار ہوں ۔ حالانکہ میری نظر میں
قرآن و حدیث کی تعلیم سب سے پہلے پھر گلستان بوستان ۔ دیوان حافظ
دیوان غالب ۔ مثنوی مولانا روم اور کلیات اقبال کا علم حاصل کرنے
والا ہی تعلیم یافتہ کہلائے جانے کا صحیح حق دار ہوتا ہے ۔ لیکن بہرحال

چونکہ آپ بیٹی کے والد ہیں آپ کی رائے کو اس وقت فوقیت حاصل
ہے ۔ اس لئے میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے
سائنس میں ماسٹر ڈگری یعنی ایم ۔ ایس ۔ سی کرنے کے بعد سائنس
میں ڈاکٹریٹ یعنی ڈی ۔ ایس ۔ سی کیا ہوا ہے"....... عمران نے
جواب دیا تو نواب اور اس کی بیٹی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی
چلی گئیں۔
" کیا واقعی ۔ کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"....... نواب صاحب
کے منہ سے بے اختیار نکلا۔
" سیکرٹری"...... عمران نے سائیڈ میں مؤدب کھڑے جوزف سے
مخاطب ہو کر کہا۔
" یس پرنس"....... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
" ہز ہائی نس کنگ نے یقیناً برو کھاوے کے لئے تمہیں پوری طرح
تیاری کرا کر بھیجا ہو گا"....... عمران نے کہا۔
" یس پرنس"....... جوزف نے جواب دیا۔
" تو نواب صاحب کو ہماری تعلیمی ڈگریاں پیش کی جائیں"۔
عمران نے کہا تو جوزف نے اپنی بڑی سی سائیڈ جیب سے ایک اور کور
نکال کر نواب صاحب کی طرف بڑھا دیا ۔ نواب صاحب نے اس طرح
کور لیا جیسے انہیں اب تک یقین نہ آ رہا ہو ۔ پھر انہوں نے کور کھولا اور
ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔ انہوں نے کور
گلشن جہاں کی طرف بڑھا دیا۔

"مجھے ویسے ہی یقین آگیا ہے ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ تو نواب صاحب نے چونک کر اپنی بیٹی کی
طرف دیکھا۔ اور پھر اس انداز میں سرہلایا جیسے بات ان کی سمجھ میں آ
گئی ہو۔

"ہمیں بھی یقین آگیا ہے۔ شکریہ پرنس آپ واقعی نہ صرف تعلیم
یافتہ ہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں"...... نواب صاحب نے ایک گہرا
سانس لیتے ہوئے کور واپس جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
جوزف نے کور لیا اور اسے بند کر کے جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ تیزی
سے آگے بڑھا۔ اس نے جگ میں موجود مشروب گلاس میں ڈالا اور
گلاس ادب سے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہماری طرف سے ہمارے درباریوں کو بھی مشروب پیش کیا
جائے"...... عمران نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے کہا اور مشروب دو گلاسوں میں ڈال
کر اس نے ایک ایک گلاس چوہان اور خاور کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ ہماری عزت افزائی ہے پرنس اور اس کے لئے ہم نواب صاحب
اور آپ کے بے حد شکر گزار ہیں"...... دونوں نے کھڑے ہو کر اور
ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی اگر آپ اجازت دیں تو میں پرنس سے ریاست ڈھمپ کے
بارے میں کچھ معلومات حاصل کر لوں۔ مجھے اس ریاست سے خاصی
دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... اچانک گلشن جہاں نے نواب صاحب سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"اس دور میں ڈیڈی سے اجازت لینا واقعی آپ کی نیک سیرتی کی
دلیل ہے مس گلشن جہاں اور ہمیں آپ کی یہ بات سن کر دلی مسرت
ہوئی ہے"...... نواب سے پہلے عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"گلشن بے حد سعادت مند لڑکی ہے اور پرنس مجھے آپ کی یہاں آمد
سے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹی جلد ہی آپ کی ریاست
ڈھمپ میں آپ کی میزبانی کا لطف اٹھانے آئیں گے۔ اسکے بعد پھر
شادی کے بارے میں بات ہو سکتی ہے پہلے نہیں۔ ویسے آپ ہمارے
معزز مہمان ہیں۔ آپ جب تک چاہیں یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ اس حویلی
کو اپنا ہی سمجھیے۔ ہمیں آپ کی میزبانی کر کے دلی مسرت ہو گی۔ گلشن
آپ کا ساتھ دے گی۔ مجھے البتہ اجازت دیجئے کیونکہ میرا عبادت کا وقت
ہو گیا ہے۔ اب کھانے پر دوبارہ ملاقات ہو گی"...... نواب رضا نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ نواب صاحب۔ ہمیں یقین ہے کہ گلشن
جہاں کی معیت میں ہمارا وقت بے حد اچھا گزرے گا"۔ عمران نے بھی
اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی خاور اور چوہان بھی
اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب کہ جوزف اور جوانا پہلے سے ہی کھڑے تھے۔
نواب صاحب خاموشی سے واپس مڑے اور دھیرے دھیرے قدم
اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"آیئے پرنس۔ میں آپ کو مہمان خانہ دکھلاؤں"...... گلشن نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور گلشن کے دروازے کی طرف مڑ[...]
ہی وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا جوزف اور جوانا جلدی سے اس کے پیچھے
فوجی انداز میں چلنے لگے جب کہ خاور اور چوہان ان کے پیچھے تھے۔
دونوں بار بار ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے
جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں لیکن ماحول سازگار نہ ہونے کی وجہ سے کوئی
بات نہ کر پا رہے تھے۔

ڈرائنگ روم سے نکل کر وہ اسی طرح جلوس کی صورت میں چلتے
ہوئے عمارت کے جنوبی حصے میں واقع ایک شاندار حصے میں پہنچ گئے
جہاں باوردی ملازم موجود تھے۔ عمران سب کو علیحدہ علیحدہ کر[...]
دے دیئے گئے۔

"کیا آپ میرا کمرہ دیکھنا پسند کریں گے پرنس۔ وہاں نوادرات کا
بہترین کلیکشن موجود ہے"...... گلشن جہاں نے عمران سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"آپ سے بڑھ کر نادر چیز اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی"...... عمران
نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا تو گلشن جہاں کے چہرے پر جیسے
مسرت کے فوارے سے پھوٹ پڑے۔ وہ واقعی عمران کی شخصیت
وجاہت۔ اس کے دیو جیسے باڈی گارڈوں اس کے [...] پوش شاندار
اور وجیہہ درباریوں سے ذہنی طور پر بے حد متاثر ہو چکی تھی اور
عمران گلشن جہاں کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرہ واقعی

شاندار اور خوبصورت اور نفیس انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں واقعی
نوادرات بھی موجود تھے لیکن عمران نے دیکھا کہ وہ نوادرات کچھ زیادہ
[...]ئی اہمیت کے حامل نہ تھے۔ لیکن عمران نے ان کی تعریف میں کچھ
[...]ے زمین آسمان کے قلابے ملائے کہ گلشن جہاں کی حالت دیکھنے والی
[...] گئی۔

"مس گلشن جہاں اگر آپ برا نہ مانیں تو میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ
آپ کے والد نواب صاحب کی جاگیر کتنی ہے"...... عمران نے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں اس لئے آپ کو یہاں لے آئی ہوں تاکہ آپ سے کھل کر
باتیں ہو سکیں۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی بات چھپائی جائے کہ بعد میں
[...] کی وجہ سے کوئی ذہنی یا جذباتی خلش پیدا ہو جائے"...... اچانک
گلشن جہاں نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی یہ صاف گوئی بھی آپ کی اعلیٰ ظرفی کی دلیل ہے مس
گلشن جہاں۔ ویسے آپ کو کچھ زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں
پرنس ہوں اور ایک آزاد ریاست کا ولی عہد ہوں۔ اس لئے ہماری
نظروں میں کسی جاگیر وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں ہو سکتی۔ ہماری
نظروں میں وقعت نیک سیرتی اور اعلیٰ خاندان ہوتی ہے۔ آپ کا کیا
خیال ہے [...] آف ڈھمپ کے مخبروں نے جب آپ کے بارے
میں انہیں اطلاع دی ہوگی تو کیا آپ کے اور آپ کے ڈیڈی کے بارے
میں کوائف جمع نہیں کیے گئے ہوں گے۔ یقیناً ایسا ہوا ہے۔ کنگ کو

یہ بتایا گیا ہے کہ نواب صاحب جوئے کے بے حد رسیا ہیں اور انہ
نے اپنی تمام جاگیر اور وسیع وعریض جائیداد فروخت کر کے گریٹ
اور ایکریمیا کے جوئے خانوں میں تمام رقم ہار دی ۔ صرف یہ حویلی
محل باقی رہ گیا تھا اور نواب صاحب نے اس کا بھی سودا کر لیا تھا
پھر قدرت نے انہیں سنبھلنے کا موقع دے دیا اور وہ سنبھل گئے ۔
کے حالات تبدیل ہو گئے اور گو انہوں نے جاگیر تو دوبارہ حاصل نہ
کی لیکن وہ پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گئے ہیں اور گو وہ اب بھی گر
لینڈ اور ایکریمیا کے جوئے خانوں میں بھاری اور بڑی رقمیں ہار
رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی دولت میں اب کوئی کمی نہیں
لیکن ان کو [illegible] یہ نہیں بتایا گیا کہ نواب صاحب کے پاس
مسلسل دولت کہاں سے آ رہی ہے کیا انہوں نے کوئی سونے کی کا
خرید لی ہے یا سونا بنانے کا کوئی قدیم نسخہ ان کے ہاتھ لگ
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں بے اخت
ہنس پڑی ۔

"ان حالات میں واقعی آپ کو یہی سوچنا چاہئے تھا ۔ آپ نے جو
کہا ہے وہ واقعی درست ہے ۔ ایسا ہی ہوا ہے ۔ میں ان دنوں گریٹ
لینڈ میں تعلیم حاصل کر رہی تھی ۔ مجھے کسی قسم کے حالات کا قطعی
کوئی علم نہ تھا ۔ لیکن پھر ڈیڈی کے ایک دوست [illegible] ایک محفل میں
ٹکراؤ ہو گیا اور اس نے ڈیڈی کے تمام حالات مجھے بتا دیئے ۔ میں
حد پریشان ہو گئی اور میں نے ڈیڈی کو تلاش کیا تو ڈیڈی یہاں

لی میں موجود تھے ۔ میں نے ان سے فون پر بات کی تو انہوں نے
بتایا کہ انہوں نے تمام برائیاں ختم کر دی ہیں اور اس کے ساتھ
ساتھ انہوں نے پہلے جن چند کمپنیوں کے شیئر خریدے تھے وہ منافع
یں جانے لگ گئی ہیں ۔ اس لئے اب انہیں حویلی فروخت کرنے کی
ضرورت نہیں اور پھر ڈیڈی نے شیئر بزنس میں پوری پوری دلچسپی لینی
شروع کر دی اور آپ یقین کریں پرنس ۔ خوش قسمتی نے ڈیڈی کا ہاتھ
کڑ لیا اور ڈیڈی شیئر مارکیٹ کے کنگ بن گئے ہیں ۔ اب پوری دنیا
میں انتہائی منافع بخش شیئرز کے ڈیڈی مالک ہیں ۔ اس لئے دولت اب
چاروں طرف سے سمٹ سمٹ کر ڈیڈی کے بینک اکاؤنٹ میں جمع
ہوتی جا رہی ہے"...... گلشن جہاں نے بغیر کچھ چھپائے سب کچھ بتاتے
ہوئے کہا ۔

"گڈ واقعی یہ آپ کی اور نواب صاحب کی انتہائی خوش قسمتی ہے ۔
لیکن ہمیں تو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آپ کے ڈیڈی نواب بہادر کے نام
سے شیئر بزنس کرتے ہیں ۔ کیا اس میں کوئی راز ہے"...... عمران نے
کہا ۔

"نواب بہادر نہیں ۔ ایسا تو نہیں ہے ۔ میں نے ان کے شیئرز
سرٹیفکیٹ دیکھے ہیں وہ ان کے اپنے نام سے ہیں ۔ میں نے تو یہ نام آج
تک نہیں سنا ۔ آپ سے پہلی بار سن رہی ہوں"...... گلشن جہاں نے
جواب دیا ۔

"بہرحال ہمیں بے حد مسرت ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی ۔ اب

ہمیں اجازت دیجئے ہم کچھ دیر آرام کرنا چاہتے ہیں"....... عمران نے کہا
اور اٹھ کھڑا ہوا۔
"آیئے میں آپ کو مہمان خانے تک چھوڑ آؤں"....... گلشن جہاں
نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔
"یہ ہماری عزت افزائی ہو گی"....... عمران نے جواب دیا اور پھر
جب گلشن جہاں اسے اس کے کمرے تک چھوڑ کر واپس چلی گئی تو
عمران نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور شیروانی کی سائیڈ جیب سے اس
نے ایک چپٹا سا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔
آلے پر موجود سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو عمران نے اطمینان کا ایک
طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔
یہ انتہائی جدید ساخت کا گائیکر تھا۔ اس کی رینج خاصی وسیع تھی اور اس
میں ایسا سسٹم تھا کہ اگر اس پوری رینج میں کسی بھی جگہ کسی بھی قسم
کا ڈکٹا فون ٹیلی ویو وغیرہ موجود ہوں تو اس پر سرخ رنگ کا بلب نہ
صرف جل اٹھتا۔ بلکہ اس جگہ تک باقاعدہ رہنمائی کرنے کا سسٹم بھی
اس میں موجود تھا۔ سبز رنگ کے بلب جلنے کا مطلب تھا کہ اس کمرے
اور اس سے ملحقہ باتھ روم بلکہ باہر برآمدے تک کہیں بھی کوئی ڈکٹا
فون وغیرہ نصب نہیں ہے۔ عمران واپس مڑا اور اس نے دروازہ کھولا
ہی تھا۔ کہ ایک طرف سے ایک ملازم کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا۔
"حضور حکم فرمائیں"....... ملازم نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے
کہا۔

"ہمارے درباریوں کو فوراً حاضر کرو"....... عمران نے کہا۔
"درباریوں"....... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
ظاہر ہے وہ تو ان سب کو صاحبان سمجھ رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ
عمران کن کو درباری کہہ رہا ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے
کہتا اچانک ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا باہر آ
گئے۔
"خاور اور چوہان کو بھی ساتھ لے آؤ"....... عمران نے ان سے
مخاطب ہو کر کہا تو وہ تیزی سے واپس مڑ گئے۔
"تمہارے ساتھ یہاں اور کتنے ملازم ہیں"....... عمران نے ملازم
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مہمان خانے میں ہم دس ملازم ہیں جناب"....... ملازم نے
جواب دیتے ہوئے کہا
"اور پوری حویلی میں"....... عمران نے پوچھا۔
"حویلی میں ساٹھ ستر تو ہوں گے جناب"....... ملازم نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔
"جی میرا نام احمد دین ہے"....... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو"....... عمران نے کہا اور واپس کمرے
کی طرف مڑ گیا۔ جب کہ ملازم احمد دین خاموشی سے واپس چلا گیا۔
چند لمحوں بعد خاور چوہان کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی کمرے میں آ گئے

"جوزف اور جوانا تم باہر کا خیال رکھو"...... عمران نے جوزف
جوانا سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر جا کر رک گئے۔
"اب میری بات غور سے سن لو۔ ٹو سٹار صاحبان۔ ٹائیگر نے جب
یہ اطلاع دی کہ اسے یہ خبر ملی ہے کہ رضا آباد کا نواب رضا ہی دراصل
نواب بہادر ہے اور منشیات کے دھندے کا مگر مچھ ہے تو میں نے آپ
کے علاوہ باقی ٹو سٹار کو ہدایت کی کہ وہ نواب رضا کے بارے میں
تحقیقات کریں چنانچہ آپ کے ساتھی ٹو سٹارز نے مجھ فقط بلکہ سر سٹار
کو یہ اطلاع دی کہ نواب رضا اپنی جاگیر جوئے کی وجہ سے فروخت کر
چکا تھا لیکن پھر اس کے پاس اچانک بے تحاشہ دولت آگئی۔ اس کی
لڑکی اکثر شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے جاتی رہتی ہے اور اس
تحقیقات کا لب لباب یہ تھا کہ نواب رضا کی لڑکی گلشن جہاں سارے
کاروبار کی کرتا دھرتا ہے اور نواب رضا صرف کنٹرولر ہے۔ سر سٹار
آپ ٹو سٹارز کو ساتھ یہاں اس لئے لے آیا تھا تاکہ صورت حال کا
قریب سے جائزہ لیا جائے۔ کیونکہ نواب رضا کے بارے میں سر سٹار
نے اپنے طور پر جو تحقیقات کی تھیں اس کے مطابق نواب رضا شیرز
کے کاروبار میں بے حد کامیاب جا رہا تھا اور اس کی دولت کی وجہ شیرز
بزنس ہے۔ اس لئے سر سٹار نے یہ سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ نواب رضا
کو اس سارے دھندے کا علم ہی نہ ہو اور یہ دھندہ گلشن کے سر پر چل
رہا ہو۔ چنانچہ ٹاپ سٹار پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں یہاں پہنچ گیا۔

آپ حضرات کو یہاں چھوڑ کر ٹاپ سٹار نے گلشن سے تفصیلی گفتگو
اور ٹاپ سٹار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ گلشن جہاں ایک سیدھی سادھی
معصوم سی لڑکی ہے اس کا اس دھندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
لیکن نواب رضا مشکوک ہو سکتا ہے"...... عمران نے باقاعدہ تقریر
کرتے ہوئے کہا۔
"تو اس کے لئے اتنی سر دردی کی کیا ضرورت ہے۔ نواب رضا کو
پکڑ کر ابھی سب کچھ اگلوا لیتے ہیں"...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اور اگر نواب رضا اس دھندے میں ملوث ثابت نہ ہوا تو"۔
عمران نے کہا۔
"تو کیا ہوا واپس چلے جائیں گے"۔ خاور نے اسی طرح بے نیازانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اگر یہ بات اس قدر آسان ہوتی تو پھر یہ سارا ڈرامہ کرنے کی
ضرورت ہی نہ تھی۔ جوزف اور جوانا کو بھیج کر نواب رضا کو یہاں سے
اغوا کرا کر رانا ہاؤس میں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کی جا سکتی تھی۔
نواب رضا بہرحال انتہائی اعلیٰ حلقوں میں رسائی رکھتا ہے اور فور سٹار
کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ اسے نارکوٹکس کنٹرول بورڈ اور
سنٹرل انٹیلی جنس کو مجرم مع ثبوت پیش کرنے ہوں گے اور منشیات
کے دھندے کا سیٹ اپ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں سب سے مشکل کام
ثبوتوں کا حصول ہوتا ہے۔ صرف ذخیرے پکڑ لینے سے یا منشیات کو
لے آنے اور لے جانے والوں کو میرا مطلب ہے کیریر کو پکڑنے سے

اس سیٹ اپ پر کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔ ہمیں ثبوت حاصل کرنے کے لئے پورے سیٹ اپ کو اس طرح چیک کرنا پڑے گا کہ اس دھندے کی بڑی مچھلی کو ہوشیار ہونے کا موقع نہ ملے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... خاور نے کہا۔

"میں یہ چاہتا ہوں کہ رات کہ جب سب لوگ سو جائیں تو ہم نواب رضا کی رہائش گاہ کی اس طرح تلاشی لیں کہ اگر اس کا اس دھندے سے کسی قسم کا بھی کوئی تعلق ہو تو اس کا کوئی دستاویزی ثبوت سامنے آجائے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کر لیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"میں نے ملازم سے معلوم کیا ہے یہ حویلی میری توقع سے بڑی ہے اور یہاں میری توقع سے زیادہ ملازم ہیں۔ اس لئے میں نے پلاننگ کی ہے کہ جوزف کو واپس دارالحکومت بھجوا کر وہاں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول کافی تعداد میں منگوا لئے جائیں اور پھر اس گیس کی مدد سے پوری حویلی میں موجود افراد کو میٹھی نیند سلا کر خود ہم بیداری سے دوچار ہوتے ہوئے اس محل کی مکمل تلاشی لے لی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس محل کے نیچے خفیہ تہہ خانے بھی موجود ہوں اور ہمیں جو مواد چاہئے وہ اوپر حویلی کی بجائے نیچے کسی تہہ خانے میں ہو۔ اس لئے طویل بے ہوشی کی گیس یہاں فائر کرنا بے حد ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی پلاننگ تو درست ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ کو یہاں آنے کے لئے پرنس کا روپ دھارنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ عمران کے روپ میں بھی تو یہاں آسکتے تھے۔ کوئی بھی حوالہ یا بہانہ بنایا جا سکتا تھا۔ کیونکہ گو آپ نے اپنے طور پر نواب رضا کو اپنے پرنس ہونے کے دستاویزی ثبوت دکھائے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی باقاعدہ تحقیقات کرائے"...... خاور نے کہا۔

"چیکنگ کی فکر مت کرو۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے سر سلطان سے بات کر لی تھی اور کسی آزاد ریاست کے بارے میں جواب سیکرٹری وزارت خارجہ ہی دے سکتا ہے اور کوئی دوسری وزارت نہیں دے سکتی۔ یہاں اس روپ میں آنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ نواب رضا نے ہمیں رات تک ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ ورنہ نواب رضا اس معاملے میں انتہائی عجیب عادات کا مالک ہے۔ وہ اپنے اس محل میں کسی کو بھی ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کسی کا ٹھہرانا ضروری بھی ہو تو اس کے لئے علیحدہ ایک عمارت موجود ہے۔ لیکن ایک تو پرنس ہونے کے ناطے اور دوسرے اپنی بیٹی کی اس رشتے میں دلچسپی کے پیش نظر اس نے مجبوراً ہمیں یہاں ٹھہرنے کی دعوت دی ہے اور میں یہی چاہتا تھا۔ کیونکہ اس محل میں رات کے وقت کے باہر سے داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اس اندرونی عمارت کے باہر انتہائی خوفناک اور تربیت یافتہ کتوں کا ایک پورا گروہ ساری رات حفاظت کرتا ہے اور مسلح چوکیدار بھی موجود رہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ کام پھر بھی تو کیا جا سکتا تھا۔ باہر سے اندر گیس فائر کی جا سکتی تھی"...... خاور نے کہا۔

"نہیں کتوں پر اس گیس کے اثرات دوسرے روز بھی انتہائی نمایاں نظر آتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ جب تک کوئی حتمی دستاویزی ثبوت نہ مل جائے اس وقت تک نواب رضا کو اس بارے میں کچھ معلوم ہوسکے اب ہم عمارت کے اندر موجود ہیں اور اندر گیس فائر کرنے سے باہر موجود کتوں اور چوکیداروں تک اس گیس کے نہ ہی اثرات پہنچیں گے اور نہ ہی انہیں معلوم ہوسکے گا کہ اندر کیا ہو رہا ہے اور صبح اٹھنے والے لوگ صرف اتنا محسوس کریں گے کہ ان کے جسم کسی کمزوری کا شکار ہیں۔ اور بس"...... عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ نے اپنی جو ڈگریاں دکھائی ہیں ان میں تو آپ کی ولدیت لکھی ہوئی ہو گی اور آپ کے والد اس قدر مشہور آدمی ہیں کہ انہیں لامحالہ نواب رضا بھی جانتا ہو گا"...... اچانک چوہان نے کہا تو خاور بھی چونک پڑا۔

"ارے ہاں اس کا تو مجھے بھی خیال نہیں آیا تھا"...... خاور نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈگریاں پرنس آف ڈھمپ کی تھی۔ جس کے والد کنگ آف ڈھمپ ہے اور بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے جعلی ڈگریاں تیار کرا رکھی ہیں"۔

دونوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں اصل میں پرنس نے واقعی یہ ڈگریاں حاصل کی ہیں اور ان کا باقاعدہ ریکارڈ بھی یونیورسٹی میں موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ ڈگریاں اعزازی ہیں۔ ایسی اعزازی ڈگریاں جیسی کسی سربراہ مملکت یا سربراہ صوبہ یا کسی غیر ملکی معزز مہمان کو دی جاتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ان دونوں نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

تیز سرخ رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکو
کی معروف ترین سڑک پر اس طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا
تھی جیسے وہ اس قدر معروف سڑک پر چلنے کی بجائے کسی غیر آباد
سنسان سڑک پر دوڑ رہی ہو۔ تیزی سے دوڑتی ہوئی مختلف کارو
دائیں بائیں سے کاٹتی ہوئی وہ جب آگے بڑھ جاتی تو جن کاروں کو
اس انداز میں کراس کرتی تھی۔ ان کے ڈرائیور بے اختیار دانت پیسنے
لگتے اور کئی تو باقاعدہ گالیوں پر بھی اتر آتے۔ لیکن ظاہر ہے سپورٹس ک
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک دبلے پتلے درمیانے قد
نوجوان تک نہ ان کی گالیاں پہنچ سکتی تھیں اور نہ ہی ان کے دان
پیسنے کے مناظر۔ نوجوان کا چہرہ کافی حد تک لمبوترا سا تھا۔ آنکھوں پر

خ رنگ کے فریم کی گاگل تھی اور اس میں موجود شیشوں میں بھی
خ رنگ کا شیڈ نمایاں تھا۔ وہ کلین شیو تھا۔ لیکن اس کے بال کافی
اور لمبے تھے اور شانوں پر پڑے ہوئے تھے جو کار کی تیز رفتاری سے
طرح ہل رہے تھے جیسے انہیں کوئی جھولا جھلا رہا ہو۔ نوجوان کے
ے پر شرارت بھری مسکراہٹ موجود تھی۔ اس کے ساتھ والی
یٹ پر ایک خاصی صحت مند بلکہ اس قدر صحت مند لڑکی بیٹھی ہوئی
ی کہ اگر اسے بے بی ہتھنی کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو۔ اس کا چہرہ بھی
س کے جسم کی طرح گول تھا۔ رخساروں پر اس قدر گوشت تھا کہ
س کی آنکھیں کافی اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ویسے
اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی نسبت کافی بڑی تھیں اور اگر یہی
نکھیں کسی اور چہرے پر ہوتیں تو انہیں بلاشبہ غزالی آنکھیں کہا جا
سکتا تھا لیکن اس لڑکی کے چہرے پر غزالی آنکھیں بھی چہرے کے
بھرے ہوئے گوشت کی وجہ سے خاصی چھوٹی لگ رہی تھیں۔ اس
کے دونوں کانوں میں ہیرے کے ٹاپس تھے اور ناک میں ہیرا جڑی پن
ی موجود تھی۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ لباس
سادہ تھا لیکن اس کا کپڑا انتہائی قیمتی نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ کپڑا سلک نہ تھا
بلکہ کاٹن اور سلک مکس تھا البتہ کاٹن کا ریشو سلک کی نسبت قدرے
زیادہ تھا۔ اس کے گلے میں بھی لاکٹ میں جڑا ہوا ایک قیمتی ہیرا
نمایاں تھا۔

" تم آہستہ کار نہیں چلا سکتے ارباب"......... لڑکی نے یکلخت غصے

بھرے لہجے میں کہا۔

"چلا سکتا ہوں بالکل چلا سکتا ہوں سویٹ وائف ۔ لیکن مسئلہ
ہے کہ اگر میں نے کار کو آہستہ چلایا تو وہ تمہارے وزن کی وجہ
ہانپنا شروع کر دے گی اور جب کار ہانپنے لگ جائے تو مجھے یوں محسوس
ہوتا ہے جیسے اس کو دل کا دورہ پڑنے والا ہو اور تمہیں معلوم ہے کہ
مجھے سب سے زیادہ خوف اس دل کے دورے سے آتا ہے اس لئے
مجبوری ہے سویٹ وائف"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

"تمہیں پتہ ہے خچر کسے کہتے ہیں"...... لڑکی نے ناک سکوڑتے
ہوئے کہا۔

"مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ تم نے جب حیوانات کے موضوع پر
ڈاکٹریٹ کی تھی تو تمہارے مقالے کا موضوع خچر تھا"...... ارباب
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مقالے میں تصویریں بھی تھیں اور وہ تصویریں تمہاری تھیں
مجھے"...... لڑکی نے کہا۔

"ہوں گی...... آخر آدم زادہی خچروں پر سواری کرتے ہیں۔ دوسری
مخلوق تو نہیں کیا کرتی"...... ارباب نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"دوسری مخلوق سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... لڑکی نے ایک
بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہی مخلوق جس پر تم نے ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے۔ میرا مطلب ہے
ا۔ گینڈے وغیرہ وغیرہ"...... ارباب نے جواب دیا۔

"ابھی تم کہہ رہے تھے کہ میں نے خچر پر ڈاکٹریٹ کی ہے اور اب
ہاتھی گینڈوں کو گھسیٹ لائے ہو"...... لڑکی نے کہا۔

"توبہ توبہ مجھ میں ہمت ہے۔ ہاتھی اور گینڈوں کو گھسیٹنے کی۔ یہ تو
کار ہے جو پھر بھی ہمت کر جاتی ہے"...... ارباب نے سٹیرنگ
ڑ کر دونوں ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔ کار"...... یکلخت لڑکی نے چیختے ہوئے کہا۔ کیونکہ
باب کے ہاتھ چھوڑتے ہی کار بجلی کی سی تیزی سے سامنے سے آتے
ئے ایک آئل ٹینکر کی طرف اس طرح لپکی تھی جیسے لوہا مقناطیس
طرف لپکتا ہے۔ لیکن ارباب کے ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے
کت میں آگئے اور کار اس ٹینکر کے بالکل قریب سے زن کی آواز سے
ی نکل گئی۔ اور لڑکی کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس
ل گیا۔

"مجھے کار کی کھڑکیاں کھولنی پڑیں گی۔ کیونکہ تم نے جس قدر
بن ڈائی آکسائیڈ اس ایک سانس میں چھوڑی ہے وہ کم از کم مجھے تو
ک کرنے کے لئے کافی ہے اور میں فی الحال اس قدر سویٹ وائف کو
کر کے دوسروں کو کسی زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتا"...... ارباب
بات کرتے ہوئے کہا۔

"کاش میرے سانس میں واقعی کوئی ایسا زہر شامل ہو جائے جو مجھے

مچھر کی اس مستقل بھیں بھیں سے نجات دلا دے"........ لڑکی نے
بناتے ہوئے کہا۔

"مچھر تو خون پیتا ہے ڈیئر سویٹ وائف...... جب کہ میرا تو مر
تمہیں دیکھ کر خون خشک ہوتا رہتا ہے۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے ک
جلد ہی دنیا میں ایک ایسا طبی معجزہ رونما ہونے والا ہے کہ بغیر خو
کے کوئی آدمی زندہ نظر آنے لگے گا"....... ارباب نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"ہونے والا کیا مطلب ہو چکا ہے۔ تمہارے جسم میں چائے د
رہی ہو گی۔ خون بہرحال نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ تو تم نے بتایا نہیں ک
اچانک تمہیں روزگارڈن جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ میرا مطلب
ہے [illegible]"........ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ روزگارڈن کیوں مشہور ہے"....... ارباب نے
کہا۔

"ہاں وہاں دنیا بھر کے گلاب کے پھول موجود رہتے ہیں"۔ لڑکی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ وہاں ایک گلاب کا پھول ایسا ہے جسے کوئین
الزبتھ روز کہا جاتا ہے۔ یہ اتنا بڑا ہے کہ اسے سہارا دینے کے لئے اس
کے نیچے فولادی سٹینڈ رکھنے پڑتے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ
سٹینڈ کس ٹائپ کے ہیں"....... ارباب نے جواب دیا۔

"کس ٹائپ میں کیا مطلب"۔ سٹینڈ کس ٹائپ کے ہوتے ہیں

ہوتے ہیں اور بس"........ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کیا وہ کوئین الزبتھ نامی اس گلاب کے پھول
سے بھی زیادہ بڑے گلاب کا وزن سہار سکیں گے یا نہیں"۔ ارباب نے
جواب دیا۔

"اس گلاب کے پھول پر جو زہریلا مچھر چمٹا ہوا ہے۔ اصل وزن تو
اسی کا ہو گا۔ بے چارے گلاب کا وزن کیا ہوتا ہے"........ لڑکی نے
ہنستے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ارباب اس کے بارے میں بات کر رہا
ہے۔

"مچھر کا وزن کیا ہوتا ہے۔ مچھر تو مچھر ہی ہوتا ہے۔ بالکل [illegible]
ارباب نے جواب دیا۔

"اور پھول کا کیا وزن ہو سکتا ہے۔ پھول تو پھول ہی ہوتا
ہے"........ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہوتا۔ ابھی دو روز پہلے میں نے سے گورے
بھی کا پھول دیکھا تھا۔ پورے آٹھ کلو وزن تھا"۔ نے اپنے الفاظ میں ترمیم
نے جواب دیا۔

"اور میں نے بھی کارپوریشن کے گٹر پر بیٹھ ہوتا ہی نہیں۔ وہ ٹیلی
کرین سے ہٹایا جا رہا تھا"........ لڑکی نے جدید مکھی کا حملہ"۔ لڑکی
"اور وہ کرین پھولوں کی بنی ہوئی تھی۔ کیوڑ
جواب دیا اور لڑکی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی الزبتھ روز پر مکھی
نے اس قدر تیزی سے کار دائیں طرف کو موڑی کہ لڑکی کے ساتھ ہی

بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔

"یہ کیسی ڈرائیونگ کرتے ہو تم۔ ہزار بار کہا ہے کہ جب مجھ
بیمہ نہ کرالو۔ ایسی ڈرائیونگ نہ کیا کرو لیکن تم مانتے ہی نہیں"۔
سیدھی ہوتے ہی لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کئی بار گیا ہوں بیمہ کرانے لیکن وہ صاف انکار کر دیتے
ہیں"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے زیادہ قطر آتی ہوگی تمہاری انہیں"...... لڑکی نے منہ بنا
ہوئے جواب دیا۔

"انہیں پتہ ہے کہ تم میری بیوی ہو اور ان کا کہنا ہے ک
میری زندگی ہر وقت خطرے میں رہتی ہے۔ کسی بھی وقت تم بھول کر
مجھ پر بیٹھ گئیں تو کمپنی کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا اور تم جا
ہے مجھے تمہیں پتہ ورمیں کون آنکھوں دیکھے مکھی نگلتا ہے"...... ارباب نے
کہا۔

"تو دنیا بھر کے گندے محاورے تمہیں ہی یاد
"ہاں وہاں دنیا بھر
اور مکروہ محاورے دوہرانے کی کیا ضرورت
جواب دیتے ہوئے کہا۔
محاورہ نہیں بول سکتے"...... لڑکی نے انتہائی
"میں نے سنا ہے
الزبتھ روز کہا جاتا ہے
ہاتھی کہہ دیتا ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہاتھی
کے نیچے فولادی سٹ
تھرا نہیں ہوتا۔ گندے پانی اور کیچڑ میں لتھڑا رہتا
سٹینڈ کس ٹائپ
ب نے جواب دیا۔
کس ٹا

"پھر وہی گندے الفاظ۔ یہ لتھڑا کیا ہوتا ہے۔ اوہ نانسنس۔ جس
دماغ میں اس قدر گند بھرا ہوا ہو اس کے منہ سے ایسے ہی الفاظ اور
ورے نکلیں گے۔ ہزار بار کہا ہے کہ برین واشنگ کرا کر اس میں
عطر وغیرہ ڈلوا لو لیکن تم مانتے ہی نہیں"...... لڑکی نے
تے ہوئے جواب دیا۔

"مچھر بھی کہتی ہو اور پھر منہ بھی بناتی ہو۔ مچھر تو ظاہر ہے ایسی
ہوں پر بیٹھتے ہیں"...... ارباب نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر کہا اس کے چہرے پر شرارت تھی۔

"تو اور کیا کہوں۔ اب تمہیں تتلی تو کہنے سے رہی"......
ہی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"بھونرا کہہ لیا کرو"...... ارباب نے جواب دیا۔

"بھونرا تو کسی سیاہ فام کو کہا جا سکتا ہے اور تم اچھے خاصے گورے
ٹے ہو"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"چلو سفید بھونرا کہہ لیا کرو"...... ارباب نے اپنے الفاظ میں ترمیم
رتے ہوئے کہا۔

"سفید مکھی تو ہوتی ہے۔ سفید بھونرا تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ ٹیلی
ژن پر روز اشتہار آتا ہے کپاس کی فصل پر سفید مکھی کا حملہ"۔ لڑکی
نے جواب دیا۔

"وہ کپاس کے پھول پر مکھی بیٹھی ہوگی۔ کوئین الزبتھ روز پر مکھی
ہیں بیٹھا کرتی"...... ارباب نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے کار کو ایک بہت بڑی عمارت کے ساتھ واقع پارکنگ
روک دیا۔ وہاں اور بھی بے شمار کاریں موجود تھیں۔
"ارے .... تم تو واقعی روز گارڈن ہی آئے ہو۔ میں سمجھی
تم مذاق کر رہے ہو"...... لڑکی نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر
ہوئے کہا۔
"میں نے سوچا کہ روز گارڈن کی انتظامیہ کو دکھا سکوں کہ
ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ بیچارے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ
میں پھول ہیں"...... ارباب نے بھی چابیاں اگنیشن سے
نیچے اترتے ہوئے کہا تو لڑکی کے چہرے پر بے اختیا
مسکراہٹ کی کئی لہریں بیک وقت دوڑنے لگیں۔
"کس سے ملنا ہے یہاں۔ کیا کہیں پھر کوئی نیا کام تو بک نہیں کر
لیا"...... لڑکی نے عمارت کے گیٹ کی طرف چلتے ہوئے ارباب سے
مخاطب ہو کر کہا۔ ارباب دبلا پتلا ہونے کی وجہ سے خاصا لمبا لگ رہا تھا
حالانکہ وہ لمبا نہ تھا بلکہ درمیانے قد کا تھا۔ جب کہ اس لڑکی کا قد ویسے
تو لمبا تھا لیکن بے تحاشا موٹا ہونے کی وجہ سے وہ خاصی ٹھگنی سی لگتی
تھی۔ لیکن موٹی ہونے کے باوجود اس کی چال میں پھرتی تھی۔
دونوں ایک عجیب سا جوڑا لگتے تھے اس لئے انہیں دیکھ کر ہر شخص کے
چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑنے لگتی۔ لیکن وہ سب سے بے
نیاز آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
"تو اور کیا ہو گا مرنے کا ارادہ ہے۔ تم تو ایسی چیونٹی ہو اٹیمک

جو نظر آتا ہے چٹ کر جاتی ہو۔ خاص طور پر میری آمدنی تو بس مجھے
حساب کتاب کی کاپی پر ہی صرف کی صورت میں نظر آتی ہے۔
کے بعد"...... ارباب نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اور تم کیا کرتے ہو۔ پتہ ہے کس قدر تعداد میں روزانہ چائے پیتے
کس قدر تعداد میں روزانہ سگریٹ کی ڈبیاں پھونکتے ہو۔ اگر تم
روز ہڑتال کر دو اور اس خرچے کو اقوام متحدہ میں جمع کرا دو تو
ایشیا کے تمام باشندوں کو کئی سالوں تک پیٹ بھر کر کھانا ملتا
ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔
"ارے ارے خواہ مخواہ کا الزام۔ ساٹھ ستر پیالی چائے اور سو ڈیڑھ
سگریٹ پر آخر خرچ ہی کتنا آتا ہے۔ لتنے کی تو تم صرف آئس کریم
کھا جاتی ہو"...... ارباب نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ عمارت
کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ وہاں پاس ہی بکنگ تھی۔ ارباب نے دو
ٹکٹ لئے اور پھر وہ عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ اندر ایک وسیع
وعریض لان تھا۔ جس میں واقعی گلاب کے رنگا رنگ اور مختلف قسموں
کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ہر قسم کے پھولوں کی کیاری علیحدہ تھی اور
ہر کیاری کے ساتھ ہی ایک باقاعدہ بورڈ نصب تھا جس پر اس پھول
کے بارے میں تفصیلی معلومات درج تھیں۔ لان کے بعد ایک
عمارت تھی۔ یہ عمارت روز پکچر گیلری کہلاتی تھی۔ اس کے اندر گلاب
کے پھولوں کی مختلف زاویوں سے اتاری گئیں انتہائی خوبصورت
تصاویر موجود تھیں۔ جبکہ ایک سائیڈ پر ایک کافی بڑا ریستوران بنا ہوا

تھا۔ جسے روز کیفے کا نام دیا گیا تھا۔ لان اور عمارتوں میں ہر طرف ر
برنگے آنچل اور گہرے کلر کے سوٹوں میں ملبوس عورتیں اور
گھومتے پھر رہے تھے۔ پھولوں سے بھی زیادہ خوبصورت بچے بھی
ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔

"واہ کس قدر خوبصورت ماحول ہے۔ میں جب بھی یہاں آتی ہو
یہاں سے واپس جانے کو جی ہی نہیں چاہتا"...... لڑکی نے زور زور
سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک آدھ کیاری لازماً خالی ہوگی۔ کہو تو بورڈ لگوا دوں"۔ ارباب
نے کیفے کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بورڈ لگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم کھڑے ہو جانا"...... لڑ
نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ کیفے میں پہنچ گئے۔ کیفے کا ماحول بھی بے حد خوبصورت اور دلکش تھا
وہاں جگہ جگہ گلاب کے پھولوں کے گملے موجود تھے۔ دیواروں پر بھی
گلاب کے پھولوں کی خوبصورت اور بڑی بڑی تصویریں موجود تھیں
ایک سائیڈ پر گلاب کے پھولوں کی باقاعدہ دکان بھی موجود تھی جہاں
گلاب کے پھولوں کی فروخت ہو رہی تھی اور وہاں لوگ ایک دوسرے
پر جیسے ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ جیسے ہی ارباب اور اس کی بیوی ریستوران
میں داخل ہوتے ایک کونے میں میز کے پاس بیٹھے ہوئے ایک خوش
نوجوان نے ہاتھ بلند کر کے انہیں اشارہ کیا تو ارباب کا رخ اس طرف
کو ہو گیا۔ وہ نوجوان جو غیر ملکی تھا ان کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ قومیت

سے وہ ایکریمین لگتا تھا۔ اس کے جسم پر گہرے رنگ کا
سوٹ تھا۔ البتہ اس نے جو ٹائی باندھ رکھی تھی اس پر ایک
نگ کی مکڑی بنی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ جو انتہائی عجیب اور مکروہ سی
ہی تھی۔ لڑکی نے اس مکڑی کو دیکھتے ہی بے اختیار برا سا منہ

یہ مسٹر پال ہیں۔ ایکریمیا کی ایک کھلونے بنانے والی کمپنی کے
مین ہیں اور پال یہ میری سویٹ وائف ہے۔ ان کا نام لیلیٰ
...... ارباب نے اس غیر ملکی اور اپنی بیوی کا باہمی تعارف کراتے
ئے کہا اور خود اس نے پال سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔ پال نے لیلیٰ کی
ہاتھ بڑھایا۔ لیکن لیلیٰ نے مصافحہ کرنے کی بجائے کرسی گھسیٹی
اس پر اس طرح بیٹھ گئی جیسے اس نے پال کے ہاتھ بڑھانے کو
ے سے دیکھا ہی نہ ہو۔

"لیلیٰ مردوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتی اور مرد تو خیر بعد کی بات ہے
عورتوں سے بھی ہاتھ ملانے سے پہلے دستانے پہن لیتی ہے اور پھر ان
نوں کو نجانے کن کن جراثیم کش ادویات سے دھوتی رہتی
...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا تو پال نے بے اختیار ہاتھ
کر لیا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ناگواری کا تاثر نمودار
لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"مسٹر پال اگر آپ ناراض نہ ہوں تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ
نے ٹائی پر یہ مکروہ قسم کی مکڑی کیوں بنوائی ہوئی ہے۔ کیا آپ

تتلی یا ایسا ہی کوئی دوسرا دلکش سا کیڑا نہ بنوا سکتے تھے"...... لیلیٰ
پال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ہماری کمپنی کا نام بھی ہے اور مخصوص نشان بھی۔ بلیک
سپائیڈر"...... پال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا شکر ہے۔ بات مکڑی تک ہی رہ گئی۔ ورنہ تو مچھر
نشان ہو سکتا تھا اور مکھی بھی"...... لیلیٰ نے مذاق اڑانے والے
میں کہا۔

"ہاں ہو سکتا تھا"...... پال کے لہجے میں ناگواری نمایاں ہو
تھی۔

"اس کی باتوں کا برا نہ ماننا پال اس کی زبان اس کے قابو میں نہ
ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ باتیں کریں میں ذرا باہر جا کر گھومتی ہوں مجھے اس
مکروہ مکڑی سے وحشت ہو رہی ہے"...... اچانک لیلیٰ نے اٹھتے ہوئے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ارباب یا پال اس کی بات پر کچھ کہتے وہ تیز
سے قدم اٹھاتی باہر کی طرف چل پڑی۔

"کیا پیو گے ارباب"...... پال نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
اور ارباب پر رحم بھری نظریں ڈالتے ہوئے کہا تو ارباب بے اختیا
ہنس پڑا۔

"اس قدر رحم بھری نظروں سے مجھے مت دیکھو پال لیلیٰ بڑی اچھی
واقف ہے"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو پال بے اختیار شرمند

و گیا۔

"یہ بتاؤ کیا پیو گے"...... پال نے شاید موضوع تبدیل کرنے
لئے کہا۔

"جو مشروب جی چاہے پلوا دو۔ یہاں وہ مشروب تو ملتا ہی نہیں جو
م نہیں پیا کرتے"...... ارباب نے کہا تو پال بے اختیار مسکرا دیا۔
ھر اس نے ویٹر کو بلا کر مشروب لانے کا آرڈر دیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کیا مسئلہ ہے"...... پال نے ویٹر کے جانے کے
بعد آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ایک گروپ یہاں کام کر رہا ہے جس کا نام فور سٹار ہے۔ وہ
منشیات کے دھندے میں کام کرنے والی بڑی مچھلیوں کو ٹریس کرنے
کے بعد نار کوٹکس کنٹرول بورڈ کے حوالے کر دیتا ہے اور خود سامنے
نہیں آتا۔ مجھے جس پارٹی نے بک کیا ہے اس کے کئی بڑے کیریئرز کو
ان کے آدمیوں کے ساتھ یا تو ہلاک کرا دیا گیا ہے اور یا انہیں گرفتار
کرا دیا گیا ہے۔ ان کے ذخیرے بھی قبضہ میں کر لئے گئے ہیں اور اس
کارروائی میں چیئرمین نار کوٹکس بورڈ اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر
جنرل نے براہ راست حصہ لیا ہے"...... ارباب نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

"یہ کب کی بات ہے"...... پال نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ تین روز پہلے کی"...... ارباب نے جواب دیا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بتاؤ"...... پال نے کہا۔

"میں صرف انہیں ٹریس کرنا چاہتا ہوں"........ ارباب نے جواب دیا۔

"صرف ٹریس کرنا ہے یا انہیں ختم بھی کرنا ہے"........ پال نے کہا۔

"نہیں میں صرف ٹریس کرنے کا کام کرتا ہوں ختم کرنے والی کارروائی میں ملوث نہیں ہوا کرتا۔ یہ کام میری پارٹی خود کرتی پھرے گی"........ ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دس لاکھ روپے۔ صرف اطلاع کے اور وہ بھی پیشگی"........ پال نے کہا۔

"ٹھیک ہے مل جائیں گے لیکن اطلاعات حتمی ہونی چاہئیں"۔ ارباب نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ارباب پہلے بھی ہم تمہارے لئے کام کرتے رہے ہیں۔ ہمارے اصول بھی تم جانتے ہو۔ فور سٹار گروپ نجانے کتنا بڑا اور وسیع گروپ ہو۔ اس لئے ہم پورے گروپ کو ٹریس کرنے کا معاہدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ جس قدر ٹریس ہو سکا ٹریس کریں گے"........ پال نے کہا۔

"تم صرف ایک آدمی ٹریس کر دو تمہارا کام ختم۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"........ ارباب نے جواب دیا۔

"تو نکالو رقم میں ابھی کام مکمل کر دیتا ہوں"........ پال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا تمہیں پہلے سے معلوم ہے"........ ارباب نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں........ میں تو یہ نام ہی تم سے پہلی بار سن رہا ہوں۔ البتہ تم نے ایک کلیو ایسا دیا ہے جس کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ کام شاید مکمل ہو جائے۔ اور نہ ہوا تو پھر باقاعدہ کام کرنا پڑے گا"۔ پال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو ارباب نے جیب سے چیک بک نکالی اور اس پر رقم لکھ کر اس نے دستخط کیے اور چیک پال کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"........ پال نے چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ ویٹر مشروب رکھ کر واپس جا رہا تھا کہ پال نے اسے آواز دی۔

"یس سر"........ ویٹر نے واپس آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فون لے آؤ یہاں"........ پال نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈلیس فون اس کے سامنے رکھ گیا۔ پال نے فون پیس اٹھایا اسے آن کیا اور پھر اس پر نمبر پریس کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ ارباب مشروب کی چسکیاں لیتا رہا۔ لیلیٰ واپس نہ آئی تھی۔ شاید وہ اس کالی مکڑی سے کچھ زیادہ ہی الرجک ہو گئی تھی۔

"ہیلو سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر"........ ایک مدھم سی آواز فون پیس سے سنائی دی اور ارباب نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ اب

بات سمجھا ہو۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کرائیں میں ان کا دوست پال ہنری بول رہا ہوں"......... پال نے کہا۔

"یس سر ہولڈ کیجئے"......... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"....... دوسری طرف سے ایک سخت اور تحکمانہ سی آواز سنائی دی چونکہ ارباب جس طرف بیٹھا ہوا تھا اسی طرف کان سے پال نے فون پیس لگایا ہوا تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سی آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔

"پال ہنری بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ صاحب"......... پال نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس مسٹر پال خیریت کیسے فون کیا"....... دوسری طرف سے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں جواب دیا گیا جیسے پال اس سپرنٹنڈنٹ کا ادنیٰ سا ماتحت ہو۔

"مس میلاڈی کو میں نے رضامند کر لیا ہے مسٹر فیاض"۔ پال نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی"........ اس بار سپرنٹنڈنٹ کے لہجے میں نمایاں تبدیلی تھی۔

"ہاں اب وہ آپ کے ساتھ ڈنر کھانے پر تیار ہے"......... پال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آج ہی"........ فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ پال کا سگا بھائی بے تکلف دوست ہو۔ اس کی ساری اکڑ فوں اور تحکمانہ پن میلاڈی کے رضامند ہونے کا سن کر جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔

"آج بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن"...... پال نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا"........ فیاض نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں شدید بے چینی نمایاں تھی۔

"مس میلاڈی اول تو رضامند ہی نہیں ہوتی۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ وہ کس قدر ضدی خاتون ہے۔ لیکن جب رضامند ہو جائے تو پھر وہ چاہتی ہے کہ اسے طویل وقت دیا جائے۔ ڈنر بھی اطمینان سے کیا جائے اور اس کے بعد رات بھی لیکن مجھے معلوم ہے کہ آج کل آپ بے حد مصروف ہیں۔ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ آپ نے کسی بہت بڑے منشیات فروش کے خلاف انتہائی کامیاب کارروائی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں بے پناہ مصروفیت ہو گی"......... پال نے بڑے عیارانہ لہجے میں اصل موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں وہ کیس تو ختم ہو چکا ہے۔ ویسے بھی ساری کارروائی میں چند گھنٹے لگے تھے کیونکہ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے پاس مکمل معلومات موجود تھیں اور ان کی نگرانی میں ہی آپریشن ہوا تھا۔ اب تو میں فارغ ہوں"........ فیاض نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو بتایا گیا تھا کہ اس کی مخبری آپ کو کی گئی تھی اور آپ

نے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو بریف کیا تھا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ آپ نے بڑا معرکہ مارا ہے"۔ پال نے کہا۔

"معرکہ تو واقعی میں نے مارا ہے۔ بہرحال میں اب فارغ ہوں"۔ فیاض نے جواب کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ مس میلاڈی کیسے رضامند ہوئی ہے"۔ پال نے کہا۔

"کیسے رضامند ہوئی ہے"...... فیاض نے پوچھا۔

"آپ کے اس کارنامے کی بدولت۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ واقعی محنتی اور فرض شناس افسر ہیں۔ اسے تو یہ بھی معلوم ہے کہ مخبری کسی فورسٹار گروپ کی طرف سے ہوئی ہے"...... پال نے کہا۔

"ہاں ہوئی تو فورسٹار گروپ سے ہی ہے"...... فیاض نے جواب دیا۔

"یہ فورسٹار گروپ کیا انٹیلی جنس کا گروپ ہے"...... پال نے پوچھا۔

"نہیں...... کوئی خفیہ گروپ ہے۔ گو اس مخبر نے جو اپنے آپ کو فورسٹار کا ٹاپ سٹار کہہ رہا تھا۔ ڈائریکٹر جنرل کو فون کر کے ساری تفصیلات بتائیں۔ لیکن میں بھی اتفاق سے ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے بھی لاؤڈر پر اس کی آواز سن لی تھی اور گو وہ لہجہ بدل کر بات کر رہا تھا لیکن میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کون ہے۔ وہ لہجہ تو بدل سکتا ہے لیکن اپنا انداز نہیں بدل سکتا"...... فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کا کوئی گہرا دوست ہے۔ لیکن اگر ایسی بات ہے تو اسے آپ کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا"۔ پال نے کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ موڈی۔ بہرحال وقت آنے پر میں اس سے پوچھ لوں گا کہ ویسے تو تم باپ کے خلاف ہو۔ لیکن جب کام کا وقت آتا ہے تو باپ کو ہی مخبری کرتے ہو۔ دوستوں کو نظر انداز کر دیتے ہو"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باپ یعنی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی بات کر رہے ہیں۔ آپ"...... پال نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں ہاں اس کا بیٹا ہے۔ میرا گہرا دوست ہے۔ علی عمران"۔ آخرکار فیاض بول پڑا۔

"ارے یہ وہی علی عمران صاحب تو نہیں ہیں جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ تو واقعی آپ کے انتہائی گہرے دوست ہیں"...... پال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ہے احمق اور میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اس کا مقصد انعام کی رقم حاصل کرنا ہو گا۔ لیکن پیپرز پر میں نے ہی سائن کرنے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ کیسے لیتا ہے وہ انعام کی رقم"۔ فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے فیاض صاحب یہ تو آپ کا اپنا مسئلہ ہے۔ مس میلاڈی کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔ بڑی لالچی لڑکی ہے۔ کچھ رقم تو خرچ کرنی ہو گی"...... پال نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"رقم میں خرچ کر دوں گا۔ شاندار ڈنر کھلاؤں گا اور جو کہے"۔ فیاض
نے کہا۔

"او کے میں اس سے فائنل بات کر لوں پھر آپ کو فون کروں گا
گڈ بائی"........ پال نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"تمہارا کام تو ہو گیا ارباب لیکن تم میرے دوست ہو۔ اس لئے
میں تمہیں انتہائی خلوص سے ایک بات بتانا چاہتا ہوں"........ پال
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی بات"........ ارباب نے چونک کر پوچھا۔

"یہ لو اپنا چیک واپس رکھ لو اور جس پارٹی سے تم نے کام لیا ہے
اسے اس کی رقم واپس کر دو"........ پال نے جیب سے چیک نکال کر
اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔ کیوں یہ بات تم کہہ
رہے ہو"........ ارباب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایکریمیا نہیں ہے ارباب پاکیشیا ہے اور تمہاری پہلے ساری کی
ساری زندگی ایکریمیا میں گزری ہے۔ یہاں آئے ہوئے تمہیں زیادہ
عرصہ نہیں ہوا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی ہوشیار آدمی ہو۔ ایکریمیا
میں بھی تمہارا مخبری کا کاروبار انتہائی عروج پر تھا۔ تمہیں یاد ہے جب
تم نے مجھ سے مستقل طور پر پاکیشیا شفٹ ہونے کی بات کی تھی تو
میں نے تمہیں منع کیا تھا لیکن تم شاید اپنی اس بیوی کی وجہ سے بضد
تھے کیونکہ وہ ہر صورت میں پاکیشیا میں رہنا چاہتی تھی"۔ پال نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ لیلیٰ صرف سیر کرنے ایکریمیا آئی
تھی اور پھر میری اس سے شادی ہو گئی۔ میں نے اسے بہت کہا کہ وہ
وہاں رہ جائے لیکن وہ پاکیشیا آنے پر بضد تھی۔ کیونکہ ایک تو اسے
پاکیشیا بے حد پسند ہے دوسرا وہ اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہے۔ اس
لئے مجبوراً مجھے وہاں کا سارا دھندہ کلوز کر کے یہاں آنا پڑا۔ لیکن تمہاری
یہ ساری بات کا آخر مقصد کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی
ہے"........ ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم یہاں بھی پرائیویٹ مخبری کا دھندہ کرو گے
کیونکہ تم اس کام میں تجربہ رکھتے ہو"........ پال نے کہا۔

"ہاں اور دیکھ لو حالانکہ ابھی یہاں آئے ہوئے مجھے جمعہ جمعہ آٹھ
روز ہوئے ہیں لیکن میرا کاروبار خاصا ترقی پر جا رہا ہے"........ ارباب
نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے کہ تمہارا کاروبار واقعی ترقی پر جا رہا ہے لیکن
اس بار تم نے جو بکنگ کی ہے وہ تمہیں اور تمہارے کاروبار کو ہمیشہ
کے لئے برباد بھی کر سکتی ہے اور تم بھی شاید اپنی باقی عمر جیل کی
سلاخوں کے پیچھے گزارنے پر مجبور ہو جاؤ یا دوسری صورت میں تم قبر
میں اتار دیئے جاؤ"........ پال نے کہا تو ارباب کے چہرے پر حیرت کے
ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو پال۔ تم میرے دوست ہو اور تم جانتے ہو
کہ ارباب ایسی باتیں کبھی برداشت نہیں کر سکتا"........ ارباب نے

غصیلے لہجے میں کہا۔
"تم مجھے بھی جانتے ہو۔ کیا میں نے کبھی آئی ہوئی رقم واپس کی ہے
لیکن اس کے باوجود میں نے چیک تمہیں واپس کر دیا ہے۔ کس لئے
صرف اس لئے کہ میں تمہیں زندہ اور کاروبار کرتا ہوا دیکھنا چاہتا
ہوں"...... پال نے جواب دیا۔
"آخر ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ"...... ارباب نے زچ ہوتے
ہوئے کہا۔
"فور سٹار گروپ کا سربراہ جسے سپرنٹنڈنٹ فیاض ٹاپ سٹار کہہ رہا
تھا۔ وہ فیاض کا گہرا دوست اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر
عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا انتہائی خطرناک ترین بین الاقوامی سیکرٹ
ایجنٹ علی عمران ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ فور سٹار گروپ لامحالہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی نئی ایجنسی ہے جو منشیات کے خلاف
بنائی گئی ہو گی۔ اس لئے میں نے یہ رقم تمہیں واپس کی ہے کہ علی
عمران کا نام سامنے آنے کے بعد لامحالہ تم نے مزید لوگوں کو ٹریس
کرنے کی کوشش کرنی ہے اور تمہارا ٹکراؤ علی عمران سے ناگزیر ہو گا۔
اس کے بعد تم سے اسے میرے متعلق معلوم ہو جائے گا اور مجھے فوری
طور پر پاکیشیا چھوڑ کر واپس جانا پڑے گا"...... پال نے کہا۔
"اوہ...... تو تم اس سے اس قدر ڈرتے ہو۔ حالانکہ تم ایکریمیا کے
انتہائی طاقتور ایجنٹ ہو"...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"میں یہاں اس لئے محفوظ ہوں کہ سیکرٹ سروس سے ہم لوگ

خفیہ رہتے ہیں۔ بہرحال میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب آگے تمہاری
مرضی"...... پال نے کہا۔
"یہ چیک تم رکھ لو اور بے فکر رہو۔ تمہارا نام کسی حالت میں بھی
درمیان میں نہ آئے گا"...... ارباب نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے چیک واپس پال کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔
"او۔ کے ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... پال نے کہا اور چیک کو
واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔
"اس عمران کے بارے میں تم اور کیا جانتے ہو مجھے تفصیل بتاؤ۔
مجھے اس کردار میں بے حد دلچسپی محسوس ہونے لگ گئی ہے"۔ ارباب
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جو کچھ میں جانتا ہوں وہ دارالحکومت کا ہر آدمی جانتا ہو گا۔ بہرحال
میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ علی عمران کنگ روڈ پر دو سو نمبر
فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ بظاہر انتہائی سادہ لوح۔
معصوم بلکہ انتہائی احمق سا نوجوان ہے۔ حد درجہ شگفتہ مزاج آدمی
ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اعزازی طور پر کام کرتا ہے۔ اس
کا ایک کوڈ نام پرنس آف ڈھمپ بھی ہے۔ بقول اس کے کوہ ہمالیہ
کے دامن میں ایک آزاد ریاست ڈھمپ کا وہ ولی عہد ہے۔ دو سیاہ فام
باڈی گارڈ اس روپ میں اس کے ساتھ رہتے ہیں حالانکہ یہ سب فرضی
ہے۔ لیکن وہ اسے اصل بنا لیتا ہے۔ اس کے باڈی گارڈوں میں ایک
آدمی جوانا ہے جو ایکریمیا کی مشہور ترین پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر

مر کار کن رہا ہے ۔ بس یہ ہیں وہ معلومات جو مجھ سمیت سب جانتے
ہیں"...... پال نے کہا۔

"او کے ۔ بے حد شکریہ ۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... ارباب
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اول تو تم اس چکر میں مت پڑو اور اگر پڑو
تو میرا نام بہرحال نہیں آنا چاہئے"...... پال نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اپنی طرف سے بے فکر رہو پال باقی جہاں تک میرا تعلق ہے تو
ارباب نے کبھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں گڈ بائی"۔ ارباب نے بڑے
بااعتماد لہجے میں کہا اور پھر پال سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا کیفے سے باہر آ گیا۔ اسکی تیز نظریں ادھر ادھر لیلیٰ کو تلاش کر رہی
تھیں۔

"بڑی لمبی سٹنگ رہی ہے تمہاری اس منحوس بلیک سپائیڈر کے
ساتھ میں تو اس دوران گلاب کے پھولوں کی اتنی خوشبو سونگھ چکی
ہوں کہ اب مجھے خوشبو کے لفظ سے بھی الرجی ہو گئی ہے"۔ اچانک
ایک طرف سے لیلیٰ نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... ارباب نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا گارڈن کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ۔ کیا پال سے جھگڑا ہو گیا ہے"...... لیلیٰ نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے کیا جھگڑا ہونا تھا وہ ایکریمیا میں میرا انتہائی عزیز ترین اور

گہرا دوست رہا ہے"...... ارباب نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے
جواب دیا۔

"تو پھر تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں ۔ مجھے یقین ہے
کہ اس منحوس مکڑی نے تم پر بھی اپنا سایہ کر دیا ہے"...... لیلیٰ نے برا
سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے اصل میں یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اب میں سویٹ وائف
سے جلد ہی ہاتھ دھو بیٹھوں گا"...... آخر کار ارباب نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاتھ تو تمہیں بہرحال اب بھی دھونے پڑتے ہیں ۔ یہ کوئی نئی
بات تو نہیں ہے"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے محاورہ بولا تھا"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا محاورہ تھا کم از کم تمہارے یہ گندے ہاتھ تو دھونے سے
صاف ہو جائیں گے"...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔
تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گئے۔

"ہوا کیا ہے کیا کوئی خاص بات ہے"...... لیلیٰ نے کار میں بیٹھتے
ہی کہا۔

"ہاں پال مجھے ایک احمق، معصوم اور مزاحیہ باتیں کرنے والے
سے ڈرا رہا تھا"...... ارباب نے کار کو بیک کرتے ہوئے کہا۔

"احمق معصوم اور مزاحیہ باتیں کرنے والے سے وہ کون ہے"۔
لیلیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو ارباب نے اسے علی عمران کے

بارے میں پال کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتادی۔

"یہ پال ایکریمین ایجنٹ ہے"۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں اور کافی عرصے سے یہاں کام کر رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

"تو اب تم کیا کرنے جارہے ہو"۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے کہا۔

"میں کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہوں سویٹ وائف۔ اس لئے کام تو بہرحال ہوگا"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ اسی لئے میں نے تم جیسے مچھر سے شادی کی ہے کہ تم صرف بھیں بھیں ہی نہیں کرتے بلکہ خون پینے کے لئے ڈٹ جاتے ہو۔ لیکن تم نے اب سوچا کیا ہے کہ کیا تم صرف پال کی معلومات پارٹی تک پہنچادو گے"۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں اس گروپ کو ٹریس کروں گا اور عمران سامنے آگیا ہے اب باقی محنت عمران پر ہوگی"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

"کیا اس کی نگرانی کراؤ گے"۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے کہا۔

"ہاں میرے آدمی اب عمران کی بھرپور نگرانی کریں گے۔ اس کا فون ٹیپ ہوگا۔ اس طرح باقی گروپ سامنے آجائے گا"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن کیا اس سے ملو گے نہیں"۔ لیلیٰ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا تو لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلادیا۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران نے ایک لمحے کے لئے ہاتھ میں تھاما ہوا اخبار ہٹا کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر اخبار آنکھوں کے سامنے کر لیا۔ کال بیل دوسری بار بجی تو کافی دیر تک بجتی رہی۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے کانوں کی صفائی کسی ٹریکٹر سے کرائی جائے۔ جس طرح نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"آج اتوار ہے جناب"۔۔۔۔۔۔ دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"اتوار ہے تو کیا ہوا۔ کیا اتوار والے روز تمہارے کان بند ہو جاتے ہیں یا گوشت کے ناغے کی طرح سماعت کا ناغہ ہوتا ہے"۔ عمران نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اتوار میرا چھٹی کا دن ہے۔ ہفتہ وار چھٹی کا"۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اسی لمحے کال بیل کی آواز تیسری بار سنائی دی اور اس بار

بجانے والے نے جیسے قسم کھالی تھی کہ اس نے بٹن سے انگلی ہٹانی ہی نہیں ہے۔

"نجانے کیسے کیسے احمق لوگ اس فلیٹ میں آتے رہتے ہیں"۔ سلیمان کی غصے سے بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے کی طرف جارہا تھا

"آنے والی بات تو دروازہ کھولنے کے بعد کرنا البتہ رہتے کا لفظ تم نے غلط بولا ہے۔ صرف رہتا ہے کہا کرو"...... عمران نے اس کے فقرے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن سلیمان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ گھنٹی مسلسل بجے چلی جارہی تھی۔

"کیا تم بہرے ہو۔ گھنٹہ ہو گیا ہے گھنٹی بجاتے بجاتے"۔ دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سکول چھوڑے عرصہ ہو گیا ہے مجھے جناب کیا آپ ابھی تک وہیں ہیں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران اس کے اس خوبصورت اور گہرے جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن ظاہر ہے فیاض کو اس کی کیا سمجھ آتی۔ خاص طور پر اس وقت جب وہ غصے میں ہو۔

"نانسنس"...... فیاض نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سٹنگ روم کی طرف آنے لگا۔

"نان بے حد مہنگے ہو گئے ہیں جناب۔ تنخواہ دار تو بچارے ترستے ہی رہتے ہیں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کیا مصیبت ہے۔ کیوں تم نے اسے اس قدر سر چڑھا رکھا ہے آگے سے بکواس کرتا ہے۔ میں اسے کسی روز گولی مار دوں گا"۔ فیاض نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے گا فیاض۔ بس یہی کام میں آج تک نہیں کر سکا کیونکہ یہ ڈیڈی اور اماں بی کا لاڈلا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اسی لئے اتنی بک بک کرتا ہے"...... فیاض نے عمران کی بات سن کر قدرے ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھی تک موجود تھے۔

"یہ آنے کا طریقہ ہے۔ نہ سلام نہ دعا۔ آتے ہی گالیاں دینی شروع کر دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ تو میں ایسی سلام دعا کروں گا کہ تم قبر میں جانے کے بعد بھی یاد رکھو گے۔ یہ بتاؤ کیا میں اب غیر ہو گیا ہوں۔ مر گیا ہوں۔ غریب ہو گیا ہوں۔ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے جو تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے آواز بدل کر بڑے صاحب کو مخبری کی۔ کیوں بولو کیوں کی"...... فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی مخبری میں سمجھا نہیں"...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اداکاری مت کرو میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہوں
گھسیارہ نہیں ہوں سمجھے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اب اتنا احمق
ہوں کہ تمہاری آواز بدل لینے کے باوجود میں تمہارا بات کرنے کا انداز
نہ پہچانوں گا۔ میں پوچھتا ہوں آخر مجھ میں کیا خرابی تھی کہ تم نے میری
بجائے اپنے ڈیڈی کو مخبری کی۔ اگر تم نے انعام کی خاطر ایسا کیا ہے تو
اب لے لینا انعام میں دیکھوں گا تم کیسے لیتے ہو انعام اور سنو آج سے
مجھے اپنا دوست بھی نہ کہنا۔ تم انتہائی خود غرض آدمی ہو۔ مطلبی بے
وفا"...... فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا وہ نجانے کب سے بھرا
بیٹھا تھا۔

"تم کس مخبری کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے انجان بنتے
ہوئے کہا حالانکہ وہ اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ فیاض فور سٹار کی
طرف سے منشیات فروشوں کے خلاف ہونے والی کارروائی کے بارے
میں بات کر رہا ہے اور واقعی اس نے خود ہی آواز بدل کر سر رحمان کو
براہ راست یہ مخبری اس لئے کی تھی کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ کارروائی اس
کے ڈیڈی اپنی نگرانی میں کرائیں۔ کیونکہ منشیات فروشوں کا ہمیشہ سے
یہ وطیرہ رہتا ہے کہ وہ ہر محکمے کے لوگوں کو خرید لیتے ہیں۔ اس طرح
ساری کارروائی ہی بے معنی ہو کر رہ جاتی۔ لیکن اسے اس بات پر بھی
واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ آخر فیاض کو کیسے پتہ چل گیا کہ اس نے
آواز بدل کر بات کی تھی حالانکہ سر عبدالرحمان اسے نہ پہچان سکے تھے
اور اس نے انہیں اپنا ایک فرضی نام اور پتہ بتا کر مطمئن کر دیا تھا۔

ہونہہ تو تم اب انجان بنو گے۔ مجھے ہی کیا عام لوگوں کو بھی اس
ہے۔ کل مجھ سے پال ہنری نے بات کرتے ہوئے تمہارا نام لیا
...... فیاض نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

پال ہنری وہ کون ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس
لئے یہ نیا نام تھا۔

میرا ایک دوست ہے۔ ایکریمین سفارت خانے میں کام کرتا
آفس سپرنٹنڈنٹ ہے وہاں"...... فیاض نے کہا۔

ایکریمین سفارت خانے کا آفس سپرنٹنڈنٹ لیکن وہ تمہارا کیسے
ت بن گیا"...... عمران نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بڑا تیز آدمی ہے...... ایسی ایسی لڑکیاں اس کے گرد منڈلاتی رہتی
کہ کیا بتاؤں...... اچھا چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ آخر تم نے ایسا کیوں
...... فیاض کا لڑکیوں کا نام زبان پر آتے ہی سارا غصہ ہوا ہو گیا

کیا اسے تم نے بتایا تھا۔ کہ میں نے یہ مخبری کی ہے۔ جس طرح
ب میرا نام لے رہے ہو"............ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے

اس نے خود نام لیا تھا۔ وہ تمہیں اچھی طرح جانتا ہے"۔ فیاض
واب دیا۔

لیکن اس نے کیوں اس سلسلے میں بات کی تھی۔ کیا موضوع
...... عمران نے کہا۔

"ایک تو تمہارے ساتھ کوئی بات کرنا بھی عذاب کو دعوت
کے برابر ہے۔ ایک لڑکی کا چکر تھا۔ وہ بڑی نک چڑھی لڑکی
ایکریمین ہے۔ پال کے آفس میں کام کرتی ہے۔ اپنے آپ کو نجانے
حور پری سمجھتی ہے لفٹ ہی نہیں کراتی تھی۔ پال نے وعدہ کیا تھا
وہ اسے میرے سامنے جھکا کر ہی دم لے گا۔ آخر وہ میرا دوست ہے
سلسلے میں اس نے فون کیا تھا۔ پھر ریڈ کی بات درمیان میں آئی
سمجھ رہا تھا کہ میں ابھی مصروف ہوں گا۔ کیونکہ اس نے اخبارات
تو یہی پڑھا تھا کہ ساری کارروائی میں کر رہا ہوں"۔ فیاض نے کہا۔

"لیکن یہ مخبری والی بات کیسے ہوئی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اسے بتایا تھا کہ کارروائی بڑے صاحب نے خود کی
انہیں ہی مخبری ہوئی ہے اور میں مخبر کو جانتا ہوں۔ وہ آواز بدل
لیکن انداز مجھ سے نہیں چھپ سکتا کیونکہ میں اس وقت بڑے صا
کے دفتر میں ہی موجود تھا۔ اس پر تمہاری بات ہوئی"...... فیاض
جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک اطمینان بھرا سانس لیا۔
پہلے وہ ایکریمین سفارت خانے کی وجہ سے چونک پڑا تھا۔ لیکن
فیاض کی بات سن کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کیونکہ عمران جانتا تھا
فیاض لڑکیوں سے دوستی کے بارے میں نجانے کتنے پاپڑ بیلتا رہتا
اس کی ایک لحاظ سے یہ ہابی تھی۔ گو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ فیاض
کردار بے داغ ہے۔ لیکن بہرحال دوستی کی حد تک وہ واقعی جنوں

رہتا تھا اور لڑکیوں سے دوستی کے سلسلے میں اگر فیاض ایکریمیا
صدر کا نام بھی لیتا تب بھی عمران یقین کر لیتا یہ تو کوئی آفس
سپرنٹنڈنٹ تھا۔

"لیکن میں نے تو واقعی کوئی مخبری نہیں کی۔ تمہیں تو معلوم ہے
میں ان منشیات فروشوں اور چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں کے چکر میں
نہیں پڑا"...... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو"...... فیاض نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں جھوٹ بولوں گا۔ تم نے ایسی بات ہی
کیسے کی"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ آنکھیں مت نکالو...... میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ مجھے
غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم اتنے عرصے سے غائب کہاں
رہے"...... فیاض نے عمران کا غصہ دیکھ کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ جب ایک آدمی کو بھوک لگی ہو اور اس کے پاس رقم نہ
ہو اور بھوک بڑھتی جائے۔ بڑھتی جائے تو کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہو گا بھوک سے مر جائے گا"...... فیاض نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"اور جو مر جاتا ہے۔ کیا وہ واپس آتا ہے یا ہمیشہ کے لئے غائب ہو
جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"واپس کیسے آسکتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتا ہے"۔

فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تو پھر میری ڈھٹائی دیکھو کہ غائب ہونے کے باوجود دوبارہ آ
ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار ہ
پڑا۔
"ہاں تم واقعی ڈھیٹ آدمی ہو۔ بہتر تھا کہ واپس ہی نہ آتے
فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر د
چائے کے ساتھ ساتھ بسکٹوں اور دوسرے لوازمات کی بھی کافی ور
موجود تھی۔
"اچھا حیرت ہے۔ مجھے چائے پلواؤ گے"...... فیاض نے حیر
بھرے لہجے میں کہا۔
"فیاضوں کے قدم تو جناب کبھی کبھی ہی اس فلیٹ میں پ
ہیں"۔ سلیمان نے چائے کا سامان میز پر رکھتے ہوئے کہا تو عمران
کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"فیاضوں کیا مطلب کیا اب تمہیں یہ تمیز بھی سکھانی پڑے گی
کسی کا نام کیسے لیا جاتا ہے"...... فیاض فقرے کا مطلب سمجھنے
بجائے اپنے نام کی توہین کے چکر میں پڑ گیا تھا۔
"سوری جناب میں نے تو آپ کو اسم با مسمیٰ سمجھا تھا"۔ سلیمان
پلیٹیں رکھ کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔
"کیا سمجھا تھا۔ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ مسمیٰ کیا ہوتا ہے"...... فی
نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"تمہارے سسرال کی بات کر رہا ہے"...... عمران نے چائے کی
اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
"میرے سسرال کی۔ کیا مطلب"...... فیاض نے اور زیادہ
ن ہوتے ہوئے کہا۔
"سلمیٰ اور مسمیٰ ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ صرف فرق ایک
کا ہے...... بہرحال یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اس
لئے تمہیں کسی تعلیم بالغان کے سنٹر میں داخلہ لینا پڑے گا جو تم
نہیں لینا اس لئے تم چائے پیو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

"نجانے کون کون سے مشکل الفاظ پڑھاتے رہتے ہو اس بیچارے
اسی لئے تو اس کا منہ بھی ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ ایسے مشکل الفاظ بولتے
"...... فیاض نے کہا اور چائے کی پیالی اٹھالی۔
"آج ادھر کیسے آنا ہوا۔ کوئی رقم وغیرہ چاہئے تو کھل کر بتا دو"۔
ن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"رقم چاہئے۔ کیا مطلب"...... فیاض اس طرح اچھلا جیسے اس نے
کی سب سے حیرت انگیز بات سن لی ہو۔
"میرا مطلب ہے۔ انسان پر کبھی نہ کبھی ایسا وقت آ ہی جاتا ہے
دوست ہی آخر دوستوں کے کام آتے ہیں۔ لاکھ دو لاکھ روپے تو میں
یں ابھی نقد دے سکتا ہوں۔ دس بارہ لاکھ چاہئیں تو البتہ تفصیلی
لینی پڑے گا باورچی خانے کی"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے

ہوئے کہا۔

"دس بارہ لاکھ۔ کیا واقعی اتنی رقم یہاں فلیٹ میں موجو
ہے"...... فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر کانوں تک جا پہنچ
تھیں۔

"ہاں سلیمان کی پرانی کیتلیوں میں پڑی ہو گی۔ تم بتاؤ کیا وا
رقم چاہئے تمہیں"...... عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں جوا
دیا۔

"لیکن یہ رقم آئی کہاں سے ہے۔ کیا تم نے منشیات کا دھند
نہیں شروع کر دیا"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ اس قدر مکروہ کام اور میں کروں گا۔ تم نے یہ س
ہی کیسے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہاں سے آ گئی ہے رقم۔ بتاؤ"...... فیاض اس طرح پو
رہا تھا جیسے کوئی باپ اچانک اپنے نوجوان لڑکے کے پاس بھاری ر
دیکھ کر انتہائی مشکوک انداز میں پوچھ گچھ کرتا ہے۔

"سلیمان ڈیڈی سے جا کر لے آیا ہے۔ یہ ان کے سارے ر
جانتا ہی ہے۔ پرانا گھریلو ملازم جو ہوا۔ ان کے پاس زمینوں اور باغ
کی رقم آئی تو سلیمان اپنی تنخواہوں کے بل لے کر پیش ہو گیا۔
جانتے تو ہو۔ اداکاری میں ہالی وڈ بھی اس کا لوہا مانتا ہے۔ چنانچہ
نے وہاں وہ اداکاری کی کہ میرے حصے میں تو گالیاں آئیں جب کہ
کے حصے میں رقم آ گئی اور پھر رقم اس نے چھپالی۔ یہ تو مجھے دوس

وں نے بتا دیا ورنہ سلیمان نے تو ہوا تک نہیں لگنے دی"۔ عمران
ر گوشی کے انداز میں کہا۔

"لیکن پھر تو یہ رقم سلیمان کی ہوئی۔ تم تو اپنی بات کر رہے تھے"۔
ں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تمہیں پھل کھانے سے غرض ہے یا درخت گننے سے۔ تم اپنی
گر رقم چاہئے یا نہیں۔ میں تمہارا دوست ہوں اس لئے خود ہی آفر
ہوں"...... عمران نے کہا۔

ج تو شاید یہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوا ہو گا۔
ہمیشہ مفلسی کا رونا روتے رہتے ہو۔ آج خود رقم دینے کی آفر کر
ہو۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے

تو چلو آزما کر دیکھ لو۔ بولو کتنی رقم چاہئے"...... عمران بھی اپنی
اڑ گیا تھا۔

ٹھیک ہے ایسے تو ایسے ہی سہی۔ تم بھی تو ہمیشہ مجھ سے رقمیں
کرتے رہتے ہو۔ آج میں لے لوں گا تو کیا حرج ہے نکالو ایک
ہے"...... فیاض نے کہا۔

سلمیٰ بھابھی کا حق المہر کتنا ہے"...... عمران نے کہا تو فیاض
چڑا۔

حق المہر۔ کیا مطلب یہ حق المہر کہاں سے درمیان میں آ ٹپکا"۔
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی"...... عمران نے کہا۔

"بیس ہزار روپے تھا اور وہ میں نے ادا کر دیا تھا۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو کیا سلمیٰ نے تم سے کوئی بات کی ہے"...... فیاض نے کہا۔

"وہ بے چاری اللہ لوگ۔ سیدھی سادھی شریف عورت اس نے کیا بات کرنی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں ایک لاکھ روپے دینے سے پہلے معلوم کر لوں اگر تم نے حق المہر ابھی دینا ہو تو اس میں سے تمہارا حق المہر تمہاری طرف سے سلمیٰ بھابھی کو ادا کر دوں تاکہ وہ بے چاری اپنے لئے کوئی میک اپ وغیرہ کا سامان خرید لے۔ لیکن اب کہہ رہے ہو کہ تم نے ادا کر دیا ہے۔ تو ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم رقم نکالو اب آئیں بائیں شائیں نہ کرو"...... فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ سلیمان ادھر آؤ"...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... دوسرے لمحے سلیمان نے دروازے میں آکر جواب دیا۔

"یہ سامان وغیرہ لے جاؤ اور فیاض صاحب کو ایک لاکھ روپے دے دو۔ انہیں کوئی ضرورت پڑ گئی ہے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن"...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

"کوئی لیکن ویکن نہیں چلے گا۔ فیاض میرا دوست ہے اور بس"۔ عمران نے اور زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اگر آپ خود ہی اپنے دوست کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوانا چاہتے ہیں تو مجھے کیا۔ میں لے آتا ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور میز سے سامان اٹھا کر واپس ٹرے میں رکھنے لگا۔

"ہتھکڑیاں۔ کیا مطلب"...... فیاض نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"صاحب اب کیا بتاؤں...... چھوٹے صاحب تو آپ کے دوست ہیں۔ اس کے باوجود آپ کے ساتھ نہ جانے کیوں دشمنی کر رہے ہیں۔ ویسے مجھے آپ سے دلی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں بتائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جو رقم یہ آپ کو دینا چاہ رہے ہیں وہ [illegible]"...... سلیمان نے کہا۔

"تو پھر کیا ہو گیا۔ فیاض سرکاری آدمی ہے۔ [illegible] ہے۔ اس طرح ادھار میں جعلی کرنسی چل جائے گی اور جب ادھار وصول کروں گا تو ظاہر ہے اصل کرنسی ہی ملے گی۔ کیوں فیاض کیسی ترکیب ہے جعلی کرنسی کو اصل میں تبدیل کرنے کی"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنی ذہانت پر فیاض سے باقاعدہ داد لینا چاہتا ہو۔

"تو ٹھیک ہے میں ایک نوٹ لا کر فیاض صاحب کو دکھا دیتا ہوں۔ اگر انہیں پسند آئے تو بے شک لے لیں"...... سلیمان نے جواب دیا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا واقعی تمہارے پاس جعلی کرنسی ہے"...... فیاض نے چونک کر [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"[illegible] پوچھنے کی کیا ضرورت تم خود دیکھ لو"...... عمران نے کہا اسی [illegible] سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ہزار روپے والا نوٹ تھا۔ اس نے نوٹ فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ دیکھئے جناب اب فیصلہ آپ خود کر لیجئے"...... سلیمان نے کہا تو فیاض نے اس کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹا اور اسے روشنی کی طرف کر کے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ تو واقعی جعلی نوٹ ہے۔ سو فیصد جعلی ہے"...... فیاض نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے [illegible] گواہ جعلی ہے۔ تم بھی سلیمان کی باتوں میں آ گئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم خود دیکھو...... اس کا کاغذ دیکھو۔ رنگ بھی مدھم ہیں۔ کہاں ہے باقی کرنسی۔ یہ تو تمہارے خلاف مقدمہ ہو سکتا ہے۔ تم اب اپنے آپ کو حراست میں سمجھو"...... فیاض نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہتھکڑی ہے تمہارے پاس"...... عمران نے اسے چیلنج کرتے

ہوئے کہا۔

"ابھی منگوا لیتا ہوں ابھی اسی وقت۔ سلیمان۔ سلیمان ادھر آؤ"...... فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"جی صاحب فرمایئے"...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور کرنسی کہاں ہے۔ اس کے ساتھ کی"...... فیاض نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کتنی چاہئے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"جتنی بھی ہے لے آؤ۔ جلدی کرو۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ اس لئے میں تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا لوں گا۔ لیکن عمران کو تو اب بہر حال ہتھکڑی لگے گی ہی۔ میں بڑے صاحب کو فون کرتا ہوں"...... فیاض کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

"کرنسی تو آپ کو مل جائے گی۔ آپ پہلے بڑے صاحب کو تو فون کر لیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے"...... فیاض نے کہا اور جلدی سے فون کی طرف لپکا۔

"ارے اسے یہ تو بتا دو کہ یہ کرنسی آئی کہاں سے ہے"...... عمران نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بڑے صاحب آپ کو خود ہی بتا دیں گے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہاری اس بات کا کیا مطلب"...... فیاض

نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے بڑھاتے چونک کر کہا۔

"یہ کرنسی بڑے صاحب سے میں خود لے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اسے آگ ہی لگانی ہے۔ چلو تم لے جاؤ۔ چولہا جلانے کے کام آئے گی"...... سلیمان نے کہا تو فیاض کا مسرت کی شدت سے سرخ چہرہ تیزی سے رنگ بدلنے لگا۔

"بڑے صاحب نے دی ہے۔ کیا مطلب ان کے پاس کہاں سے آئی ہے۔ وہ کیسے دے سکتے ہیں اور آج کل جعلی کرنسی کا تو کوئی کیس نہیں ہے ہمارے پاس"...... فیاض نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بہرحال آپ فون کر کے پوچھ لیں بڑے صاحب سے"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ہوگا۔ یہ لو۔ اسے بھی ان کے ساتھ ہی جلا ڈالو"۔ فیاض نے کہا اور نوٹ واپس سلیمان کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن عمران نے ہاتھ مار کر اس سے نوٹ جھپٹ لیا۔

"خواہ مخواہ واپس کر رہے ہو۔ بڑی مشکل سے تو اس کی کیتلی سے یہ نوٹ نکلا ہے۔ نجانے کہاں چھپا کر رکھتا ہے۔ لاکھ تلاشیاں لے لو۔ نوٹ تو نوٹ ریزگاری تک نظر نہیں آتی"...... عمران نے نوٹ لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے جناب یہ نوٹ۔ یہ تو اصلی ہے۔ یہ تو میری حق حلال کی کمائی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اصلی ہے۔ کیا مطلب ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ یہ جعلی ہے اور

اب اصلی کیسے ہوگیا"...... فیاض نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے چلے جاؤ تجھے۔ ورنہ میں نے اماں بی کو بتا دیا کہ تم نے ڈیڈی سے خود رقم وصول کر لی ہے اور مجھے گالیاں کھلوائی ہیں۔ تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا حشر ہوگا"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور نوٹ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"مگر۔ مگر"...... سلیمان نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس جاؤ۔ اب اس نوٹ سے میں اپنے دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض کی دعوت کروں گا اور سنو مرو نہیں۔ جو تم نے بتایا تنخواہوں اور اوور ٹائم کے بل ابھی لینے ہیں ان میں ایک ہزار کا اضافہ کر لو۔ ورنہ پھر میں کرتا ہوں اماں بی کو فون۔ پھر تمہیں جوتیاں بھی کھانی پڑیں گی اور باقی ساری رقم بھی نکالنی پڑے گی"...... عمران نے کہا تو سلیمان برا سا منہ بنائے واپس چلا گیا۔

"کیا یہ نوٹ واقعی اصلی ہے"...... فیاض نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد اصلی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹ نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"اب اطمینان سے دیکھو۔ تم سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو۔ اگر تم اصل نقل میں فرق نہ پہچان سکو گے تو اور کون پہچانے گا

اس وقت تم خواہ مخواہ سلیمان کی باتوں میں آکر جذباتی ہو گئے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی یہ تو اصلی ہے۔ لیکن اس وقت تو۔ اس وقت تو نقلی لگ رہا تھا"...... فیاض نے ایک بار پھر نوٹ کو روشنی کی طرف کر کے دیکھتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اس وقت بھی یہ اصلی ہی تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم تو مجھے ایک لاکھ روپے دے رہے تھے۔ یہ کیا فراڈ ہے۔ تم دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو"...... فیاض نے اب غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے اپنے آپ سے شرم آرہی تھی کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہونے کے باوجود بھی نوٹ کو نہیں پہچان سکا۔

"میں نے سوچا تھا کہ سلیمان تمہاری تعریف کر رہا تھا شاید تمہاری وجہ سے وہ واقعی اپنی چھپی ہوئی دولت نکال لائے۔ میں نے تو لاکھ سر مار لیا ہے۔ مجھے تو ایک نوٹ بھی آج تک نہیں مل سکا۔ چلو ایک نوٹ تو نکل ہی آیا۔ اب اطمینان سے دعوت کھائیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر۔ کہاں چلو گے"...... فیاض نے دعوت کا سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جہاں تم کہو۔ آج تمہارا دن ہے"...... عمران نے کہا تو فیاض

کے چہرے پر مسرت کے رنگ سے بکھر گئے۔

"چلو پھر الپائن ہوٹل چلتے ہیں وہاں کا کھانا بے حد لذیذ ہوتا ہے"...... فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ سوچ لو کہ میرے پاس اس نوٹ کے علاوہ اور رقم نہیں ہے اور تم ہو پیٹو۔ کھانے بیٹھو تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کتنا کھا گئے ہو۔ اگر اس سے زیادہ بل آگیا تو تمہیں ادا کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"مرد نہیں کر دوں گا۔ آؤ"...... فیاض نے کہا۔

"پہلے میں وہاں میز ریزرو کرا لوں۔ اس وقت دوپہر کا وقت ہے اور وہاں بے پناہ رش ہوتا ہے"...... عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے تم آؤ تو ہی کس کی مجال ہے کہ ہمیں میز نہ دے۔ کھڑے کھڑے ہوٹل نہ بند کرا دوں گا"...... فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران ہنس دیا اور پھر وہ دونوں ہی فلیٹ سے باہر آگئے۔ نیچے فیاض کی سرکاری جیپ موجود تھی۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر فیاض خود تھا اور دوسرے لمحے فیاض نے جیپ سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے آگے بڑھا کر لے گیا لیکن دوسرے لمحے عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... فیاض نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ سرکاری نوکری کے بھی کیا ٹھاٹ

ہیں۔ اس قدر شاندار جیپ فری۔ اس کا پٹرول فری۔ جہاں جی چاہے
گھماتے پھرو۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ٹریفک سارجنٹ کی جرأت نہیں
کہ چالان کر سکے۔ بلکہ الٹا سلام بھی ساتھ ہی کرے گا"...... عمران
نے بڑے رشک بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں بیک مرر پر ہی
جمی ہوئی تھیں۔

"اسی لئے تو بڑے صاحب تمہیں کہتے ہیں کہ تم بھی کوئی اچھی سی
نوکری کر لو۔ لیکن تم مانتے ہی نہیں"...... فیاض نے خوش ہوتے
ہوئے کہا۔

"بس اس بڑے صاحب کی نج ہی اصل خرابی کی بنیاد ہے"۔ عمران
نے جواب دیا۔

"کیا مطلب"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"جو نوکری مرضی آئے کر لو۔ تم سے بہرحال اوپر کوئی نہ کوئی بڑا
صاحب ضرور موجود ہو گا۔ اسے سلام بھی کرنا پڑے گا اور جھاڑیں بھی
کھانی پڑیں گی اور جھاڑیں کھانے کے باوجود یس سر۔ یس سر بھی کہنا
پڑے گا۔ بس یہیں آ کر یہ سارا ٹھاٹ باٹ بیکار ہو جاتا ہے"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہوتا ہے۔ لیکن فائدے بھی تو بے شمار ہیں"...... فیاض
نے کہا۔

"کہاں فائدے ہیں۔ موڈ ہو یا نہ ہو۔ دفتر جانا پڑتا ہے۔ فائلیں
پڑھنی پڑتی ہیں۔ ان پر نوٹس لکھنے پڑتے ہیں اور جب تک ڈیوٹی ٹائم

ہو واپس بھی نہیں آیا جا سکتا۔ یہ تو سراسر غلامی ہے۔ مجھے دیکھو
رضی کا مالک ہوں۔ جب جی چاہے اٹھوں جب جی چاہے سو جاؤں
جی چاہے چلا جاؤں۔ نہ چھٹی لینے کا جھگڑا۔ نہ ٹی اے۔ ڈی اے کی
گننے کی ضرورت"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اختیارات تو نہیں ہیں تمہارے پاس۔ ایک معمولی سا
بھی چاہے تو تمہارے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال سکتا ہے۔ تمہیں
گردی میں حوالات میں بند کر سکتا ہے"...... فیاض نے منہ
تے ہوئے کہا۔

"تم اختیارات کی بات کر رہے ہو۔ اصل اختیارات تو عام آدمی
پاس ہوتے ہیں۔ جسے چاہیں حکومت پر بٹھا دیں جسے چاہیں اتار
۔ اصل اختیارات تو یہ ہیں۔ باقی رہے سرکاری نوکری والوں کے
یارات تو یہ شعور کا زمانہ ہے۔ ایک مجسٹریٹ غلط طور پر چاہئے تو
تانگے والے کو اوئے نہیں کہہ سکتا۔ بولو کہہ سکتا ہے"۔ عمران
کہا۔

"کیوں نہیں کہہ سکتا ہے بالکل کہہ سکتا ہے"...... فیاض اپنی
س کے تحفظ کے لئے اڑ گیا۔

"تو چلو آج تجربہ کر لیتے ہیں تم ہوٹل میں کسی ویٹر کو اوئے کہہ کر
تا۔ چلو ویٹر تو ایک طرف کسی دربان کو ہی اوئے کہہ دینا۔ پھر
تا اپنا حشر۔ ایک ہزار ایک گالیاں سننی پڑیں گی"...... عمران نے
کراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں کیوں کہوں۔ میری پریسٹیج بھی تو آخر کوئی شے ہے"
فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس اس پریسٹیج کے چکر میں ہی تم لوگوں نے اپنی کرسیاں
چھپائی ہوئی ہیں۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ آج کل تم کس کیس
ڈیل کر رہے ہو"....... عمران نے کہا تو فیاض چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے کیس کا کیسے خیال آ گیا"
فیاض نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"میں نے کیس کیا حل کرنا ہے۔ میں سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ یہ
انسپکٹر کرتے ہیں۔ میں تو صرف سپروائز کرتا ہوں انہیں"....... فیاض
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ
الپائن ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں گھس کر پارکنگ کی طرف مڑ گئی۔
پارکنگ میں جیپ روک کر فیاض نیچے اترا تو عمران بھی اتر آیا اور
دونوں ہی ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران کی نظریں
کمپاؤنڈ کی طرف بار بار اٹھ رہی تھیں۔

"کیا دیکھ رہے ہو"....... فیاض نے کہا۔

"گیٹ دیکھ رہا ہوں۔ شاید نیا بنوایا ہے انتظامیہ نے"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ہو سکتا ہے"....... فیاض نے کہا۔ اور گیٹ کی طرف بڑھ
گیا۔

"تم میز کا بندوبست کرو۔ میں ایک فون کر لوں"....... عمران
نے برآمدے میں ہی موجود ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔

"جلدی آ جانا"....... فیاض نے کہا اور قدم بڑھاتا ہوا مین گیٹ کی
طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فون بوتھ میں جا کر سکے ڈالے اور پھر رسیور
اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"....... عمران نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی
دی۔

"جوانا کے ساتھ الپائن ہوٹل پہنچو۔ یہاں کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر
ایک نیلے رنگ کی کار موجود ہے۔ اس میں دو مقامی آدمی بیٹھے ہوئے
ہیں۔ انہوں نے فلیٹ سے میرا ہوٹل تک تعاقب کیا ہے۔ میں فیاض
کی جیپ میں تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ فیاض کی نگرانی کر
رہے ہوں۔ بہر حال تم انہیں اغوا کر کے رانا ہاؤس لے جاؤ اور پھر ان
سے معلوم کرو کہ یہ کون ہیں اور کس کی نگرانی کر رہے تھے۔ کیوں
کر رہے تھے اور کس کے کہنے پر کر رہے تھے۔ پھر مجھے ہوٹل میں فون کر
کے رپورٹ دے دینا۔ ہوٹل والوں کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کا حوالہ
دینا وہ بات کرا دیں گے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے کار کا نمبر، ماڈل اور دوسری تفصیلات کے ساتھ ساتھ ان

دونوں آدمیوں کا حلیہ بھی بتادیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا ہو سکتا ہے کہ ان کی بھی نگرانی ہو رہی ہے"۔ عم
نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران
رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آگیا۔ وہ فلیٹ سے نکل کر
سٹارٹ ہوتے وقت اس لئے چونکا تھا کہ جیپ سٹارٹ ہوتے ہی
کی نظریں بیک مرر پر پڑی تھیں اور اس نے نیلے رنگ کی ایک کار
سائیڈ پر رکی ہوئی تھی۔ مشکوک انداز میں سٹارٹ ہو کر پیچھے
ہوئے دیکھا تھا اور پھر سارے راستے وہ اسے چیک کرتا رہا تھا۔
نگرانی کرنے والے بڑے ماہرانہ انداز میں تعاقب کر رہے تھے
چونکہ ایک بار ان کی طرف سے مشکوک ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ ا
باقاعدہ چیک کرتا رہا اور اس خیال کے تحت اس نے فیاض سے
کیس کے بارے میں پوچھا تھا اور اب وہی نیلی کار کمپاؤنڈ گیٹ
باہر کھڑی نظر آرہی تھی۔ اس لئے عمران بار بار کمپاؤنڈ گیٹ کی
دیکھ رہا تھا۔ عمران چاہتا تو صدیقی یا کسی دوسرے کو بھی کال کر
تھا لیکن وہ پہلے چیک کرنا چاہتا تھا کہ یہ نگرانی واقعی اس کی ہو رہی
یا سپرنٹنڈنٹ فیاض کی۔ اس لئے اس نے جوزف کو کال کی
ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

"آیئے سر سپرنٹنڈنٹ سر آپ کے منتظر ہیں"......

ہوتے ہی ایک سپروائزر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ادھر سر سپیشل روم میں سر"...... سپروائزر نے کہا اور عمران
اتا ہوا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کہاں رہ گئے تھے۔ ہوٹل میں آتے ہی مجھے شدید بھوک لگ گئی"...... فیاض نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"ارے ارے شدید بھوک کا مطلب ہے۔ زیادہ بل اور میرے
تو صرف ایک ہزار روپیہ ہے"...... عمران نے کرسی گھسیٹ کر
ہوئے کہا۔

"میں نے زیادہ آرڈر نہیں دیا۔ گھبراؤ نہیں"...... فیاض نے
راتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ نوٹ تم خود ہی رکھ لو۔ خود ہی ویٹر کو دے دینا۔ تاکہ
اطمینان سے کھانا تو کھا سکوں۔ ورنہ مجھے خطرہ لگا رہے گا کہ کہیں
زیادہ آگیا تو میری بے عزتی ہو جائے گی"...... عمران نے جیب
نوٹ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور فیاض نے
لیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

"مرو نہیں۔ آج تم نے مجھے دعوت دے کر میرا دل خوش کر دیا
"...... فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد
آیا اور اس نے میز پر دو آدمیوں کا کھانا لگانا شروع کر دیا اور وہ
عمران کے ... کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے۔

"آج بڑا لطف آرہا ہے کھانا کھانے میں۔ آج شاید زندگی میں
بار تم مجھے دعوت کھلا رہے ہو"...... فیاض نے کھانا کھاتے ہو
مسکرا کر کہا۔ وہ واقعی عمران کی طرف سے اس دعوت پر بے حد خ
نظر آرہا تھا۔

"میں کہاں کھلا رہا ہوں۔ رقم تو تم ہی دو گے ویٹر کو"...... عم
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اسی طرح مجھے دعوتیں کھلاؤ تو کم از کم مجھے احساس تو ن
کہ تم مطلبی اور خود غرض آدمی ہو"...... فیاض نے کہا۔

"اچھا تو تم مجھے مطلبی اور خود غرض سمجھتے ہو۔ پھر نکالو میرا نوٹ
رہ خود بل۔ آرڈر تم نے دیا ہے میں نے تو نہیں دیا"...... عمر
ے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میرا مطلب تھا کہ پہلے تم صرف مجھ سے رق
وصول کر لیتے تھے۔ خود دوستی کا ثبوت ہی نہیں دیتے تھے۔ آج تو ت
نے ثبوت دے دیا ہے۔ اس لئے آج سے تم مخلص اور وفادار دوس
ہو"...... فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑ
کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے مشروبات پئے اور پھر
بل پلیٹ میں رکھ کر آیا۔ اس نے پلیٹ عمران کے سامنے رکھی
برتن سمیٹنے میں مصروف ہو گیا۔

"کتنا بل ہے۔ ارے۔ صرف نو سو آٹھ روپے۔ چلو۔ ٹھیک ہے
مکمل دعوت ہی ہو گئی میری طرف سے"...... عمران نے بل اٹھا

ہوئے کہا۔ جب کہ فیاض نے جیب سے ایک ہزار روپے والا
کال کر پلیٹ میں ڈال دیا۔

"اقی تمہاری ٹپ"...... فیاض نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"جی بے حد شکریہ جناب"...... ویٹر نے مسرت بھرے لہجے میں
ر پلیٹ اٹھا لی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھلا جیسے اسے
شاک لگ گیا ہو۔ اس نے جلدی سے پلیٹ میں پڑا نوٹ اٹھایا
ے غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا اصلی ہے یہ"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ سو فیصد جعلی ہے۔ کم از کم آپ جیسے بڑے سرکاری افسر
یہ کام نہیں کرنا چاہئے تھا"...... ویٹر کے لہجے میں بے حد تلخی تھی۔

"کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت"...... فیاض نے اچھل
ے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ایک تو جناب آپ نوٹ جعلی دیتے ہیں دوسرا مجھے ڈانٹتے بھی ہیں
ٹ جعلی ہے۔ سو فیصد جعلی"...... ویٹر بھی شیر ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیوں شور مچا رہے ہو"...... اچانک دروازے سے ایک
وائزر نے اندر داخل ہوتے ہوئے ویٹر کو ڈانٹتے ہوئے کہا وہ شاید
دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یہ جعلی نوٹ دیا ہے بل میں۔ اوپر سے
ڈانٹ بھی رہے ہیں"...... ویٹر نے نوٹ سپروائزر کی طرف
اتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب تو بہت بڑے افسر ہیں"...... سپروائزر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور نوٹ ویٹر کے ہاتھ سے لے کر دیکھنے لگا۔

"مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی جناب۔ آپ خود دیکھ لیں"۔ سپروائزر نے مڑ کر تلخ لہجے میں کہا اور نوٹ فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"اب آدمی کس پر اعتماد کرے۔ اتنے بڑے سرکاری افسر اور جعلی کرنسی"...... ویٹر کو شاید موقع مل گیا تھا فیاض کے خلاف بات کرنے کا۔ کیونکہ فیاض کی عادت تھی کہ وہ سب کو اپنے عہدے کی وجہ سے ڈانٹنا اپنا حق سمجھتا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ تو۔ یہ۔ تو واقعی"...... فیاض نے نوٹ دیکھ کر انتہائی مردہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار پسینہ آ گیا تھا۔

"یہ پولیس کیس ہے جناب آئی ایم سوری۔ آپ کو اس کا نتیجہ بھگتنا ہی پڑے گا۔ قانون سب کے لئے یکساں ہے"...... سپروائزر کو بھی یقیناً موقع مل گیا تھا اس لئے وہ بھی اکڑ گیا تھا اور فیاض کا رنگ سفید پڑ گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی میرے دوست پر الزام لگاتے ہوئے۔ میں تمہارا ہوٹل ہی بند کرا دوں گا"...... عمران نے جھپٹ کر سپروائزر کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا جو اس نے فیاض کے ہاتھ سے بطور ثبوت جھپٹ لیا تھا۔

"آپ بھی دیکھ لیں جناب اب اس میں شک ہی کیا رہ گیا ہے۔

...ھوں کو بھی نظر آ جائے گا"...... سپروائزر نے کہا تو عمران نے نوٹ ...روشنی کی طرف کیا جب کہ فیاض بے اختیار کرسی پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ ...کی حالت بے پناہ شرمندگی اور خجالت کی وجہ سے دگرگوں ہو گئی ...تھی۔

"کون کہتا ہے یہ جعلی ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔ تم گاہکوں کو اس طرح بلیک میل کرتے ہو"...... اچانک عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو ویٹر اور سپروائزر کے ساتھ ساتھ فیاض بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"جناب یہ سو فیصد جعلی ہے"...... سپروائزر نے کہا۔

"میں کہتا ہوں یہ سو فیصد اصلی ہے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور نوٹ سپروائزر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تو واقعی اصلی ہے۔ مم۔ مم۔ مگر وہ نوٹ۔ وہ پہلے والا"...... سپروائزر نوٹ کو دیکھتے ہی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کون پہلے والا اور کون دوسرے والا۔ یہی تو نوٹ ہے۔ تمہارے سامنے ہی لیا ہے۔ تمہارے ہاتھ سے میں نے لیا ہے اور دیکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ جی۔ لیا تو آپ نے میرے سامنے ہی ہے۔ مگر مگر یہ تو۔ اصلی ہے"...... سپروائزر کی حالت اب بالکل ویسی ہی ہو رہی تھی جیسی چند لمحے پہلے فیاض کی تھی۔ جب کہ فیاض ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح پھڑکنے لگا تھا۔

"تم - تم - تمہاری یہ جرأت کہ مجھ پر الزام لگاؤ"...... فیاض نے غصے کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ۔ خبردار آئندہ اگر کسی گاہک پر اس طرح کا الزام لگایا جاؤ"...... عمران نے سپروائزر اور ویٹر سے کہا اور وہ دونوں اس قدر تیز رفتاری سے مڑ کر باہر بھاگے کہ اگر ایک لمحہ بھی مزید رک گئے تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"نہیں - یہ اس طرح نہیں جا سکتے - میں انہیں گولی مار دوں گا"...... فیاض نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"اپنی عزت دیکھو فیاض - نوٹ تو اصلی ہے لیکن باہر جا کر تم نے شور مچایا تو لوگ خواہ مخواہ باتیں بنائیں گے - تمہیں معلوم تو ہے کہ سو دوست ہوتے ہیں سو دشمن اور پھر ڈیڈی تک بات پہنچ گئی تو معاملہ خراب ہو جائے گا - اس لئے خاموش رہو"...... عمران نے فیاض کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو - لیکن"...... فیاض نے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو میں اب تمہیں ٹھنڈا مشروب پلاتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض ہونٹ چباتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا عمران نے گھنٹی دی تو ایک اور ویٹر اندر داخل ہوا۔

"وہ پہلے والا ویٹر کہاں گیا"...... عمران نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی جناب اس لئے وہ چھٹی لے گیا ہے"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے - دو ٹھنڈے مشروب لے آؤ"...... عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اب دیکھو یہ نوٹ اور بتاؤ کہ اصلی ہے یا جعلی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جیب سے نوٹ نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"نوٹ ...... کیا مطلب"...... فیاض نے چونک کر نوٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اصل میں چکر سلیمان نے چلایا ہے - اس نے واقعی یہ جعلی نوٹ پکڑا دیا تھا - یہ تو شکر کرو میری جیب میں ایمرجنسی کے لئے ایک نوٹ پڑا ہوا تھا - میں نے سپروائزر اور ویٹر کو چکر دے کر یہ نوٹ جیب میں ڈال لیا اور اصلی انہیں دے دیا - ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر کہیں واقعی پولیس کے پاس پہنچ جاتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا - تمہاری نوکری بھی جاتی اور تمہیں باقی ساری عمر بھی سلاخوں کے پیچھے گزارنی پڑتی - سلمیٰ بھابی اور بچوں کا کیا حشر ہوتا - تمہارا سارا خاندان - تمہارے دوست تمہارے مخالفین سب کے بارے میں سوچو کہ کیا ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ - اوہ - تم نے مجھ پر احسان کیا ہے عمران - آج تم نے مجھے حقیقتاً ذلت کی موت سے بچا لیا ہے - میں مشکور ہوں - لیکن اس سلیمان سے تو میں سمجھ لوں گا - اس کا تو میں وہ حشر کروں گا کہ دنیا دیکھے گی"...... فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس سے اب بات بھی نہ کرنا - ظاہر ہے تمہارے پاس کوئی

ثبوت نہیں ہے اور ڈیڈی کا وہ منہ چڑھا ہوا ہے معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے"...... عمران نے نوٹ اس سے واپس لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ لیکن سلیمان نے آخر یہ حرکت کیوں کی"...... فیاض نے ایک بار پھر عمران کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی نے اسے سرچڑھا رکھا ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ وہ ڈیڈی کے سامنے تمہاری تعریفیں بھی بہت کرتا ہے۔ مجھے ایک ملازم نے بتایا تھا کہ ڈیڈی کو اس نے تمہاری اتنی تعریفیں کیں کہ ڈیڈی نے تمہاری کارکردگی پر باقاعدہ فخر کیا تھا"...... عمران نے کہا تو فیاض کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا اب میں سمجھ گیا اس لئے بڑے صاحب پچھلے دنوں میری تعریف کر رہے تھے۔ میں حیران تو بڑا ہوا تھا۔ بہرحال پھر تو سلیمان اچھا آدمی ہے۔ بلکہ بہت ہی اچھا آدمی ہے"...... فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں مشروب کی بوتلیں تھیں۔

"آپ کا نام عمران صاحب ہے"...... ویٹر نے بوتلیں میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کا فون ہے"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے کہا اور بوتل اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کس کا ہوگا"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے۔ ڈیڈی کا ہو۔ انہیں اطلاع مل گئی ہو اور وہ اب مجھ سے تصدیق چاہتے ہوں۔ میں ابھی آیا"...... عمران نے کہا اور بوتل اٹھائے تیزی سے سپیشل روم سے باہر نکل گیا۔ فون روم میں پہنچ کر اس نے ایک طرف رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا۔

"یس عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر"...... دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ماسٹر...... آپ کے حکم پر ہم ان دونوں کو ان کی کار سمیت اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آئے تھے۔ ان سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق وہ دونوں آپ کی نگرانی کر رہے تھے اور یہ نگرانی وہ کسی تنظیم گرین کارڈ کی طرف سے کر رہے تھے لیکن گرین کارڈ کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے۔ ان کا تعلق ایک جبار نامی آدمی سے ہے۔ جس کا رائل مارکیٹ میں ہوٹل ہے۔ رائل ہوٹل"...... جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے نام کیا ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک کا نام سلامت ہے اور دوسرے کا نام صاحب علی ہے۔ یہ دونوں پہلے پولیس میں تھے۔ پھر کسی وجہ سے وہاں سے انہیں نکال دیا

گیا تو یہ جبار کے ساتھ مل گئے ہیں ۔ صرف نگرانی کا ہی کام کرتے ہیں"...... جوانا نے جواب دیا۔

"زندہ ہیں یا مر گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"زندہ ہیں ماسٹر ۔ مرنے کی نوبت آنے سے پہلے ہی انہوں نے زبان کھول دی تھی"...... جوانا نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تم ایسا کرو جوزف کو وہیں چھوڑ کر خود کار لے کر الپائن ہوٹل آجاؤ۔ پھر اکٹھے چل کر اس جبار کا دیدار کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"ان دونوں کا کیا کرنا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"فی الحال انہیں وہیں رکھو بعد میں دیکھیں گے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ ساتھ ساتھ بوتل بھی پیتا رہا تھا۔ اس لئے رسیور رکھ کر اس نے باقی بوتل پی اور پھر بوتل وہیں چھوڑ کر وہ فون روم سے باہر آیا اور سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کس کا فون تھا"...... فیاض نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر پوچھا۔

"ڈیڈی کا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض کا چہرہ تیزی سے زرد پڑنے لگ گیا۔

"لک لک ۔ کیوں"...... فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں یہاں سے کس نے اطلاع دے دی ۔ وہ تصدیق کر رہے

ے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر ۔ پھر تم نے کیا کہا"...... فیاض نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی جو مجھے کہنا چاہئے تھا"...... عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہئے تھا"...... فیاض کی حالت اور خراب ہو گئی۔

"اب تم بتاؤ فیاض ۔ بڑی مشکل سے سلیمان سے ایک نوٹ برآمد کرایا تھا۔ وہ بھی اس دعوت میں خرچ ہو گیا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں تم تو ایسے کٹھور ہو چکے ہو کہ تمہیں تو اب کچھ کہتے ہوئے بھی جھجک آتی ہے ۔ بہرحال میں نے ڈیڈی کو کہہ دیا ہے کہ وہ مطمئن رہیں ۔ فیاض جیسا شخص ایسی گھٹیا حرکت کر ہی نہیں سکتا"...... عمران نے کہا تو فیاض کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ پھر انہوں نے کیا کہا"...... فیاض نے خوش ہو کر پوچھا۔

"انہوں نے کہا کہ میں ابھی کوٹھی آؤں اور انہیں پوری تفصیل بتاؤں ۔ اب ظاہر ہے مجھے کوٹھی تو جانا ہی ہو گا اور تفصیل بھی بتانی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"تم ۔ تم بے فکر رہو ۔ تم میرے دوست ہو ۔ میرے بھائی ہو ۔ تمہیں جب بھی جتنی رقم چاہئے مجھے کہہ دیا کرو ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

میرے ہوتے ہوئے تمہاری جیب خالی رہے"...... فیاض نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا پھولا ہوا بٹوہ نکالا اور پھر اس میں سے ہزار ہزار کے نوٹوں کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"بیس پچیس نوٹ ہوں گے لیکن"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تیس ہزار ہیں۔ مروت۔ فی الحال میرے پاس یہی ہیں۔ باقی بعد میں لے لینا۔ لیکن پلیز انہیں پوری طرح مطمئن کر دینا۔ ورنہ وہ میری ایک بھی نہ سنیں گے"...... فیاض نے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ مزید بھی دو گے"...... عمران نے بنڈل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"وعدہ۔ سچا وعدہ"...... فیاض نے کہا۔

"اوکے۔ پھر مطمئن رہو۔ ڈیڈی کو میں اس طرح مطمئن کروں گا کہ وہ اس ٹاپک پر تم سے بات بھی نہ کریں گے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا خود نہ اس بات کا ذکر چھیڑ دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں کیوں کہوں گا۔ پلیز عمران خیال رکھنا"...... فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ ایک بار جو کہہ دیا اسے پتھر کی لکیر سمجھو"...... عمران نے کہا تو فیاض نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"آؤ میں تمہیں کوٹھی پر ڈراپ کر دوں"...... فیاض نے باہر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ ڈیڈی کو پتہ چل گیا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ سفارش ہو رہی ہے۔ میں ٹیکسی پر چلا جاؤں گا۔ تم جاؤ۔ لیکن ارے ہاں اس مشروب کی پیمنٹ"...... عمران نے اس کے پیچھے باہر آتے ہوئے کہا۔

"میں کر دیتا ہوں"۔ فیاض نے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے ویٹر کے ہاتھ پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے مین گیٹ سے باہر آ گیا۔ لیکن وہ برآمدے میں ہی رک گیا تھا اور جب فیاض کی جیپ کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل گئی تو عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل کر سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک سفید پوش بوڑھی عورت پر پڑیں۔ ایک چھ سات سال کے بچے کی انگلی پکڑے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ بچے کے ہاتھ میں دوا کی بوتل تھی۔ بچے نے البتہ صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے لیکن اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ بوڑھی عورت کو اچانک کھانسی آئی اور وہ ایک طرف منہ کر کے بیٹھ گئی اور بری طرح کھانسنے لگی جب کہ بچہ خاموش کھڑا رہا۔ عمران تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا اماں کیا ہوا"...... عمران نے بوڑھی عورت سے مخاطب ہو کر کہا جو اب لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

"کچھ نہیں بیٹا ۔ بیمار ہوں" .... بوڑھی عورت نے آہستہ آہستہ
سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر کراہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اسی لمحے سیا
رنگ کی لمبی سی کار ان کے قریب آکر رک گئی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر
جوانا تھا ۔

"اماں آپ کا گھر کہاں ہے" .... عمران نے بوڑھی سے پوچھا
اب حیرت سے اس کار اور جوانا کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے کار کے
قریب رکنے کی وجہ سمجھنا چاہتی ہو ۔ بچہ بھی حیران و پریشان کھڑا ہوا تھا

"بس بیٹے ۔ تم کون ہو ۔ کیوں پوچھ رہے ہو" .... بوڑھی نے
مشکوک نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بچے
کی انگلی پکڑ کر آگے بڑھنے لگی ۔

"ایک منٹ اماں آپ مجھے کسی شریف خاندان کی بزرگ خاتون
لگتی ہیں ۔ یہ رقم رکھ لیں اور اپنا علاج کرائیں" .... عمران نے جیب
سے فیاض کے دیئے ہوئے تیس ہزار روپے نکالے اور بچے کے ہاتھ میں
پکڑا دیئے ۔

"یہ ۔ یہ ۔ اتنی بڑی رقم ۔ اوہ ۔ اوہ" .... بوڑھی نے بری طرح
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اماں میں آپ کا بیٹا ہوں ۔ آپ فکر مت کریں ۔ یہ کوئی زکوٰۃ یا
خیرات نہیں ہے ۔ یہ آپ کا حق ہے ۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو کار
میں آپ کے گھر بھی چھوڑ سکتا ہوں" .... عمران نے کہا ۔

"ہم اس کار میں بیٹھیں گے دادی اماں" .... اچانک بچے نے
بار کہا ۔

"لیکن ۔ لیکن بیٹے" .... بوڑھی ابھی تک مشکوک تھی ۔

"آپ فکر نہ کریں اماں ہم شریف لوگ ہیں ۔ ہم صرف آپ کی مدد
چاہتے ہیں آئیں بیٹھیں" .... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر کہا
جس کے ایک ہاتھ میں نوٹوں کا بنڈل اور دوسرے ہاتھ میں دوا
تل تھی تیزی سے کار کی طرف لپکا ۔ شاید وہ اس لئے جلدی کر رہا تھا
س طرح اس کی مسرت پوری ہو رہی تھی ۔

"آیئے اماں بے فکر رہیں" .... عمران نے کہا تو بوڑھی نے اس
لمبا سانس لیا جیسے مجبوراً بیٹھ رہی ہو ۔ عمران نے اس کے بیٹھنے
دروازہ بند کیا اور پھر وہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر سائیڈ
پر بیٹھ گیا ۔

"اماں آپ کا گھر کہاں ہے" .... عمران نے مڑ کر پوچھا ۔

"بابر محلے میں بیٹا" .... بوڑھی نے جواب دیا تو عمران نے جوانا
بڑھنے کے لئے کہہ دیا اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی ۔

"اماں یہ رقم اپنے پوتے سے لے لیں ۔ یہ بچہ ہے کہیں گرا نہ دے
علاج کرائیں ۔ آپ تو کافی بیمار ہیں" .... عمران نے کہا ۔

"ماں بیٹے نجانے تم کون ہو ۔ بہر حال جو بھی ہو ۔ کسی نیک ماں
بیٹے ہو ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے ۔ تمہیں دشمنوں سے
۔ یہ میرا پوتا ہے ۔ اس کا نام راضو ہے ۔ اس کا باپ ریلوے میں

کلرک ہے۔ اس بیچارے کو اتنی تنخواہ بھی نہیں ملتی کہ اپنا اور
بچوں کا پیٹ پال سکے۔ میری بیماری کا کیا علاج کرائے گا۔ بس یہ
غنیمت ہے کہ ریلوے ہسپتال سے مجھے دوا مل جاتی ہے"...... بو
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ پیدل آتی جاتی ہیں۔ ریلوے ہسپتال تو یہاں سے کا
دور ہے اور بابر محلہ بھی"...... عمران نے کہا۔

"کیا کریں بیٹا اس قدر مہنگائی ہو چکی ہے کہ اب تو بس۔
کروں"...... بوڑھی نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبا
میں سر ہلا دیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی
عمران نے جوانا کو بابر محلے کا راستہ بتانا شروع کر دیا۔

"بیٹے یہ تو بڑے بڑے نوٹ ہیں اور بہت سے ہیں۔ یہ تم کیا
دے رہے ہو۔ ہم تو غریب لوگ ہیں۔ تمہاری یہی مہربانی ہے کہ
نے ہمیں اس بڑی سی کار میں بٹھا لیا ہے"...... بوڑھی نے کہا۔

"نہیں اماں یہ آپ کا حق ہے۔ میں نے کوئی احسان نہیں کیا
آپ انہیں رکھیں۔ اپنا علاج کرائیں۔ یہ میرا ساتھی ہے جوانا۔ یہ
کا گھر دیکھ لے گا۔ پھر یہ آپ کا علاج بھی کرائے گا اور خیال بھی رکھے
اسے بھی آپ اپنا بیٹا ہی سمجھیں"...... عمران نے جواب دیا۔ تھو
دیر بعد کار ایک محلے کی درمیانی سڑک پر داخل ہوئی۔

"بس یہ اگلے چوک پر ہی ہمارا گھر ہے۔ سڑک پر ہی ہے۔ میں
دوستوں کو بتاؤں گا کہ میں نے کتنی لمبی کار میں سفر کیا ہے"......

نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد راضو کے بتانے پر
گلی کے سرے پر چھوٹے سے مکان کے سامنے جوانا نے کار روک

"آپ کے بیٹے اور راضو کے ابو کا کیا نام ہے"...... عمران نے
ی سے پوچھا۔

"میرے بیٹے کا امداد حسین ہے"...... بوڑھی نے جواب دیا۔

میرا نام عمران ہے اماں اور میں بھی امداد کی طرح آپ کا بیٹا ہوں
پھر آؤں گا اور امداد صاحب سے بھی ملوں گا ویسے میرا سلام آپ
دے دیں"...... عمران نے نیچے اتر کر عقبی دروازہ کھولتے ہوئے
بوڑھی اسے دعائیں دیتی ہوئی نیچے اتری۔ اس کے بعد راضو نیچے
محلے کے کئی بچے کار کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے اور ادھر ادھر سے
بھی حیران ہو کر اتنی بڑی کار اور عمران کو دیکھ رہے تھے۔ راضو
ہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک۔ عمران نے
راضو کے سر پر ہاتھ پھیرا اور جب بوڑھی راضو کو لے کر مکان
اخل ہو گئی تو عمران دوبارہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور جوانا نے کار
ھادی۔

ا دکھ ہوتا ہے ایسے لوگوں کو دیکھ کر لیکن ایک آدمی کس کس
و دھوئے"...... عمران نے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا۔

باس یہاں کی حکومت ایسے لوگوں کی فلاح کے لئے منصوبہ
کیوں نہیں کرتی"...... جوانا نے کہا۔

"منصوبے تو بہت بنتے رہتے ہیں لیکن"....... عمران نے ہو
چباتے ہوئے جواب دیا اور جوانا نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ ع
کا مطلب سمجھ گیا ہو اور پھر عمران نے اسے رائل مارکیٹ کی
جانے والا راستہ بتانا شروع کر دیا۔

صدیقی نے بند دروازے پر دستک دی اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹ
کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ نعمانی تھا۔ وہ دونوں میک اپ میں تھے
اور اس وقت دارالحکومت کے ایک مضافاتی علاقے میں واقع ایک
رہائشی ہوٹل کی دوسری منزل کی گیلری میں ایک کمرے کے دروازے
کے سامنے موجود تھے۔ دروازے پر عالم خان کے نام کی پلیٹ بھی لگی
ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم کا نوجوان باہر
آ گیا۔ اس کے جسم پر پتلون اور قمیض تھی۔ قمیض کے کالر اس نے
اوپر کو اٹھا رکھے تھے۔ چہرے سے ہی وہ اوباش ٹائپ کا آدمی لگتا تھا۔
اندر سے پاپ میوزک کی پر شور آوازیں دروازہ کھلنے کی وجہ سے باہر
بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے صدیقی اور
نعمانی کو دیکھ رہا تھا۔

"فرمایئے"....... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام عالم خان ہے"....... صدیقی نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میں عالم خان ہوں"....... نوجوان نے جواب دیا۔

"ہمیں شمس روڈ کے سعید نے بھیجا ہے تمہارے پاس"۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔ آیئے۔ اندر آجایئے"....... عالم نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر کمرے میں چلا گیا۔ صدیقی اور نعمانی اس کے پیچھے اندر گئے۔ کمرہ خاصا صاف ستھرا تھا۔ عالم نے آگے بڑھ کر موسیقی بند کر دی اور صدیقی اور نعمانی کو کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایک طرف رکھے ہوئے فریج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فریج کھولا اور اس میں سے جوس کے دو ڈبے نکال کر فریج بند کیا اور جوس کو میز پر رکھ کر اس نے ایک طرف الماری میں سے ڈبے کھولنے والا آلہ اٹھایا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے ڈبے کھولے اور ان میں سٹرا ڈال کر اس نے ایک ایک ڈبہ ان دونوں کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"....... صدیقی نے کہا اور ڈبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ جب کہ نعمانی نے خاموشی سے دوسرا ڈبہ لیا اور پھر انہوں نے اسے پینا شروع کر دیا۔

"فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... عالم خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق وائٹ پوڈر بزنس سے ہے۔ ہم نے بھاری مقدار میں وائٹ پوڈر سارجان سے سٹاکی تک پہنچانے کا سودا کیا ہے۔ لیکن جس

گروپ کو سامنے رکھ کر ہم نے سودا کیا تھا۔ اسے نارکوٹکس کنٹرول بورڈ نے کسی مخبری کی بنا پر گرفتار کر لیا تھا۔ اس لئے ہم پریشان تھے۔ سعید ہمارا دوست ہے۔ اس سے بات ہوئی تو اس نے تمہارا نام لیا ہے کہ تم یہ کام کرا سکتے ہو"....... صدیقی نے کہا۔

"کون سا گروپ پکڑا گیا ہے"....... عالم خان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بادشاہ کا"...... صدیقی نے جواب دیا اور عالم خان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن میں تو اس قسم کے دھندے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا"....... عالم خان نے جواب دیا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بیج جو کسی پرائیویٹ سکول کا تھا۔ نکال کر عالم خان کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ سعید نے ہمیں دیا ہے ٹوکن کے طور پر"....... صدیقی نے کہا تو عالم خان نے بیج اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ یہ عام سا بیج تھا جو سکول کے بچے سکول کی شناخت کے لئے سینے پر لگاتے ہیں البتہ اس کے عقب میں کچھ حروف کندہ تھے جو عام نظروں سے دکھائی بھی نہ دیتے تھے۔

"کتنا مال ہے"....... عالم خان نے بیج کو اور خاص طور پر عقب میں حروف کو دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"دس ٹرکوں کا مال ہے"....... صدیقی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پہنچ جائے گا۔ معاوضے کی بات کریں"...... عالم خان نے کہا۔

"ایسے نہیں عالم خان تم ہمارے لئے نئی پارٹی ہو اور تم نے خود پہلے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ ہم بھی تمہارے لئے نئے تھے لیکن تو کیا دیکھ کر تمہارا اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن اب تمہیں بھی ہمیں مطمئن کرنا ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کیسے مطمئن ہو گے تم"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"طریقہ کار بتاؤ۔ کون مال لے جائے گا۔ کون ذمہ دار ہو گا۔ معاوضے کی بات کو چھوڑو۔ دس ٹرک مال کی اصل قیمت کا اندازہ تو تمہیں ہو گا ہی"...... صدیقی نے بڑے کاروباری لہجے میں کہا۔

"پہلے تمہارا کام بادشاہ کرتا تھا"...... عالم خان نے کہا۔

"ہم اس معاملے میں فری لانسر ہیں۔ بادشاہ، جبار، استاد نذر، بے شمار لوگ فیلڈ میں ہیں۔ کسی سے بھی کرا لیا کرتے تھے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ کئی لوگ تو پکڑے گئے ہیں اور باقی ڈر کے مارے غائب ہو چکے ہیں جب کہ ہم نے کام کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا تو عالم خان کے چہرے پر گہرے اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

"تمہارا کام ظفر خان کرے گا۔ جانتے ہو ظفر خان کو"...... عالم خان نے کہا۔

"ظفر خان نہیں نیا نام ہے یہ تو"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ اس کا اصل نام ہے۔ بزنس میں اس کا نام استاد بیڈرو ہے"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"اوہ یہ نام تو خاصا معروف ہے"...... صدیقی نے کہا اور عالم خان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"پھر کیا خیال ہے"...... عالم خان نے کہا۔

"استاد ظفر خان سے ہمارے سامنے بات کرو۔ اگر وہ رضا مند ہو جائے تو پھر بات آگے بڑھے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں پہلے معاوضہ طے ہو جائے۔ پھر بات ہو گی۔ استاد بیڈرو معاوضہ پیشگی لینے کا عادی ہے"...... عالم خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے بولو دس ٹرک مال کا کیا معاوضہ تم لو گے۔ یہ سوچ کر بتانا کہ ہمارا یہ نیا کام نہیں ہے اور اگر تمہارا معاوضہ مناسب ہوا تو آئندہ ہم مستقل بھی تمہارے ساتھ کام کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک کروڑ روپے"...... عالم خان نے کہا۔

"او کے اجازت"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا"...... عالم خان نے چونک کر کہا۔

"تم نے شاید ہمیں احمق سمجھ لیا ہے۔ دس ٹرک مال چالیس لاکھ میں بڑی سے بڑی پارٹی سپلائی کر دیتی ہے۔ تم ایک کروڑ کہہ رہے ہو"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک کروڑ زیادہ تو نہیں ہیں۔ لیکن آج کل مندا جا رہا ہے۔ اس

لے چلو تم نوے لاکھ روپے دے دینا"...... عالم خان نے کہا۔

"سنو عالم خان ہم آخری بات کہہ رہے ہیں۔ پچاس لاکھ روپے۔ ہاں یا ناں میں جواب دو۔ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے"...... صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ پچاس لاکھ ہی سہی۔ لیکن پوری رقم پیشگی ہو گی"...... عالم خان نے کہا۔

"عالم خان اصول کے خلاف بات مت کرو۔ جو ساری دنیا میں اصول ہے وہی رہے گا۔ آدھی رقم پیشگی آدھی رقم کام مکمل ہونے کے بعد"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باقی رقم کی گارنٹی کیا ہو گی"...... عالم خان نے کہا۔

"جو گارنٹی تم کہو گے وہ دے دی جائے گی۔ اس کی فکر مت کرو۔ لیکن اصول پہلے طے ہو جانا چاہئے"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹرک تمہارے ہوں گے۔ آدمی ہمارے ہوں گے"...... عالم خان نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ پھر سمجھو بات طے ہو گئی"...... عالم خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ظفر خان سے بات کرو۔ تاکہ ہماری پوری تسلی ہو جائے اور ہم آدھا معاوضہ بھی تمہیں دے دیں اور باقی تفصیلات بھی طے کر لیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی کی

طرف دیکھا تو نعمانی نے کوٹ کی اندرونی جیبوں سے بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر درمیانی میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ گڈیاں دیکھ کر عالم خان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔ جب نعمانی نے مختلف جیبوں سے پچیس گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دیں تو عالم خان خاموشی سے اٹھا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس کے اندر کسی خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔ الماری بند کر کے وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ یہ عام سا ٹرانسمیٹر تھا جو عام دکانوں پر بکتا تھا۔ عالم خان نے ٹرانسمیٹر کی سوئی والی ناب گھمانی شروع کر دی اور پھر سوئی کو ایک خاص سٹیشن پر رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے موسیقی کی آواز نکلنے لگی۔ کچھ دیر تک موسیقی کی آواز آتی رہی۔ پھر ٹرانسمیٹر بند ہو گیا اور عالم خان نے بھی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ صدیقی اور نعمانی دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد اچانک ایک بار پھر موسیقی کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشین بول رہی ہو۔

"ہم دم دار ستارے سے بول رہے ہیں"...... آواز کسی ٹیپ کی طرح بار بار آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز آنی بھی بند ہو گئی اور ایک بار پھر موسیقی کی آواز سنائی دی۔ پھر اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نمبرون سے کون بات کرنا چاہتا ہے"...... بولنے والے کا لہجہ بتا رہا ہے کہ وہ مقامی آدمی تھا۔

"ایکس ایکس"...... عالم خان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے"...... اسی آواز نے کہا۔

"ایک سودا کیا ہے۔دس ٹرک مال کی سپلائی ہے وائٹ پاؤڈر کی۔ پچاس لاکھ روپے معاوضہ طے ہوا ہے۔پچیس لاکھ روپے میرے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔استاد بیڈرو سے بات کراؤ تاکہ پارٹی کی تسلی ہو جائے"...... عالم خان نے کہا۔

"کس پارٹی سے بات کی ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"استاد سعید کا ٹوکن آیا ہے۔میں نے پوری تسلی کر لی ہے"۔عالم خان نے جواب دیا۔

"او کے۔انتظار کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ظفر خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"عالم بول رہا ہوں ظفر خان"...... عالم خان نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور پھر وہی بات دوہرا دی۔جو اس سے پہلے اس نے دوہرائی تھی۔

"ٹھیک ہے۔تفصیلات طے کر لو۔کام ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر موسیقی کی آواز سنائی دینے لگی اور عالم خان نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب آپ کی تسلی ہو گئی"...... عالم خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری عالم خان ہمیں قطعی تسلی نہیں ہوئی"...... صدیقی نے

ب دیا۔

"کیا مطلب تم نے خود ظفر خان سے ہونے والی بات چیت سن لی ہے۔اس نے سودا منظور کر لیا ہے"...... عالم خان نے حیرت بھرے جے میں کہا۔

"ہم بالمشافہ ظفر خان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔یہ مشینیں کھلونے م نے بہت دیکھ رکھے ہیں"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔استاد ظفر خان تو سات پردوں کے چھے رہتا ہے"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"تو پھر ہمارے ساتھ اس کے اڈے پر چلو۔اس کے کسی ذمہ دار می سے بات کراؤ"...... صدیقی نے کہا۔

"اس کا کوئی اڈہ نہیں ہے۔اس کے صرف آدمی ہوتے ہیں"۔عالم ن نے جواب دیا۔

"او کے۔پھر معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔سوری"...... صدیقی نے یا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی کو اشارہ کیا اور نعمانی نے کسی بوٹ کی طرح ایک لفظ بولے بغیر میز پر موجود گڈیاں اٹھا اٹھا کر پس جیب میں رکھنا شروع کر دیں۔

"آخر تم کس طرح بات کرنا چاہتے ہو"...... عالم خان نے نٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دو صورتیں ہیں عالم خان یا تو براہ راست ظفر خان سے ملوا دو۔یا سری صورت میں اس کے کسی خاص آدمی سے ملوا دو۔ایسے آدمی سے

جس کا تعلق ظفر خان سے براہ راست ہو ۔ ان مشینی کھلونوں کے ذریعے نہ ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک گھنٹہ انتظار کرو۔ ظفر خان کا آدمی رقم لینے آئے گا۔ اس سے بات کر لینا"۔۔۔۔۔۔۔۔ عالم خان نے کہا۔

"ہاں یہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور عالم خان کے چہرے پر رونق آگئی۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ظفر خان کا اڈہ کہاں ہے۔ تم نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں اس سے بات کی تھی"۔۔۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد صدیقی نے کہا۔

"نہیں کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ پاکیشیا میں وہ سب سے زیادہ کامیاب سپلائر ہے اور سب سے زیادہ خفیہ رہتا ہے۔ اس کے لئے مجھ جیسے بہت سے لوگ صرف بکنگ کرتے ہیں اور اپنا کمیشن لے لیتے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔ عالم خان نے جواب دیا۔

"جو آدمی رقم لینے آئے گا کیا اس کا براہ راست آدمی نہ ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں وہ آدمی بھی رقم کسی دوسرے کے پاس جمع کرا دے گا اور رسید کے طور پر ٹوکن لے کر چلا جائے گا۔ پھر نجانے یہ رقم کس کس کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی ظفر خان تک پہنچے گی۔ لیکن بہرحال وہ آدمی اس کا خاص آدمی ہی ہو گا۔ تب ہی وہ رقم اس تک پہنچے گی"۔ عالم خان نے جواب دیا۔

"کیا ہر دفعہ ایک ہی آدمی آتا ہے رقم لینے"۔۔۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں صرف مخصوص کوڈ دوہرایا جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ عالم خان نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی ایک گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو عالم خان چونک کر کھڑا ہوا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے ایک درویش نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک پھٹا پرانا جبہ سا پہنا ہوا تھا۔ داڑھی اور مونچھیں بے تحاشا بڑھی ہوئی تھیں گلے میں منکوں کے کئی ہار تھے۔ لیکن صدیقی اور نعمانی دونوں اسے دیکھتے ہی پہچان گئے کہ آنے والا میک اپ میں ہے۔ اپنے طور پر اس نے بڑا کامیاب میک اپ کر رکھا تھا لیکن صدیقی اور نعمانی کی نظروں سے وہ کیسے چھپ سکتا تھا۔

"بابا اللہ بھلا کرے گا۔ اللہ کے نام پر کچھ دے دو"۔۔۔۔۔۔۔۔ اس درویش نے اندر داخل ہوتے ہی درویشوں کے سے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یہ اصل پارٹی ہے۔ مزید تسلی چاہتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ عالم خان نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی تسلی"۔۔۔۔۔۔۔۔ درویش نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم استاد بیڈرو کے خاص آدمی ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے اس درویش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو کھل کر بات کرو"۔۔۔۔۔۔۔۔ درویش نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم تسلی چاہتے ہیں۔ عالم خان نے کسی مشینی کھلونے پر استاد سے بات کی ہے۔ لیکن ہم براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے استاد کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا"۔ درویش نے جواب دیا۔

"تو پھر اس کے کسی خاص آدمی سے ملوادو"...... صدیقی نے کہا۔

"میں اس کا خاص آدمی ہوں مجھ سے مل لو"...... درویش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم اس کے خاص آدمی ہو"۔ صدیقی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں استاد کے لئے رقم لینے آیا ہوں۔ کیا یہ خاص آدمی ہونے کی نشانی نہیں ہے اور کیا خاص آدمی کے سر پر ہینگ ہوتے ہیں"۔ درویش کے لہجے میں طنز تھا۔

"کیا یہ رقم تم استاد تک براہ راست پہنچاؤ گے"...... صدیقی نے کہا۔

"تو اور کیا راستے میں پھینک دوں گا"...... درویش نے اسی طرح طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے۔ پھر تم سے بات ہو سکتی ہے"...... صدیقی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی نعمانی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ درویش اور عالم خان کچھ سمجھتے۔ اچانک صدیقی نے جیب سے

ے چپٹی نال والا پسٹول نکالا۔ دوسرے لمحے چٹک چٹک کی آوازیں یں اور درویش اور عالم خان دونوں کی ناکوں پر یکے بعد دیگرے یے رنگ کے دھوئیں کے غبارے سے پھٹ پڑے اور پلک جھپکنے ں وہ دونوں لڑکھڑا کر نیچے گر گئے۔ ایک لمحے کے لئے انہوں نے ہاتھ ارے لیکن دوسرے لمحے وہ ساکت ہو گئے۔

"اس عالم خان کی تو گردن توڑ دو البتہ اس درویش کو ہم فورسٹار ے ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے"...... صدیقی نے نعمانی سے کہا اور ے بڑھ کر اس نے فرش پر گرے ہوئے درویش کے جبہ کی تلاشی لینی ع کر دی۔ لیکن جبہ میں کوئی چیز نہ تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر دھے پر لادا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا باہر گیلری میں سے تے ہوئے چند افراد بے اختیار انہیں دیکھ کر رک گئے۔

"کیا ہوا اسے"...... ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"مست درویش ہے۔ بے ہوش ہو گیا ہے۔ ہسپتال لے جا رہے"...... صدیقی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یہ تو ثواب کا کام ہے"...... ان میں سے ایک نے کہا تو صدیقی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ درویش کو نیچے موجود اپنی ی کی عقبی سیٹ پر لٹا چکا تھا۔ ہوٹل کے ویٹر اور کئی لوگ ساتھ ے تھے اور جب انہوں نے واقعی اس درویش کو بے ہوش دیکھا تو وہ مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔ وہ سب صدیقی خدا ترسی اور ہمدردی کی تعریف کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد نعمانی

بھی آکر ویگن میں بیٹھ گیا اور صدیقی نے ویگن آگے بڑھا دی۔

"اس کے درویشی والے میک اپ کی وجہ سے آسانی ہو گئی ورنہ سے لے جانا مسئلہ بن جاتا"...... صدیقی نے کہا۔

"کسی جگہ ویگن روک دو۔ اس کی جعلی نمبر پلیٹ بھی بدل دیں کیونکہ عالم خان کی لاش کسی بھی وقت دستیاب ہو سکتی ہے"۔ نعمانی نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑا آگے جانے کے بعد اس نے ویگن کو سڑک سے اتار کر درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دیا۔ نعمانی نیچے اترا۔ اس نے ویگن کے فرنٹ اور عقبی طرف موجود نمبر پلیٹیں اتاریں اور انہیں ویگن کے عقبی حصے میں رکھ کر وہاں سے دوسری پلیٹیں اٹھائیں اور انہیں فرنٹ اور عقبی طرف فٹ کرنے کے بعد اس نے عقبی سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے ہوئے درویش پر ایک چادر ڈال دی اور پھر فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ صدیقی نے گاڑی موڑی اور اسے ایک بار پھر سڑک پر لے آکر آگے بڑھا لے گیا۔

"اس نواب رضا کا کیا ہوا۔ تمہیں پتہ چلا ہے۔ عمران صاحب چوہان اور خاور کے ساتھ وہاں گئے تھے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں میری چوہان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے وہاں ان سب کو بے ہوش کر کے پوری حویلی کی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ لیکن کوئی ایسا کلیو نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ نواب رضا کا تعلق منشیات گروپ سے ہے۔ ویسے عمران صاحب وہاں ایک انتہائی طاقتور خفیہ

فون اور ٹیپ لگا آئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک ہفتے بعد وہ دوبارہ وہاں جائیں گے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں اس ظفر خان کے بارے میں اطلاع کس نے دی تھی"۔ نعمانی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اس استاد سعید سے معلوم ہوا تھا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ استاد سعید جو بظاہر ایک عام ساویٹر ہے۔ دراصل منشیات کے ایک بڑے گروپ سے وابستہ ہے۔ چنانچہ میں اس کے گھر گیا۔ اس سے بات چیت کی۔ مجھے دراصل عمران صاحب کی ایک بات پسند آئی تھی کہ بجائے براہ راست پوچھ گچھ کے اگر ہم منشیات کے خریدار یا سپلائر بن کر بات کریں تو لوگ جلدی اوپن ہو جاتے ہیں۔ سعید کے ساتھ بھی میں نے یہی کچھ کیا اور آخر کار وہ کھل گیا۔ اس نے استاد ظفر خان کا نام لیا کہ اس وقت یہاں کا سب سے بڑا سپلائر ہے لیکن انتہائی خفیہ طریقے پر کام کرتا ہے۔ پھر پچاس ہزار روپے لے کر اس نے ٹوکن مجھے دیا اور عالم خان کے پاس بھیج دیا۔ میں نے رقم کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی ہمراہ لے لیا اور اب دیکھو عالم خان کے ساتھ بھی وہی گیم کھیلی گئی اس طرح یہ درویش سامنے آگیا۔ ویسے میرا اب ذاتی خیال یہ ہو رہا ہے کہ یہی ظفر خان ہی نواب بہادر کے نام سے کام کرتا ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس کا خاص آدمی ہو"...... صدیقی نے جواب دیا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویگن ایک رہائشی کالونی میں

داخل ہوئی اور چند لمحوں بعد صدیقی نے ویگن ایک درمیانے سائز کی
کوٹھی کے گیٹ پر جا کر روک دی اور تین بار مخصوص انداز میں ہارن
بجایا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔
"پھاٹک کھولو ہاشم"...... صدیقی نے ویگن کی کھڑکی سے سر باہر
نکال کر کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا اور چند لمحوں بعد بڑا
پھاٹک کھل گیا اور صدیقی ویگن اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک سفید
رنگ کی کار پہلے سے موجود تھی۔ ہاشم اس کوٹھی کا انچارج تھا۔
"چوہان آیا ہوا ہے"...... صدیقی نے سفید کار دیکھتے ہی کہا اور
نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے ویگن جا کر کار کے قریب
روکی ہی تھی کہ برآمدے میں چوہان اور خاور دونوں نظر آئے۔ وہ
نوجوان بھی پھاٹک بند کر کے واپس آگیا تھا۔
"نعمانی اس درویش کو ہاشم کے ذریعے اٹھوا کر نیچے تہہ خانے میں
پہنچوا دو"...... صدیقی نے ویگن سے اتر کر برآمدے میں موجود چوہان
اور خاور کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"کس درویش کو لے آئے ہو"...... خاور نے حیران ہوتے ہوئے
پوچھا۔
"اس منشیات کے دھندے میں نجانے کیسے کیسے بہروپئے ملوث ہو گئے
ہیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر
آخر تک ساری بات مختصر طور پر بتا دی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے ایک
بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"استاد بیڈرو نام تو سنا ہوا ہے"...... خاور نے کہا۔
"اصل آدمی تو وہ نواب بہادر ہے۔ اب نجانے یہی ظفر خان عرف
بیڈرو ہی نواب بہادر ہے یا یہ کوئی اور ہے"...... صدیقی نے کہا۔
"نواب بہادر اس دھندے کا مگرمچھ ہے صدیقی اور ایسے لوگ
سپلائی وغیرہ کے دھندے میں نہیں پڑا کرتے۔ جب کہ یہ ظفر خان
تو اس ٹرک مال کی سپلائی پر تیار ہو گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ
کوئی عام سپلائر ہے۔ نواب بہادر نہیں ہے"...... چوہان نے کہا۔
"لیکن اس نواب بہادر تک پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تو
بہرحال اختیار کرنا ہی پڑے گا۔ عمران صاحب کیا کر رہے ہیں"۔
صدیقی نے کہا۔
"وہ سرستار ہیں۔ ظاہر ہے کسی بڑے چکر میں ہی ہوں گے"۔
چوہان نے جواب دیا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد
نعمانی بھی اس کمرے میں پہنچ گیا۔
"میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے"...... نعمانی نے کہا اور
صدیقی اٹھ کھڑا ہوا۔
"آؤ پھر اس سے پوچھ گچھ ہی کر لیں شاید کوئی خاص کلیو مل
جائے"۔ صدیقی نے کہا اور باقی سب بھی کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد
وہ تہہ خانے میں پہنچے تو وہاں کرسی میں درویش جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔
"اس کا میک اپ تو صاف کرو شاید کوئی جانی پہچانی شکل سامنے آ
جائے"...... چوہان نے کہا تو صدیقی نے سر ہلا دیا اور ایک الماری کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے ایک جدید ساخت کا میک اپ واشر نکالا اور پھر اس کا کنٹوپ اس بے ہوش درویش کے چہرے اور سر کے گرد چڑھا کر اس نے اسے کلپ کرنا شروع کر دیا۔ کلپنگ کرنے کے بعد اس نے واشر مشین کا بٹن آن کر دیا تو کنٹوپ میں سفید رنگ کا دھواں سا بھرتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد صدیقی نے بٹن آف کیا اور کنٹوپ کھولنا شروع کر دیا۔ اب درویش کے چہرے سے نہ صرف داڑھی اور مونچھیں صاف ہو چکی تھیں بلکہ اس کے چہرے کے خدوخال اور رنگت بھی بدل گئی تھی وہ اب ایک کلین شیو نوجوان نظر آ رہا تھا۔

"ہے تو مقامی"...... صدیقی نے کہا اور باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے جیب سے ایک شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی اس نوجوان کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے الماری میں سے ایک کوڑا نکالا اور اسے لے کر وہ کرسی کے سامنے کسی جلاد کی طرح کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نوجوان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پوری طرح شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"میک اپ تو تم نے اچھا کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم عام ٹائپ کے بدمعاش نہیں ہو۔ کوئی خاص چیز ہو"...... صدیقی نے کوڑے کو ہوا میں چٹخاتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میک اپ"...... نوجوان نے چونک کر کہا۔

"ہاں یہ نیچے دیکھو میک اپ واشر پڑا ہوا ہے۔ اس سے تمہارے چہرے کا میک اپ صاف کر دیا گیا ہے۔ کیا نام ہے تمہارا"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... اس نوجوان نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے صدیقی کا بازو گھوما اور شڑاک کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ اس نوجوان کے حلق سے نکلنے والی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔

"اب اگر جواب دینے کی بجائے سوال کیا تو جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑ دوں گا۔ کیا نام ہے تمہارا"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میرا نام راجو ہے"...... نوجوان نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"بتاؤ ظفر خان یا استاد بیڈرو کون ہے۔ اس کا اڈہ کہاں ہے"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بلکہ کسی کو بھی نہیں معلوم"...... راجو نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر شڑاک کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ جواب دو"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور پھر تو کمرہ چیخوں اور کراہوں سے گونجنے لگا۔

"بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں"...... اچانک راجو نے ڈوبتے

ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کا پورا جسم لہولہان ہو رہا تھا۔

"اسے پانی پلواؤ ہاشم"...... صدیقی نے ایک طرف کھڑے ہوئے اس نوجوان سے کہا جس نے پھاٹک کھولا تھا اور وہ سر ہلاتا ہوا الماری کی طرف مڑا اور اس نے الماری میں سے پانی کی ایک بوتل نکالی۔ جب کہ نعمانی نے آگے بڑھ کر راجو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد راجو ہوش میں آگیا۔ تو ہاشم نے آگے بڑھ کر اس کے منہ سے پانی کی بوتل لگا دی اور راجو اس طرح پانی پینے لگا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ آدھی سے زیادہ بوتل جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو نعمانی نے ہاشم کے ہاتھ سے بوتل لے کر باقی پانی اس کے زخموں پر انڈیل دیا اور راجو کے حلق سے نکلنے والی کراہوں میں نمایاں کمی آگئی۔ اس کے مسخ شدہ چہرے پر ہلکی سی بشاشت کی لہر نمایاں تھی۔

"بولو ورنہ"...... صدیقی نے کہا۔

"ظفر خان سوڈان ہوٹل کا منیجر ہے۔ اس کا اصل نام جانباز خان ہے"...... راجو نے جواب دیا۔

"تم نے رقم کہاں جا کر دینی تھی"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جانباز کو۔ میں اس کا خاص آدمی ہوں۔ رقم میں ہی وصول کرتا ہوں مختلف بہروپ بھر کر"...... راجو نے جواب دیا۔

"تم نے میک اپ کی ٹریننگ کہاں سے لی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"میں فلم انڈسٹری میں میک اپ مین ہوں"...... راجو نے جواب دیا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ بتاؤ کہ کیا جانباز ہی نواب بہادر ہے"...... اچانک چوہان نے راجو سے پوچھا تو راجو بے اختیار چونک پڑا۔

"نواب بہادر۔ وہ۔ وہ۔ تو"...... راجو کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"سنو راجو۔ اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو نہ صرف تمہیں آزاد کر دیا جائے گا بلکہ تمہیں بھاری انعام بھی دیا جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"آزادی کا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ میرے جانباز تک نہ پہنچنے سے وہ سب جگہیں بدل گئے ہوں گے اور اب جیسے ہی میں باہر جاؤں گا مجھے ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں لیکن پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو"...... راجو نے کہا۔

"ہمارا تعلق فور سٹار سے ہے"...... صدیقی نے کہا تو راجو اس طرح چونکا جیسے اسے الیکٹرک کرنٹ لگا ہو۔

"ففف۔ فور سٹار۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اب میں سمجھ گیا"...... راجو نے کہا۔

"کیا سمجھ گئے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"سارے سپلائرز میں تمہارا نام دہشت بنا ہوا ہے۔ ظفر خان اس لئے مطمئن تھا کہ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا۔ ورنہ سب سپلائر انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں۔ صرف تمہاری وجہ سے ویسے انہوں نے تمہاری تلاش کے لئے ایک پارٹی کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں اور اب وہ

سب اس انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی تمہارا کلیو ملے وہ تم پر ٹوٹ پڑیں"۔۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیا۔

"کس پارٹی کی خدمات حاصل کی ہیں"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"گرین کارڈ نام ہے اس پارٹی کا۔ ابھی حال ہی میں ایکریمیا سے یہاں آئی ہے۔ بہت تیز کام کرتی ہے"۔۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیا۔

"کون ہے اس کا سربراہ"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم شاید ظفر خان جانتا ہو"۔۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نواب بہادر کے بارے میں بتاتے بتاتے رک کیوں گئے تھے"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اس لئے کہ اس کا نام زبان پر آنے کا مطلب ہی دردناک موت ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیا۔

"کون ہے یہ نواب بہادر"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"ایک بار ظفر خان نے مجھے نشہ میں آؤٹ ہو کر بتایا تھا کہ کوئی بڑا لارڈ ہے اور بس۔ وہ صرف مال خرید کرتا ہے اور اس کے گروپ مال فروخت کرتے ہیں۔ تمام شمالی علاقوں میں نواب بہادر کے نام کا سکہ چلتا ہے"۔۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیا۔

"ظفر خان جانتا ہے اسے"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"یقیناً جانتا ہو گا کیونکہ نواب بہادر کا سب سے بڑا سپلائر وہی ہے"۔۔۔۔۔ راجو نے جواب دیا۔

"ہاشم اس کی بینڈیج کر دو لیکن یہ ابھی اسی طرح رہے گا جب تک یہ جانباز ہاتھ نہیں آجاتا"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اسی کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے اٹھ کر وہ تہہ خانے میں گئے تھے۔

"اب دو پارٹیاں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو یہ جانباز اور دوسری وہ پارٹی گرین کارڈ۔ اب ان دونوں کا سراغ لگانا ہے"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اگر یہ جانباز ہاتھ آجائے تو اس سے ہمیں بہت کچھ معلوم ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"لیکن یہ راجو تو کہہ رہا ہے کہ اب تک وہ غائب ہو چکا ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"کہاں غائب ہو گا۔ کہیں نہ کہیں تو مل ہی جائے گا"۔۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں وہاں کے کسی ویٹر کو اغوا کر کے اس سے اس کے خاص اڈے معلوم کرنے چاہئیں۔ ایسے آدمیوں کے کئی اڈے ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ارے ایک منٹ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ اچانک خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"راسٹن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"یہاں ہیڈ ویٹر محمود ہے اس سے بات کراؤ میں خاور بول رہا ہوں"...... خاور نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہیلو محمود بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"خاور بول رہا ہوں محمود"...... خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ خاور صاحب آپ۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"چند معلومات چاہئیں ہوٹل لائن کیں۔ تمہاری مرضی کا معاوضہ مل سکتا ہے"...... خاور نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات"...... محمود نے چونک کر پوچھا۔

"تمہاری فیلڈ کی ہی ہیں۔ اگر کہو تو آجاؤں وہاں تمہارے ہوٹل۔ کیش ادائیگی ہو گی"...... خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے آجائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ محمود مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ اس سے ہمیں معلومات مل سکتی ہیں"...... خاور نے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹرائی ہر طرف کرنی چاہئے"...... چوہان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر اس محمود سے نواب بہادر، ظفر خان اور اس گرین کارڈ سے کسی کے بارے میں بھی معلومات مل جائیں تو ہمیں فوری ریڈ کرنا چاہئے"...... خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو آؤ چلیں۔ ہاشم یہاں سنبھال لے گا"...... باقی سب نے کہا اور پھر وہ سب کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم نے جبار سے ملنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ سیٹھ سے ۔ وہ تو اوپر اپنے دفتر میں ہوں گے ۔ ادھر بائیں طرف سیڑھیاں ہیں"...... نوجوان نے جواب دیا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا ۔ عمران جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر موجود تھے ۔ جس کے باہر ایک دبلا پتلا سا نوجوان کھڑا ہوا تھا۔

"سیٹھ جبار کا یہی کمرہ ہے"...... عمران نے اس دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں جناب"...... دربان نے بڑے مرعوب سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول دیا اور عمران اور جوانا اندر داخل ہو گئے ۔ ایک بڑی سی پرانی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر

آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ شکل صورت اور جسمانی لحاظ سے وہ ٹھیٹھ کاروباری آدمی لگ رہا تھا۔

"جی فرمایئے"...... اس نے عمران اور جوانا کو اندر آتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"تمہارا نام سیٹھ جبار ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں میں ہی سیٹھ جبار ہوں ۔ حکم کیجئے"...... سیٹھ جبار نے جواب دیا۔

"تمہارے دو آدمی سلامت اور صاحب علی کہاں ہیں"...... عمران نے کہا تو سیٹھ اس بری طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک کرنٹ آگیا ہو۔

"کیا ۔ کیا ۔ کون ۔ کون"...... اس نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا میز کے اوپر سے الٹ کر سائیڈ میں پڑی کرسیوں پر جا پڑا اور پھر گھوم کر نیچے فرش پر گر گیا۔

"کہاں ہیں وہ دونوں"...... عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑتے ہوئے کہا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا سیٹھ جبار یکلخت اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے اس کے جسم کے ایک ایک ریشے میں برقی کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو ۔ لیکن پھر اس کا جسم بے جان ہوتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں ۔ چہرہ مسخ ہوتا چلا گیا۔

"بولو کہاں ہیں وہ دونوں"...... عمران نے پیر واپس موڑتے

ہوئے کہا تو سیٹھ جبار کا رکتا ہوا سانس بحال ہونے لگ گیا۔

"بولو ورنہ"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔وہ نگرانی کر رہے ہیں۔ علی عمران کی"....... سیٹھ جبار نے رک رک کر کہا۔

"کس نے تمہیں یہ کام دیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"گر۔گر۔گرین کارڈ نے۔گرین کارڈ نے"....... جبار نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران یہ نام سن کر چونک پڑا۔

"کون ہے گرین کارڈ پوری تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"مم۔مم مجھے نہیں معلوم۔استاد جبرو کو معلوم ہوگا۔اس نے مجھے کام دیا تھا کہ یہ گرین کارڈ کا کام ہے۔ایک آدمی علی عمران کنگ روڈ پر رہتا ہے۔اس کی نگرانی کرنی ہے۔اس کا فون ٹیپ کرنا ہے"۔جبار نے کہا۔

"تم کب سے یہ کام کر رہے ہو"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کافی عرصے سے کرتا ہوں۔ہوٹل کے علاوہ میرا یہی دھندہ ہے"....... جبار نے کہا۔

"یہ استاد جبرو کون ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"بڑے محلے کا دادا ہے۔وہاں اس کا اڈہ ہے۔خفیہ جوا خانہ اور شراب خانہ ہے"....... سیٹھ جبار نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔پوری"....... عمران نے پیر کو موڑتے

ے کہا۔لیکن اس سے پہلے کہ سیٹھ جبار کوئی جواب دیتا۔اچانک زہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک مشین گن کی نال نظر آئی۔لیکن اسی دروازے کی سائیڈ پر کھڑے ہوئے جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ین گن کی نال پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ایک دبلا پتلا آدمی چیختا اچھل کر اندر ایک دھماکے سے آگرا۔جوانا نے مشین گن کی نال کر اسے اس انداز میں جھٹکا دیا تھا کہ وہ آدمی ہائی جمپ کے انداز میں ہوا اندر آگرا تھا۔جب کہ مشین گن جوانا کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ نا نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔اس آدمی نے نیچے گرتے ہی نے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کی لات حرکت میں آئی اور وہ چیختا فضا میں ایک بار پھر اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا جب کہ فرش پر پڑا سیٹھ جبار شہہ رگ کچلنے کی وجہ سے اس دوران ہلاک ہو چکا تھا۔ آدمی کے اچانک دروازہ کھولنے اور جوانا کے اسے اچھالنے کی وجہ ے عمران کی توجہ اس طرف ہو گئی تھی اور لاشعوری طور پر سیٹھ جبار شہ رگ کچلی گئی تھی۔

"دروازہ اندر سے لاک کر دو جوانا"....... عمران نے کہا اور جھک اس دبلے پتلے آدمی کو اٹھایا اور اسے ایک طرف رکھے ہوئے صوفے ٹھا کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کا سر تھاما اور دوسرا ہاتھ اس نے کی ناک اور منہ پر رکھ کر اسے دبا دیا۔چند لمحوں بعد ہی اس آدمی جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران نے دونوں ہاتھ ئے اور پھر ایک جھٹکے سے اس آدمی کا کوٹ اس کی پشت پر کافی نیچے

کر کے اسے کوٹ کڑی میں لاک کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی
ہلکی سی چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں۔
"کون ہو تم"...... عمران نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے انگوٹھے کو اس کی گردن کے
ایک مخصوص حصے پر رکھ کر آہستہ سے دبا دیا۔
"چھ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو"........ انگوٹھے کے دباؤ کی وجہ سے اس
آدمی نے پہلی سے بھی زیادہ تیز انداز میں تڑپتے ہوئے کہا۔
"بولو کون ہو تم"...... عمران کی غراہٹ اور بڑھ گئی۔
"شش شش شانو۔ مم۔ مم۔ میرا نام شانو ہے"....... اس آدمی
کے حلق سے رک رک کر نکلا۔
"تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ ایک لمحے میں
شہ رگ کچل دوں گا"...... عمران نے انگوٹھے کے دباؤ کو ذرا سا ہلکا
کرتے ہوئے کہا۔
"سب بب بتاتا ہوں۔ میری گردن چھوڑ دو میں سب کچھ بتاتا ہوں
اس عذاب سے نکالو مجھے"...... اس آدمی نے کہا تو عمران نے ہاتھ ہٹا لیا
اور اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔
"سب کچھ بتا دو تو میں تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتا ہوں"۔ عمران نے
کہا۔
"پہلے وعدہ کرو کہ مجھے زندہ جانے دو گے۔ میں تمہیں وہ کچھ بھی بتا
سکتا ہوں جو شاید سیٹھ جبار اور استاد جبرو کو بھی معلوم نہ ہو گا"۔ شانو

کہا تو عمران نے وعدہ کر لیا۔
۔ میرا نام شانو ہے اور میں استاد جبرو کا خاص آدمی ہوں۔ استاد جبرو
مجھے یہاں اس لئے تعینات کیا ہوا ہے کہ میں سیٹھ جبار کی نگرانی
اور اگر سیٹھ جبار استاد جبرو کے خلاف کوئی سازش کرے تو میں
اطلاع دوں۔ یہاں ایک ایسا کمرہ ہے جس میں ایسے آلات لگے
ئے ہیں کہ یہاں ہونے والی تمام کارروائی وہاں ایک سکرین پر نظر
ہے اور آواز بھی سنی جا سکتی ہے۔ میں اس کمرے میں ہوتا ہوں۔
جب یہاں آئے تو میں چونک پڑا کیونکہ میں تمہیں پہچانتا ہوں تم
یگر کے ساتھی ہو اور تمہارا نام علی عمران ہے اور جب تم نے سیٹھ
سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور سیٹھ جبار نے استاد
و کا نام لیا تو میں نے تم سمیت سیٹھ جبار کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا
کہ مجھے معلوم تھا کہ سیٹھ جبار سے معلومات ملنے کے بعد تم استاد
و پر چڑھ دوڑو گے۔ میں مشین گن لے کر ایک خفیہ راستے سے
ں پہنچا۔ دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ میں
وازہ کھول کر فوراً فائرنگ شروع کر دوں گا۔ اس طرح تم لوگوں
سنبھلنے سے پہلے ہی تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن تمہارا یہ دیو میری
سے زیادہ ہوشیار تیز اور طاقتور نکلا۔ بہرحال اس کے بعد کی
ت حال کا تو تمہیں علم ہے"...... شانو نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔
۔ لیکن تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھے وہ کچھ بتاؤ گے جس کا علم سیٹھ

جبار کو بھی نہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"وہی بتا رہا ہوں۔ استاد جبرو دراصل خفیہ پولیس میں کام کر
پھر ایک غبن کے سلسلے میں اسے نکال دیا گیا تو اس نے ایک اور
کے ساتھ مل کر داداگیری شروع کر دی بڑے محلے میں اس آدمی ک
تھا۔ استاد جبرو کا تعلق چونکہ خفیہ پولیس سے رہا تھا۔ اس لئے استا
نے اس اڈے کے کاروبار کے ساتھ ساتھ بدمعاشوں کے بارے
معلومات اکٹھی کر لیں اور انہیں ایک دوسرے کو بھاری معاو
فروخت کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے آہستہ آ
ایک بڑی تنظیم بنا لی۔ سیٹھ جبار بھی اس تنظیم کا رکن تھا۔ پھر ا
جبرو کا ساتھی ایک جھگڑے میں مارا گیا تو استاد جبرو نے اڈے پر
قبضہ کر لیا۔ اس طرح اس کی دو حیثیتیں ہو گئیں۔ پھر ایک نئی
یہاں آ گئی۔ اس کا کام بھی مخبری تھا۔ یہ دو میاں بیوی ہیں۔ دو
بے حد چالاک ہوشیار اور عیار لوگ ہیں۔ مرد کا نام ارباب ہے
عورت کا نام لیلیٰ۔ یہ دونوں الپائن ہوٹل کے ساتھ واقع الپائن
میں رہتے ہیں۔ یہ ایکریمیا میں مخبری کا دھندہ کرتے تھے پھر یہاں
یہاں بھی انہوں نے مخبری کا دھندہ شروع کر دیا تو ان کا ٹکراؤ استا
کی تنظیم سے ہو گیا۔ دونوں کے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہوئی
استاد جبرو اس ارباب کے مقابلے میں شکست کھا گیا۔ وہ ارباب ا
خوفناک لڑاکا ہے۔ سنا ہے کہ ایکریمیا کے بڑے بڑے ماہر لڑاکا ا
نام سن کر دہشت کھا جاتے ہیں۔ پھر وہ بڑا آدمی بھی ہے۔ اس نے

ستاد جبرو کو شکست دے کر بڑے آدمی ہونے کا یہ ثبوت دیا کہ اس
نے اس سے دوستی کر لی اور پھر ان دونوں کے درمیان ایک معاہدہ
طے پا گیا کہ شہر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مال روڈ درمیان
لکیر سمجھی گئی۔ اب مشرقی حصہ استاد جبرو نے اور مغربی حصہ
رباب نے رکھ لیا اور یہ طے پایا کہ مشرقی حصے میں استاد جبرو کی تنظیم
م کرے گی اور مغربی حصے میں ارباب کی۔ جس کا نام گرین کارڈ ہے
ور اگر استاد جبرو کو مغربی حصے میں کسی کی نگرانی کرانی ہو گی تو وہ
رین کارڈ کو معاوضہ دے کر یہ کام کرے گا۔ معلومات حاصل کرنی
وں گی تو معاوضہ دے کر خریدے گا۔ اسی طرح مشرقی حصے میں اگر
رین کارڈ نگرانی کرائے گا تو استاد جبرو کو معاوضہ دے کر کرائے گا اور
س حصے کے بارے میں معلومات وہ استاد جبرو کو معاوضہ دے کر
رائے گا۔ اس معاہدے پر گزشتہ چھ ماہ سے کام ہو رہا ہے۔ تمہارا
یٹ استاد جبرو کے علاقے میں ہے اور ارباب تمہاری نگرانی کرانا
ہتا تھا۔ چنانچہ اس نے استاد جبرو کو یہ کام دے دیا اور استاد جبرو نے
کام سیٹھ جبار کے ذمے لگا دیا۔ کیونکہ سیٹھ جبار کے دونوں آدمی
احب اور سلامت اس پورے علاقے میں سب سے کامیاب مخبر سمجھے
تے ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق پولیس سے رہا ہے۔ بس یہ ہے ساری
ت۔ یہ باتیں سیٹھ جبار بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے بھی سیٹھ جبرو نے
م دیا تھا اور اس نے کام شروع کر دیا تھا"...... شانو نے پوری
یل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ ارباب کس کے کہنے پر میری نگرانی کرا رہا ہے"...... عمر
نے پوچھا۔

"یہ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو استاد جبرو کا ساتھی ہوں"......
نے جواب دیا۔

"اس ارباب کا حلیہ کیا ہے اور الپائن کلب کے کس کمرے میں
رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا تو شانو نے اسے حلیہ بتا دیا اور س
ہی کمرہ نمبر بھی۔

"اور اب تم جا کر اپنے استاد جبرو کو سب کچھ بتاؤ گے اور وہ دوبا
میرے پیچھے آدمی لگا دے گا کیوں"...... عمران نے شانو سے کہا۔

"نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میں اس
کہہ دوں گا کہ میں کھانا کھانے گیا اور بعد میں آیا تو سیٹھ جبار مرا پڑا
وہ مجھ پر بے حد بھروسہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ میری بات بے چوں
تسلیم کر لے گا"...... شانو نے کہا۔

"او کے۔ پھر تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا
آگے بڑھ کر اس نے اس کا کوٹ ایک جھٹکے سے اوپر کیا اور درواز
کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوانا کے ساتھ اس ہوٹل سے باہ
چکا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے ماسٹر۔ اس ارباب سے پوچھ گچھ کرنی ہے
اس استاد جبرو کی گردن توڑنی ہے"...... جوانا نے کار میں بیٹھتے ہو
کہا۔

"فی الحال تم مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر دو۔ میں ٹائیگر کو اس
کے پیچھے لگا دوں گا۔ پھر اس کے بارے میں معلومات ملیں گی کہ وہ کس
کے کہنے پر میری نگرانی کرا رہا تھا"...... عمران نے کہا اور جوانا نے
اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

ارباب اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ارباب نے جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی چونک کر کتاب ایک طرف رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بغیر مال واسباب کے ارباب بول رہا ہوں"...... ارباب نے بڑے شگفتہ لہجے میں کہا۔

"جبرو بول رہا ہوں ارباب"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

"الجبرے کے کسی قاعدے سے تمہارا تعلق ہے"۔ ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مذاق بند کرو ارباب حالات انتہائی سنگین ہو چکے ہیں۔ سیٹھ جبار مارا گیا ہے۔ اس کے دونوں آدمی جو اس علی عمران کی نگرانی کر رہے تھے دونوں غائب ہو چکے ہیں اور اس علی عمران کو میرے نام اور اڈے

کے متعلق بھی معلومات مل چکی ہیں"...... جبرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا ہوا جو غائب ہو چکے ہیں۔ ان کے بارے میں اخبار میں اعلان گمشدگی چھپوا دو۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلان کرا دو۔ سیٹھ جبار کا مزار بنوا کر اس پر قوالی کرنے کا بندوبست کر دو۔ اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے"...... ارباب نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"سنو ارباب میں نے یہ فون اس لئے کیا ہے کہ میں اب اس علی عمران کی مزید نگرانی نہیں کر سکتا۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ مجھے پہلے اس کے بارے میں معلومات نہیں تھیں۔ لیکن اب معلومات مل گئی ہیں اور میں فوری طور پر ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ ورنہ وہ کسی بھوت کی طرح میری گردن کسی بھی لمحے مروڑ ڈالے گا"...... جبرو نے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے اتنا خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اصل میں تمہارے ساتھ ہونے والے معاہدے کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا تھا ورنہ میں جانتا تھا کہ جو شخص سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس کے خلاف تمہارے یہ گھٹیا درجے کے مخبر کچھ نہ کر سکیں گے۔ لیکن چونکہ معاہدہ میں نے خود کیا تھا اس لئے میں اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا تھا"...... ارباب نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"سنو ارباب تم درست کہتے ہو۔ آج سے میں خود یہ معاہدہ ختم کرتا

ہوں ۔ تم جو چاہے جہاں جی چاہے کرتے رہو ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اس
عمران تک تمہارا نام پہنچ چکا ہے"...... جبرد نے کہا۔
"ٹھیک ہے اگر تم خود معاہدہ ختم کرتے ہو تو ٹھیک ہے ۔ لیکن
میرا وعدہ کہ تمہارے معاملات میں میرے آدمی دخل نہ دیا کریں گے ۔
لیکن تم نے جو کچھ کہا ہے اس کی تفصیل بھی بتا دو"...... ارباب نے
کہا۔

"بے حد شکریہ ۔ تم واقعی بڑے آدمی ہو ۔ میں تمہیں مختصر طور پر یہ
بتا دیتا ہوں ۔ تمہارے کہنے پر میں نے اس علی عمران کی نگرانی کا کام
سیٹھ جبار کے ذمے لگا دیا تھا ۔ اس نے اپنے دو بہترین آدمی اس کے
پیچھے لگا دیئے ۔ لیکن پھر وہ دونوں اچانک غائب ہو گئے اور عمران خود
اپنے ایک حبشی دیو کے ساتھ سیٹھ جبار کے دفتر پہنچ گیا ۔ میرا آدمی شانو
اس کی مستقل نگرانی کرتا رہتا تھا ۔ اس نے انہیں ختم کرنے کی
کوشش کی لیکن وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا ۔ الٹا انہوں نے شانو سے سب
کچھ دریافت کر لیا ۔ شانو چونکہ میرا خاص آدمی تھا اس لئے اس نے
عمران کو میرے تمہارے درمیان جھگڑے اور بعد میں معاہدے تک
ساری باتیں بتا دیں اور تمہارا حلیہ اور تمہارے رہائش گاہ کے بارے
میں بھی تفصیل بتا دی ۔ عمران نے اسے چھوڑ دیا تو وہ میرے پاس آیا ۔
میں اس کی باتوں سے کھٹک گیا ۔ چنانچہ میں نے اس سے آخر کار سب
کچھ اگلوا لیا ۔ وہ عمران کو بھی جانتا ہے ۔ زیر زمین دنیا میں ایک اونچے
درجے کا بدمعاش ہے ٹائیگر یہ عمران اس کا دوست ہے ۔ بہرحال میں

نے شانو کو تو اسی وقت ختم کر دیا اور اب تمہیں فون کر رہا ہوں اور
اب معاملات کو تم جس طرح چاہو سنبھال لو ۔ میں اس وقت تک
ملک سے باہر رہوں گا جب تک یہ سارا مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا" ۔ جبرد
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ارباب نے ایک طویل
سانس لیا اور رسیور رکھ دیا ۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے
رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔
"کاشو بول رہا ہوں"...... ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔
"ارباب بول رہا ہوں ۔ الپائن کلب سے"...... ارباب نے کہا۔
"اوہ ارباب صاحب ۔ آپ کے فون کا تو مجھے شدت سے انتظار تھا ۔
ایک ہفتہ گزرنے میں صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں اور چیف باس کا
حکم تھا کہ انہیں ایک ہفتے کے اندر اس فور سٹار کے بارے میں
اطلاعات ملنی چاہئیں"...... دوسری طرف سے کاشو کی تیز آواز سنائی
دی ۔
"میں نے تمہیں ہفتے کا حساب بھی سمجھایا تھا ۔ کیا وہ حساب بھول
گیا ہے تمہیں"...... ارباب نے کہا۔
"وہ تو ٹھیک ہے لیکن چیف باس ان معاملات میں بے حد سخت
ہیں"...... کاشو نے جواب دیا۔
"کتنے سخت ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ پتھر کے بنے ہوئے ہوں گے لیکن
آج کل تو ایسے کیمیکلز آ گئے ہیں کہ پتھر کو بھی گلا کر رکھ دیتے ہیں" ۔
ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چیف باس کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔ بہرحال آپ بتائیں کیسے فون کیا ہے"...... کاشو نے کہا۔

"فور سٹار کے لیڈر کا تو میں نے پتہ چلالیا ہے۔ کیا اس سے کام چل جائے گا"...... ارباب نے کہا۔

"کون ہے لیڈر"...... کاشو نے چونک کر پوچھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کا اکلوتا لڑکا۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ بظاہر احمق سا۔ معصوم سا نوجوان ہے۔ مزاحیہ باتیں کرنے میں مشہور ہے۔ اپنے آپ کو اکثر پرنس آف ڈھمپ بھی کہلاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں میں دو دیو ہیکل حبشی بھی ہیں جن میں سے ایک کا نام جوانا ہے اور یہ جوانا کسی زمانے میں ایکریمیا کی مشہور پیشہ ور قاتل تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن بھی رہا ہے۔ اتنی معلومات کافی ہیں یا مزید بتاؤں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باقی فور سٹار کون ہیں"...... کاشو نے کہا۔

"فی الحال تو ایک سٹار کے بارے میں معلومات ملی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم لوگ اسی پر گزارہ کر لو تو بہتر ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ دوسرے سٹارز کا تعلق بھی یقیناً سیکرٹ سروس سے ہی ہو گا"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن سیکرٹ سروس نے اس سے پہلے تو کبھی ہمارے دھندے

میں مداخلت نہیں کی اس بار ایسا کیوں ہوا ہے۔ بہرحال میں چیف باس سے بات کر کے آپ کو پھر فون کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ارباب نے رسیور رکھا اور ایک بار پھر کتاب اٹھالی۔ لیلیٰ کسی سہیلی کی سالگرہ میں گئی ہوئی تھی اس لئے ارباب اطمینان سے مطالعے میں مصروف تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارباب نے ایک بار پھر رسیور اٹھالیا۔

"ارباب بول رہا ہوں"...... ارباب نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"کاشو بول رہا ہوں چیف باس آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔ بات کریں"...... دوسری طرف سے کاشو کی آواز سنائی دی اور ارباب چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کاشو کا چیف باس پاکیشیا میں منشیات کا بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔

"ہیلو نواب بہادر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ارباب بول رہا ہوں نواب صاحب"...... ارباب نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارباب مجھے کاشو نے ابھی اس عمران کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔ تم نے اسے بتایا ہے کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کا روپ بھی دھار لیتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی ہاں یہ سچ ہے"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

" گذشتہ دنوں نواب رضا سے بھی ایک پرنس آف ڈھمپ اپنے دو حبشی دیو ہیکل ساتھیوں اور دو مقامی آدمیوں کے ساتھ ملنے آیا تھا وہ اس کی بیٹی کے رشتے کے لئے آیا تھا۔ نواب رضا ہماری مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کیا کرتا۔ اس کو یہ رشتہ پسند آیا تھا۔ اس لئے اس نے ہم سے کہا تھا کہ ہم اس پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں۔ اس نے بتایا تھا کہ یہ ریاست کوہ ہمالیہ کے دامن میں کوئی آزاد ریاست ہے۔ اس پرنس نے نواب رضا کو اقوام متحدہ کی طرف سے جاری کردہ دستاویزات بھی دکھائی تھیں اور اپنی ڈگریاں بھی جن کے مطابق اس نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے ذرائع استعمال کیے۔ لیکن مجھے کہیں بھی اس ریاست اور اس پرنس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی۔ حتیٰ کہ میں نے پاکیشیا کے اعلیٰ ترین حکام سے بھی معلومات حاصل کیں لیکن اسے کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ اب کاشو نے پہلی بار اس کا نام لیا ہے تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ دراصل کون ہے۔ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ وہ نواب رضا کے پاس کیوں گیا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ نواب بہادر نے کہا۔

" اس رپورٹ کے ملنے کے بعد بھی آپ نہیں سمجھ سکے نواب صاحب وہ لامحالہ آپ کو تلاش کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس تلاش میں نواب رضا کے پاس پہنچا ہو۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام

کرتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ ایسے شواہد اکٹھے کرلے"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

" لیکن اس نے نواب رضا سے اس بارے میں تو کوئی بات نہیں کی"۔۔۔۔۔۔ نواب بہادر نے جواب دیا۔

" نواب صاحب ہو سکتا ہے کہ اس نے نواب رضا کی کوٹھی میں کوئی ایسا سائنسی آلہ لگا دیا ہو۔ جس سے آپ کی اور نواب رضا کے درمیان ہونے والی گفتگو اس تک پہنچ گئی ہو۔ اس طرح اسے معلوم ہو جائے گا کہ نواب رضا کا تعلق آپ سے ہے۔ اب یہ آپ کو پتہ ہو گا کہ نواب رضا آپ کے بارے میں کتنا جانتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اچھا میری بات سنو کیا تم اس عمران کا خاتمہ کر سکتے ہو۔ معاوضے کی فکر مت کرو جو تم کہو گے وہی ملے گا"۔۔۔۔۔۔ نواب بہادر نے کہا۔

" سوری نواب صاحب میں صرف مخبری کا دھندہ کرتا ہوں۔ یہ قتل وغارت میری فیلڈ سے باہر کی چیزیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میں اس کا کوئی اور بندوبست کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ نواب بہادر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ارباب نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" میرا نام ارباب ہے رباب نہیں ہے کہ مسلسل بجتا ہی

رہوں"...... ارباب نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کاشو بول رہا ہوں آپ نے علی عمران کا پتہ دوسری تفصیلات تو بتائی ہی نہیں...... دوسری طرف سے کاشو نے کہا۔

"تو تمہارے چیف باس نے اس عمران کے خاتمے کا مشن تمہارے ذمے لگا دیا ہے شاید...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔ یہ ہمارا کام ہے...... آپ اس کے بارے میں تفصیلات بتائیں"...... اس بار کاشو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو جی چاہے کرتے رہو۔ تفصیلات سن لو۔ نام علی عمران والد کا نام سر عبدالرحمن۔ رہائش فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ۔ فلیٹ میں ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے"...... ارباب نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"اس کا حلیہ"...... کاشو نے پوچھا تو ارباب نے پال کی زبان سے سنا ہوا حلیہ دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا کام ختم ہو گیا۔ اب ہم جانیں اور یہ عمران"...... دوسری طرف سے کاشو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ارباب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور لیلیٰ اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ ڈاکٹر کو بلایا ہے یا نہیں"...... لیلیٰ نے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر ارباب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کی تو اب ضرورت پڑے گی سویٹ وائف"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ذرا اپنی گردن تو دکھاؤ نشان لازماً ہوں گے"...... لیلیٰ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔

"دکھاؤ کا لفظ غلط بول گئی ہو۔ یہاں دباؤ کا لفظ استعمال ہوتا ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن لیلیٰ نے واقعی اس کا سر پکڑ کر اس کی گردن کو کرسی کے چاروں طرف گھوم کر دیکھنا شروع کر دیا۔

"ارے ارے وہی گردن ہے جو نکاح کے وقت تھی۔ قسم لے لو جو میں نے تبدیل کرائی ہو"...... ارباب نے کہا۔

"دانتوں کے نشانات تو نظر نہیں آ رہے لیکن پھر تمہارے جسم کا خون کہاں گیا"...... لیلیٰ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"خون کہاں گیا۔ کیا مطلب"...... ارباب نے واقعی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جب میں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی تو تمہارے چہرے پر خون کی جھلکیاں موجود تھیں لیکن اب تمہارا چہرہ ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی مومی مجسمے کا چہرہ ہو۔ خون نام کی کوئی چیز ہی نظر نہیں آ رہی۔ میں نے سمجھا کھڑکی کھلی ہوئی ہے شاید کوئی ڈریکولا تمہارا خون پی گیا ہے۔ لیکن اس کے دانتوں کے نشانات تو ہونے چاہئیں تھے۔ ہمیشہ ہوتے ہیں"...... لیلیٰ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ارباب بے اختیار ہنس

پڑا۔

"پتہ نہیں عورتیں کیوں ماضی میں زندہ رہتی ہیں۔ سویٹ وائف۔ یہ ڈریکولا ماضی کا کردار تھا اور اسے خون پینے کے لئے دوسروں کی گردنوں پر دانت گاڑنے پڑتے تھے۔ اب تو جدید دور ہے۔ بس نکاح کے دو بول پڑھے اور دولہا بیچارے کے جسم کا خون خوف کے مارے خشک"...... ارباب نے کہا۔

"اچھا تو میری عدم موجودگی میں یہ نیا گل کھلایا ہے تم نے"۔ لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"گل کھلایا ہے۔ کمال ہے۔ گل جب موجود ہی نہ ہو گا تو کیسے کھلایا جائے گا اور تم ہو کہ یہی کہتی ہو کہ ابھی گل کی ضرورت نہیں ہے بڑی عمر پڑی ہے گل کھلانے کی۔ حالانکہ میں نے تو کئی بار کہا ہے کہ دو چار گل کھلنے ہی چاہئیں ہمارے باغ میں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ یہ بتاؤ کہ تم بور کیوں نظر آرہے ہو۔ اچھا بھلا تمہیں چھوڑ کر گئی تھی۔ اب تمہارے چہرے پر بارہ بج رہے ہیں"۔ لیلیٰ نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس نواب بہادر والا مشن مکمل کر دیا ہے۔ لیکن زندگی میں پہلی بار مشن مکمل کرنے میں لطف نہیں آیا۔ اس لئے بور ہو رہا تھا"...... ارباب نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"مکمل کر دیا ہے کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ کیا وہ فور سٹار ٹریس ہو گیا ہے"...... لیلیٰ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ارباب نے اسے استاد جبرو کے فون آنے سے لے کر نواب بہادر اور پھر کاشو کے فون تک ساری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے در حقیقت اس مشن سے جان چھڑوائی ہے۔ کیوں"...... لیلیٰ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرتے ہوئے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ پاکیشیا ہمارا وطن ہے اور اپنے وطن کی سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے لوگوں کے سامنے اوپن کرنے کا مطلب میری نظر کے مطابق ملک و قوم سے غداری ہے۔ اس لئے میں نے دانستہ اس مشن سے ہاتھ اٹھا لیا ہے"...... ارباب نے کہا۔

"اور ان منشیات فروشوں کے لئے کام کرنا یہ ملک و قوم سے ہمدردی ہے"...... لیلیٰ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم نہ منشیات کی سرپرستی کرتے ہیں نہ ان سے تعاون۔ ہم تو صرف ادھر کی معلومات ادھر فروخت کرتے ہیں اور ادھر کی ادھر۔ اس لئے ہمارا دامن صاف ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں یقین ہے۔ کہ فور سٹار سیکرٹ سروس کا ہی گروپ ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو"...... لیلیٰ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے ۔ کہ ایسا ہی ہے" .... ارباب نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اگر تمہاری چھٹی حس کہہ رہی ہے تو ٹھیک ہے ۔ لیکن پھر اس بات کا افسوس کیسا۔ اٹھو چلیں کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھائیں" .... لیلیٰ نے کہا۔

"کیوں کیا تمہاری سہیلی نے تمہیں کھانا بھی نہیں کھلوایا" .... ارباب نے چونک کر کہا۔

"وہ تو کہتی رہی ۔ لیکن مجھ سے کھایا ہی نہیں گیا تمہارے بغیر" .... لیلیٰ نے کہا۔

"اچھا یعنی میں تمہارے لئے چورن کی حیثیت رکھتا ہوں کہ میرے بغیر تم کھانا ہی نہیں کھا سکتیں" .... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو لیلیٰ بھی بے اختیار ہنس پڑی ۔

"اب اٹھو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی ہے" .... لیلیٰ نے کہا اور ارباب ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے سمجھا تھا کہ آج اطمینان سے کتاب پڑھوں گا۔ لیکن ایک چوتھائی بھی نہیں پڑھی جا سکی" .... ارباب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"زندگی سب سے دلچسپ کتاب ہے ۔ اسے پڑھا کرو یہ کتابیں تو خون پیتی ہیں" .... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ شیرٹن ہوٹل کے ڈرائننگ ہال میں بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک ویٹر ان کے قریب آیا۔ اس

کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"آپ کا نام ارباب ہے جناب آپ کی کال ہے" ...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میری کال" ...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور پھر سر ہلاتے ہوئے اس نے فون لے کر کان سے لگا لیا۔

"ارباب بول رہا ہوں" .... ارباب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رباب بولا نہیں کرتے ۔ بجا کرتے ہیں اور اس وقت تو کیا ہی خوب بجتے ہیں جب بجانے والی محترمہ کی انگلیوں پر مضراب چڑھانے کی ضرورت ہی نہ رہے" .... دوسری طرف سے ایک شگفتہ سی آواز سنائی دی تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ماشاء اللہ گلا تو آپ کا سر میں ہے" .... ارباب نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بولنے والا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب ۔ اس قدر خوبصورت جواب دینے والا واقعی رباب کی بجائے ارباب ہی ہو سکتا ہے ۔ اب یہ اور بات ہے کہ جس ارباب کو لَے اور سر کی پہچان ہو ۔ اسے خالی ارباب کہنے کی بجائے ارباب نشاط کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ نشاط کا لفظ بھی رات یعنی لیل میں زیادہ استعمال ہوتا ہے ۔ اس لئے ارباب لیلیٰ اور ارباب نشاط تقریباً ہم معنی ہی بن جاتے ہیں ۔ ویسے میرا نام علی عمران ہے" .... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارباب بھی اس خوبصورت ۔ گہرے اور پر معنی جواب پر

بے اختیار مسکرا دیا۔

" اوہ تو آپ ہیں علی عمران ۔ فون کرنے کی کیا ضرورت تھی تشریف لایئے ۔ اکٹھے کھانا بھی کھائیں گے اور عمرانیات پر ڈسکس بھی ہو جائے گی "...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ اس دعوت کا ۔ لیکن شیرٹن والے مونگ کی دال پکاتے نہیں ہیں اور میرے باورچی آغا سلیمان پاشا نے مجھے سوائے مونگ کی دال کے اور کچھ کھانے کے قابل چھوڑا ہی نہیں ہے ۔ میں نے تو فون اس لئے کیا تھا کہ آپ کے دل میں ملک وقوم کے لئے جو ہمدردی ہے اور جس کا اظہار آپ نے تھوڑی دیر پہلے اپنی سویٹ وائف سے باتیں کرتے ہوئے کیا اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کروں ۔ ویسے سیکرٹ سروس والے بہادروں کے پاس اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ نواب بہادروں کو تلاش کرتے پھریں ۔ اس لئے آپ کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ بڑے شوق سے اپنا باقی ماندہ مشن مکمل کر سکتے ہیں ۔ آپ کے کھانے میں مداخلت پر معذرت پھر ملاقات ہو گی ۔ خدا حافظ "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ تو ارباب نے فون آف کیا اور اسے ایک طویل سانس لیتے ہوئے میز پر ایک طرف رکھ دیا ۔

" کس کا فون تھا "...... لیلیٰ نے پوچھا ۔

" علی عمران کا "...... ارباب نے کہا اور دوبارہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا ۔

" کیا اس نے تمہیں چیلنج کر دیا ہے "...... لیلیٰ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ارباب بے اختیار چونک پڑا ۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا ۔ کیا تم باتیں سن رہی تھیں " ۔ ارباب نے چونک کر کہا ۔

" میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ۔ اس لئے مجھے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تم کیا سوچ رہے ہو ۔ کہو تو بتا دوں "...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا ۔

" ہاں واقعی ۔ یہی تو بڑی مشکل ہے ۔ شادی کے بعد آدمی کسی کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا ۔ بہرحال اس نے واقعی مجھے چیلنج کر دیا ہے "...... ارباب نے کہا ۔

" کیا کہا ہے "...... لیلیٰ نے کہا ۔ تو ارباب نے عمران کی بات بتا دی ۔

" اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے کمرے میں بھی اس نے کوئی ڈکٹا فون فٹ کر رکھا تھا ۔ یہ تو اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے " ۔ لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ہاں ہے تو اخلاق سے گری ہوئی حرکت ۔ لیکن ایسے دھندوں میں ایسے کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں ۔ بہرحال اب مجھے واقعی اس فورسٹار کو ٹریس کرنا ہی پڑے گا "...... ارباب نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

" کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس عمران کو اس اخلاق سے گری ہوئی حرکت کا جواب بھی تو دینا ہے ۔ ساتھ ہی تفصیل بھی پوچھ لیں

گے"...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ تمہارا مطلب ہے کہ اسے اغوا کیا جائے"...... ارباب نے کہا۔

"اغوا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے فلیٹ پر چلتے ہیں"۔ لیلیٰ نے کہا تو ارباب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے"...... ارباب نے کہا اور دوبارہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

ختم شد

تجھے دیکھے بغیر تیری تصویر بنا دوں گا
تجھے ملے بغیر تیرے دل کا حال بتا دوں گا
میری دوستی میں ہے دم اتنا
تیرے آنسوؤں کو اپنے آنسو بنا کر بہا دوں گا

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور اچھوتی کہانی

کوڈواک

مصنف ____ مظہر کلیم ایم، اے

●۔ پاکیشیا کی میزائل بنانے والی خفیہ فیکٹری ____ جہاں صرف چیف ایکسٹو ہی داخل ہوسکتا تھا۔

●۔ میزائل فیکٹری ____ جس کا اہم ترین فارمولا چوری ہوگیا اور انکوائری کیلئے ایکسٹو کو عمران اور جولیا کے ساتھ خود جانا پڑا ____ کیا ایکسٹو وہاں اپنے عہدے کی لاج رکھ سکا ____ یا ____ ؟

●۔ وہ لمحہ ____ جب عمران اور سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کی یہ انتہائی اہم ترین دفاعی فیکٹری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی اور عمران کا چہرہ پتھرا سا گیا۔

●۔ وہ لمحہ ____ جب پہلی بار عمران کو احساس ہوا کہ اس قدر قیمتی فیکٹریاں یا لیبارٹریاں جب تباہ ہوتی ہیں تو دلوں پر کیا گزرتی ہے۔

●۔ فیکٹری کی تباہی کے ساتھ ساتھ میزائلوں کا اہم ترین فارمولا بھی چوری کر لیا گیا۔ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کلیو موجود نہ تھا۔

●۔ وہ لمحہ ____ جب عمران کو اطلاع ملی کہ صدر مملکت کو چوری شدہ فار

معاوضہ دے کر خریدنا پڑا ہے ____ کیا عمران اور سیکرٹ سروس واقعی اس حد تک بے بس ہو گئے تھے ؟

●۔ کوڈواک ____ فارمولے کا ضروری حصہ جو غائب کر دیا گیا تھا اور جس کے بغیر فارمولا ادھورا تھا۔

●۔ کوڈواک ____ جس کے حصول کے لئے سیکرٹ سروس کی تین ٹیمیں تین مختلف ممالک میں روانہ کر دی گئیں۔

●۔ کوڈواک ____ جسے حاصل کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان مقابلہ شروع ہوگیا۔

●۔ کوڈواک ____ جس کے حصول کے لئے عمران نے آخری لمحے تک بے پناہ جدوجہد کی۔ لیکن عین آخری لمحات میں اسے معلوم ہوا کہ کوڈواک اس سے پہلے سیکرٹ سروس نے حاصل کر لیا ہے۔

●۔ کوڈواک ____ جس کے حصول کیلئے عمران، سیکرٹ سروس کے ارکان سے واضح شکست کھا گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے عمران کی شکست پر اس کے سامنے دل کھول کر قہقہے لگائے ____ کیا واقعی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا گیا تھا۔ یا اس نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا تھا۔

●۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے حیرت انگیز واقعات۔ ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک ناقابلِ فراموش اور یادگار ناول

دہشت گرد

مصنف:- مظہر کلیم ایم اے

- دہشت گرد ایک ایسی خوف ناک تنظیم جو ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے میں مشہور تھی
- سوپر فیاض اور سر رحمان دہشت گرد کے مقابلے میں علیحدہ ٹیم لے کر آ گئے؟
- عمران اور سیکرٹ سروس بھی دہشت گرد کے خاتمے کیلئے میدان میں کود پڑی
- دہشت گرد نے وہ ٹرین ہی اڑا دی جس میں سوپر فیاض اپنی ٹیم سمیت سفر کر رہا تھا
- دہشت گرد کے خوفناک قاتلوں نے سر رحمان کو گولیوں سے چھلنی کر دیا پھر؟
- عمران، بلیک زیرو، سیکرٹ سروس اور سوپر فیاض کا دہشت گرد سے خوف ناک مقابلہ
- بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی جبکہ سوپر فیاض نے میدان مار لیا۔ کیا واقعی دہشت گرد کا خاتمہ سوپر فیاض کے ہاتھوں ہوا۔
- انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور سنسنی خیز کہانی، قدم قدم پر ایکشن اور سسپنس سے بھرپور شاہکار۔

ناشران:- یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی د

ڈینجر لینڈ

مصنف:- مظہر کلیم ایم اے

- ڈینجر لینڈ۔ کافرستان کا ایسا جزیرہ جہاں خوف ناک اور تباہ کن سولر میزائلوں کا اڈہ تعمیر کیا جا رہا تھا۔
- ڈینجر لینڈ۔ جس کی حفاظت دنیا کی خوف ناک جاسوس تنظیم کے۔ جی۔ بی کر رہی تھی۔
- ڈینجر لینڈ۔ جس کی طرف بڑھنے والے قدموں کے سامنے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل دیوار بنا ہوا تھا۔
- ڈینجر لینڈ۔ جس کی تباہی کے لئے عمران اور ایکسٹو کی ٹیم آگ کے سمندر میں کود پڑی۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی ڈینجر لینڈ کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے
- دنیا کی خوف ناک تنظیم کے۔ جی۔ بی۔ کافرستانی سیکرٹ سروس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان لرزا دینے والی اعصاب شکن جنگ
- ایک ایسی کہانی جس کا ہر لفظ آپ کو چونکنے پر مجبور کر دے گا۔

ناشران:- یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ____ اشرف قریشی
____ یوسف قریشی
پرنٹر ____ محمد یونس
طابع ____ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ____ ۲۰/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون ۔ "فور سٹارز" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مختلف انداز اور منفرد موضوع کی حامل کہانی آپ کو پسند آئے گی اور یقیناً آپ اس حصے کے مطالعہ کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں ۔

مریدکے سے شاہد محمود صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول مجھے بعد پسند ہیں اور میں باقاعدگی سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں ۔ چونکہ میرا تعلق بھی ایک خفیہ سرکاری ادارے سے ہے اس لئے آپ کے ناول فیلڈ میں میرے بے حد کام آتے ہیں ۔ آپ نے "بلیک ورلڈ" کی چند باتوں میں ایک قاری کا خط شائع کیا ہے جس میں آپ نے ایک نئے کوڈ "ڈاٹ اینڈ ڈیش" کا ذکر کیا ہے مجھے بھی کوڈ سے بے حد دلچسپی ہے اس لئے آپ اس کوڈ کی ایک کاپی مجھے ضرور بھجوا دیں یا پھر میرا پورا پتہ شائع کر دیں تاکہ وہ صاحب مجھے براہ راست اس کوڈ کی کاپی بھجوا سکیں"۔

"محترم شاہد محمود صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کا تعلق کسی خفیہ سرکاری ادارے سے

ہے۔ایسے اداروں سے متعلق افراد تو اپنا پتہ ظاہر ہی نہیں کیا کرتے
جبکہ آپ نے تو اپنے خط میں اپنے اتنے پتے لکھ کر بھیجے ہیں کہ اگر یہ
سب شائع کر دیئے جائیں تو یقیناً ایک پوری ایڈریس ڈائریکٹری بن
سکتی ہے اور ظاہر ہے چند باتوں میں اتنے پتے شائع نہیں کئے جا سکتے۔
جہاں تک ڈاٹ اینڈ ڈیش کوڈ کی کاپی آپ کو ارسال کرنے کا تعلق ہے
تو میرے پاس اس کی کاپی موجود نہیں ہے۔اس لئے معذرت خواہ
ہوں"۔

لاہور اچھرہ سے محمد جعفر چودھری صاحب لکھتے ہیں۔"آپ کا ناول
"بلیک ورلڈ" واقعی جاسوسی ادب کا ایک شاہکار ناول ہے۔اس ناول
کو پڑھنے کے بعد مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا ہے۔لیکن اس
ناول میں ایک عجیب بات بھی سامنے آئی ہے کہ پروفیسر البرٹ جب
اپنے بلیک نالج کے ذریعے عمران کے بارے میں معلومات حاصل کرتا
ہے تو اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمران کا تعلق کسی سرکاری تنظیم سے
نہیں ہے بلکہ وہ فری لانسر ہے۔حالانکہ اسے یہ معلوم ہو جانا چاہئے تھا
کہ عمران کا تعلق نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے بلکہ وہ اس کا
سربراہ بھی ہے۔امید ہے کہ آپ اس کی وضاحت ضرور فرمائیں گے"۔

محترم محمد جعفر چودھری صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
بے حد شکریہ۔آپ کے علاوہ بھی کئی قارئین نے اپنے خطوط میں اس
الجھن کا ذکر کیا ہے کہ پروفیسر البرٹ کو عمران کے بارے میں یہ
معلومات کیوں حاصل نہ ہو سکیں۔تو دراصل بات یہ ہے کہ ماہرین
نفسیات کے مطابق انسانی ذہن کی تین پرت ہوتی ہیں۔جنہیں شعور،
تحت الشعور اور لاشعور کہا جاتا ہے۔کسی بھی علم کے ذریعے جب کسی
دوسرے کے ذہن میں جھانکا جاتا ہے تو شعور میں موجود معلومات ہی
حاصل کی جا سکتی ہیں۔تحت الشعور اور لاشعور تک رسائی تقریباً
ناممکن ہوتی ہے۔اس لئے پروفیسر البرٹ کو جو معلومات حاصل
ہوئیں وہ وہی تھیں جو عمران کے شعور میں موجود تھیں اور ظاہر ہے
عمران جیسے شخص نے اپنی زندگی کے اس اہم ترین معاملے کو چھپانے
کے لئے ایسا ذہنی بندوبست ضرور کر رکھا ہو گا کہ ان معلومات تک
کسی کی رسائی نہ ہو سکے۔امید ہے اب آپ کی اور دوسرے قارئین کی
یہ الجھن دور ہو جائے گی"۔

علی پور سے صفدر علی حیدری صاحب لکھتے ہیں۔"آپ کا ناول
"کاکانہ آئی لینڈ" آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح بے مثال اور یادگار
ناول ہے۔اس ناول میں صالحہ کے کردار نے واقعی بے حد متاثر کیا
ہے۔ہمیں یقین ہے کہ سیکرٹ سروس میں شامل ہو کر صالحہ کا کردار
اور نکھر جائے گا اور یہ سیکرٹ سروس میں ایک شاندار اضافہ ہو گا۔اس
ناول میں ریگی کا کردار بھی اپنی جگہ بے مثال تھا۔اگر یہ کہا جائے کہ
ریگی کی کارکردگی تمام پر حاوی رہی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ایسے
خوبصورت اور بھرپور کردار ناول کو واقعی بے حد پرلطف بنا دیتے ہیں
مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسے ہی بھرپور اور جاندار کردار پیش
کرتے رہیں گے۔البتہ ریگی سے ایک بنیادی غلطی ضرور ہوئی ہے کہ

اسے تو حکم دیا گیا تھا کہ وہ میزائل حاصل کر کے اسے سمگلر نارمنڈ کے حوالے کر دے اور وہ آسانی سے ایسا کر بھی سکتی تھی لیکن اس نے اس حکم کی پرواہ نہ کی بلکہ بعد میں تو اس کا تذکرہ ہی نہیں ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم صفدر علی حیدری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ریگی کا کردار واقعی جاندار اور بھرپور کردار تھا اور اس نے اپنی کارکردگی سے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کو سب پر ثابت بھی کر دیا۔ لیکن جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو ریگی کو جب یہ میزائل ایک عام سے سمگلر کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا تو اس وقت نہ ہی ریگی کو اور نہ ہی اس کے باس کو ان حالات کا اندازہ تھا جن حالات سے ریگی کو میزائل حاصل کرنے کے بعد گزرنا پڑا اور خصوصاً جب عمران جیسا شخص مسلسل اس میزائل کے حصول کے لئے کام کر رہا ہو تو کیا آپ یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ریگی جیسی محتاط اور ذہین سیکرٹ ایجنٹ ان حالات میں میزائل ایک عام سمگلر کے حوالے کر کے مطمئن ہو سکتی ہے۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

راسٹن ہوٹل کے ایک کمرے میں ایک ادھیڑ عمر ویٹر کے ساتھ ساتھ خاور، صدیقی، چوہان اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ خاور کے علاوہ باقی سب میک اپ میں تھے۔ یہ ادھیڑ عمر ویٹر محمود تھا جسے خاور نے فور سٹار ہیڈ کوارٹر سے فون کیا تھا۔ چونکہ خاور نے اس سے بات چیت کرنی تھی اس لئے خاور نے میک اپ نہ کیا تھا۔ جب کہ باقی سب ساتھی میک اپ میں تھے۔

"فرمایئے جناب میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... ادھیڑ عمر ویٹر محمود نے قدرے خوفزدہ سی نظروں سے خاور اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ اس لئے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے محمود"....... خاور نے محمود کے چہرے اور آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو محمود کے چہرے پر قدرے

اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"میں نے بتایا تھا کہ ہوٹل لائن کے بارے میں چند معلومات چاہئیں"....... خاور نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور محمود کے آگے رکھ دی۔

"یہ پچاس ہزار روپے ہیں اور یہ تمہارے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تم تعاون کرو"....... خاور نے کہا تو محمود کی آنکھوں میں نوٹوں کو دیکھ کر بے اختیار چمک سی آ گئی۔

"میں تعاون کروں گا جناب"....... محمود نے کہا۔

"سوڈان ہوٹل کا مینجر ظفر خان جس کا اصلی نام جانباز خان ہے۔ وہ اپنے اڈے سے غائب ہے۔ ہمیں اس کا کوئی ایسا ٹھکانہ چاہئے یا کسی ایسے آدمی کا ریفرنس چاہئے جس سے ہمیں حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ ظفر خان اس وقت کہاں ہو گا"....... خاور نے کہا تو محمود کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدلتے چلے گئے۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب میں تو ظفر خان یا جانباز خان کسی کو جانتا تک نہیں۔ میں تو اس ہوٹل کا نام بھی آپ کی زبان سے پہلی بار سن رہا ہوں"....... محمود نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو خاور نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اتنے ہی نوٹ اور نکال کر پہلے نوٹوں کے ساتھ رکھ دیئے۔

"تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ اسے ہمارا حلف سمجھو"....... خاور نے کہا۔

"نہیں جناب میں واقعی نہیں جانتا"....... محمود نے جواب دیا تو خاور نے دونوں گڈیاں اٹھا کر جیب میں رکھیں اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"....... خاور نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ایک منٹ۔ کیا آپ واقعی میرا نام درمیان میں نہ آنے دیں گے"....... محمود نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جب ایک بار کہہ دیا ہے تو پھر بار بار پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں اس دارالحکومت میں بے شمار لوگ معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتے ہیں تم اکیلے نہیں ہو اور اس سے چوتھائی نوٹوں میں بھی معلومات مل سکتی ہیں۔ میں تو تمہیں اس لئے ڈبل نوٹ دے رہا تھا کہ تم ایک شریف اور مخلص آدمی ہو"....... خاور نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بیٹھیں میں بتاتا ہوں"....... محمود نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور خاور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی چونکہ سرے سے اٹھے ہی نہ تھے۔ اس لئے انہیں دوبارہ بیٹھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔

"اصل بات یہ ہے خاور صاحب کہ جانباز عرف ظفر خان انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے۔ اس کے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک لمحے میں آدمی تو آدمی اس کے پورے خاندان کو گولیوں سے چھلنی کر دیتے ہیں اور میں غریب بھی ہوں اور پانچ جوان

لڑکیوں کا باپ بھی ہوں ۔ اگر میرا نام ظفر خان تک پہنچ گیا تو میرے
ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا ۔ میری جوان لڑکیوں کے ساتھ وہ سب کچھ ہو
جائے گا جس کا کوئی باپ تصور بھی نہیں کر سکتا" .... محمود نے کہا ۔

" تم فکر نہ کرو تمہاری بیٹیاں ہماری نہیں ہیں ۔ ہمیں ان کی عزت
اتنی ہی مطلوب ہے جتنی تمہیں " .... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے وہی سارے نوٹ نکال کر دوبارہ میز پر رکھ دیئے ۔

" آپ نے جس خلوص سے میری بیٹیوں کو اپنی بہنیں کہا ہے
جناب اسکے بعد میں آپ سے کوئی رقم نہ لوں گا ۔ آپ یہ رکھ لیں میں
سب کچھ بتا دیتا ہوں " ۔ محمود نے کہا وہ واقعی شریف آدمی لگ رہا تھا

" یہ معاوضہ نہیں ہے ۔ ہماری طرف سے انعام سمجھو ۔ ان سے اپنی
بیٹیوں کے لئے کوئی چیز خرید لینا " .... خاور نے کہا تو محمود نے شکریہ
ادا کر کے نوٹ اٹھائے اور انہیں جیب میں ڈال لیا ۔

" ظفر خان طویل عرصے سے منشیات کے دھندے میں ملوث ہے ۔
بظاہر وہ ایک گھٹیا سے ہوٹل کا منیجر ہے لیکن وہ کئی شاندار کوٹھیوں ۔
دو بڑے ہوٹلوں ۔ کئی کلبوں اور وسیع وعریض زرعی جائیداد کا مالک
ہے ۔ اس کا کوئی ایک اڈہ نہیں ہے ۔ بے شمار اڈے ہیں اور بے شمار
افراد اس کے لئے کام کرتے ہیں ۔ لیکن وہ انتہائی خفیہ رہتا ہے ۔ اگر
آپ اسے ہر صورت میں تلاش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو دربار محلے میں
جانا ہو گا ۔ دربار محلے میں ریکس سینما کے ساتھ اس کا اڈہ ہے ۔ جہاں
منشیات اور غیر ملکی شراب کھلے عام فروخت کی جاتی ہے ۔ اس اڈے کا

طرح ظفر خان کا انتہائی خاص آدمی تاجو ہے ۔ جسے استاد تاجو کہا جاتا
ہے ۔ حد سے زیادہ مشتعل مزاج ۔ لڑاکا اور ہتھ چھٹ آدمی ہے ۔ اگر
اسے کسی طرح مجبور کر دیں تو وہ ظفر خان کو جہاں بھی ہو ۔ اپنے
ے پر بلوا سکتا ہے ۔ ظفر خان کا سارا کاروبار اسی استاد تاجو کے سر پر
تا ہے ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اس کے اڈے میں ہر وقت دس بارہ مسلح
انتہائی خطرناک لڑاکے موجود رہتے ہیں ۔ جو کسی کو بھی استاد تاجو
نہیں پہنچنے دیتے ۔ اس اڈے کے نیچے تہہ خانے میں استاد تاجو
بیٹھتا ہے " .... محمود نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اس کا حلیہ " .... خاور نے پوچھا تو محمود نے حلیہ بتا دیا ۔

" اچھا اب یہ بتاؤ کہ کسی مخبری کرنے والی تنظیم گرین کارڈ کے
ے میں جانتے ہو " ...... خاور نے پوچھا ۔

" صرف اتنا سنا ہے کہ اس تنظیم کا سربراہ ہے تو کوئی مقامی آدمی
ن ایکریمیا سے آیا ہے ۔ ویسے اس کا نام اب کافی سننے میں آ رہا ہے ۔
ن یہ شاید اونچے ہوٹلوں میں کام کرتا ہے ۔ اس لئے میں اس کے
ے میں مزید تفصیلات نہیں جانتا " ...... محمود نے جواب دیتے
ئے کہا ۔

" اچھا اب جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر
ب دینا ۔ منشیات کے دھندے کا ایک بڑا نام ہے نواب بہادر ۔ اس
بارے میں ہمیں مصدقہ معلومات چاہئیں " .... خاور نے کہا ۔

" صرف آپ کو بتا رہا ہوں اور شاید میں کسی کو بھی نہ بتاتا ۔ نواب

بہادر فرضی نام ہے۔ اصل نام کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن صرف ا
معلوم ہے کہ یہ مرد نہیں ہے بلکہ کوئی عورت ہے"....... محمود
جواب دیا تو خاور سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"عورت ہے۔ کیا مطلب"....... خاور نے انتہائی حیرت بھر
لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں کہ مجھے اس کا علم کیسے ہوا
آج سے دو سال پہلے میں ہوٹل الیگزینڈر میں کام کرتا تھا۔ ہوٹل
الیگزینڈر بہت بڑا ہوٹل ہے اور وہاں زیادہ تر غیر ملکی ہی قیام کر
ہیں۔ میں وہاں سٹور اسسٹنٹ تھا۔ ایک روز میں تیسری منزل
ایک خالی کمرے میں سامان کی چیکنگ کے لئے گیا جب میں اس
باتھ روم میں داخل ہوا تو اچانک مجھے ایک مردانہ آواز سنائی دی
حالانکہ کمرے ساؤنڈ پروف ہوتے ہیں۔ ایک کمرے کی آواز کس
صورت بھی دوسرے کمرے تک نہیں پہنچ سکتی لیکن اس کے باوجود
سی آواز آرہی تھی۔ میں نے غور کیا تو یہ آواز واش بیسن کے نیچے دیو
میں موجود ایک سوراخ سے آرہی تھی۔ اس سوراخ پر گتہ لگا کر اس
بند کیا گیا تھا۔ لیکن شاید گتے پر پانی پڑجانے کی وجہ سے کوئی سوراخ
گیا تھا۔ بہرحال آواز اسی میں سے آرہی تھی۔ میں نے حیرت سے ا
کے ساتھ کان لگائے تو میں یہ سن کر حیران رہ گیا کہ وہ آواز نواب بہا
کی تھی۔ جو کسی ٹرانسمیٹر پر منشیات کا کوئی بڑا سودا شمالی علاقے
منشیات کسی الف خان سے کر رہا تھا۔ نواب بہادر کا نام تو میں نے بھی

کھا تھا۔ مجھے تجسس ہوا کہ یہ کون شخصیت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں
تھ والے کمرے کے دروازے پر گیا جس پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
نیم پلیٹ خالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرہ خالی ہے۔ میں سمجھ
ا کہ خالی کمرے سے جان بوجھ کر کال کی جارہی ہے۔ تاکہ کسی کو
ک نہ پڑسکے۔ میں واپس پہلے کمرے میں آیا اور میں نے دروازے کو
ا سا کھول کر اس کی جھری سے آنکھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد میں
نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
ک کالی کلوٹی سی عورت اس کمرے سے باہر آئی اور اطمینان سے چلتی
ئی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ کوئی افریقن عورت لگتی تھی۔ لیکن
مانی لحاظ سے وہ بے حد سمارٹ تھی۔ اس کے جسم پر بھی سکرٹ تھا
ٹانگوں پر جرابیں تھیں۔ اس نے ایک بڑا سا پرس پکڑا ہوا تھا۔
ب وہ لفٹ میں داخل ہو گئی تو میں اس کمرے سے نکلا اور دوسرے
ے میں گیا۔ میرا خیال تھا کہ یہ عورت اس نواب بہادر کی ساتھی ہو
۔ لیکن کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں ڈرتے ڈرتے اندر گیا اور پھر
ی نے سارا کمرہ چھان مارا وہ خالی تھا۔ پھر میں اس کے باتھ روم میں
تب مجھے پتہ چلا کہ وہاں بھی ایسا ہی سوراخ تھا جس پر گتہ لگا کر
ٹ کیا گیا تھا اور اس گتے میں بھی سوراخ تھے۔ دونوں غسل خانوں
یوار مشترکہ تھی۔ شاید پہلے مشترکہ سوراخ تھا۔ جسے بند کرنے کی
لئے دونوں طرف سے گتہ لگا کر ان پر پینٹ کر دیا گیا تھا اور کال باتھ
م میں ہی کی جارہی تھی۔ کیونکہ ہر بات کے بعد اوور کہا جارہا تھا اس

لئے میں سمجھ گیا کہ یہ ٹرانسمیٹر کال ہے اور تب مجھے پتہ چلا کہ نواب بہادر دراصل وہ کالی عورت ہے جس کی آواز مردانہ ہو گی۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ لیکن پھر وہ ہوٹل میں مجھے نظر نہ آئی۔ میں نے باتوں باتوں میں دوسرے ویٹرز اور سٹاف سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے یہ جان کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کوئی ایک بھی اس حلیے کی عورت کو نہ جانتا تھا اور نہ انہوں نے اسے ہوٹل میں آتے یا جاتے دیکھا تھا۔ میں نے اسے مزید ٹریس کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن میری کوشش ناکام رہی۔ بس میں اتنا ہی جانتا ہوں"...... محمود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دو اور بے فکر رہو تمہاری ہم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی"...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر خاور نے محمود سے مصافحہ کیا اور اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے وہ اس کمرے سے باہر آئے اور چند لمحوں بعد وہ ہوٹل سے باہر اپنی ویگن میں بیٹھ چکے تھے۔

"ویسے یہ عجیب انکشاف ہے کہ نواب بہادر کوئی افریقن عورت ہے"...... صدیقی نے ویگن سٹارٹ کرتے ہوئے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں لیکن اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے"...... خاور نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے پوچھا۔

"اس استاد تاجو کے اڈے پر چلتے ہیں۔ اسلحہ لے لو۔ ہم نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دینا ہے۔ یہ گھٹیا درجے کے بدمعاش انتہائی کمینے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی رسک نہیں لینا"...... صدیقی نے کہا۔

"او کے"...... سب نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا اور صدیقی نے ویگن کو دربار محلے کی طرف بڑھا دیا۔ جو شہر کی گنجان آبادی میں ایک قدیم محلہ تھا۔ دربار محلے کی گلیاں چونکہ خاصی تنگ تھیں اس لئے ویگن کو انہوں نے باہر ہی ایک کھلی جگہ پر پارک کیا اور پھر وہ سب ویگن سے نیچے اترے اور محلے میں داخل ہو گئے۔ ان کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود تھے۔ خاور نے ویگن سے اترتے وقت ماسک میک اپ کر لیا تھا۔ تاکہ کل کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ ریکس سینما کے بارے میں پوچھتے پوچھتے آخر کار وہ محلے کے اندر ایک قدرے کھلی سڑک پر پہنچ گئے۔ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی۔ جو شاید کسی زمانے میں سینما ہو۔ لیکن اب اس کی جگہ دکانیں بنا دی گئی تھیں مگر اس عمارت کا نام ابھی تک ریکس سینما تھا۔ ایک دکان پر ایک بوڑھا سا حلوائی بیٹھا ہوا تھا۔

"استاد تاجو کا اڈہ کون سا ہے بڑے میاں"...... خاور نے بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ساتھ والی گلی میں دروازہ ہے" .... بوڑھے نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی منہ پھیر لیا۔ خاور مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سینما کی عمارت ختم ہوتے ہی ایک تنگ سی گلی تھی اور پھر جیسے ہی وہ گلی میں داخل ہوئے انہوں نے لوہے کے بڑے پھاٹک نما دروازے کو دیکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک صحن تھا۔ جس میں دس بارہ افراد اس طرح کھڑے تھے جیسے وہ گاہک ہوں۔ سامنے ایک دیوار تھی جس کے درمیان میں لوہے کی ایک بڑی سی جالی لگی ہوئی تھی۔ اس جالی کے اندر ایسے سوراخ تھا جیسے سینما کی بکنگ میں ہوتے ہیں کہ ہاتھ اندر ڈال کر ٹکٹ لے لی جائے۔ اس کھڑکی میں سے شراب کی بوتلیں اور ہیروئن اور اس طرح کی دوسری منشیات صحن میں کھڑے افراد کو دی جارہی تھیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر صحن میں موجود افراد میں یکلخت بے چینی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"ارے ارے گھبراؤ نہیں۔ ہم بھی گاہک ہیں" .... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک بڑی بڑی مونچھوں والا مکروہ شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہو تم" .... اس نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم الف خان کے آدمی ہیں۔ بڑا سودا کرنا ہے" .... صدیقی نے جواب دیا۔

"کون الف خان" .... اس آدمی نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے

میں کہا۔

"سنو اب اگر ہمارے سردار کا نام اس لہجے میں لیا تو اس پوری عمارت کو بموں سے اڑا دوں گا سمجھے۔ مینڈک کی اولاد جاؤ استاد تاجو سے کہو کہ شمالی علاقوں سے الف خان کے آدمی آئے ہیں" .... صدیقی نے بھی خالصتاً غنڈوں کے سے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میں بات کرتا ہوں" ۔ اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کسی سے کچھ کہنے لگا۔ صدیقی ایک طرف ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی پھاٹک سے اندر آیا۔

"تم ہو الف خان کے آدمی" .... اس نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں" .... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" .... اس آدمی نے کہا اور واپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت اس کے پیچھے چل پڑا۔ گلی میں آگے جا کر وہ ایک تنگ سے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا صدیقی اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی۔ راہداری کے اختتام پر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں مشین گنوں سے مسلح آٹھ افراد موجود تھے۔ ان سب کی نظریں صدیقی اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ کمرے کے درمیان میں

ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کھڑا تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں اور انتہائی گھنی داڑھی تھی۔ اس کے کاندھے پر چادر تھی اور سر پر گول سی ٹوپی۔ اس کے چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات تھے۔ لیکن چونکہ محمود سے وہ استاد تاجو کا حلیہ پوچھ چکے تھے اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ تاجو نہیں ہے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو"...... اس آدمی نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"کتنی بار بتاؤں۔ تم لوگوں نے تو یہاں تماشہ بنا رکھا ہے۔ جو آتا ہے وہ تفتیش شروع کر دیتا ہے۔ ہم الف خان کے آدمی ہیں اور ہم نے استاد تاجو سے بڑا سودا کرنا ہے"...... صدیقی نے بھی ان کی سطح پر اترتے ہوئے جواب دیا۔

"میں استاد تاجو ہوں بولو کیا بات ہے"...... اس آدمی نے کہا تو صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے چڑی مار کی اولاد کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ استاد تاجو کون ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور دوسرے لمحے کمرہ مشین پسٹلز کی فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ آٹھوں کے آٹھوں مسلح آدمیوں سمیت ان سے بات کرنے والا آدمی سب فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان کے جسموں سے خون فوارے کی طرح ابل

رہا تھا۔

"چلو"...... صدیقی نے کہا اور تیزی سے ایک سمت میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے دوسری طرف موجود ایک تنگ سی راہداری میں دوڑتا چلا گیا ابھی وہ درمیان میں ہی تھا کہ راہداری کی دوسری طرف موجود دروازہ کھلا اور دو مسلح آدمی باہر نکلے ہی تھے کہ صدیقی نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ صدیقی نے چھلانگ لگائی اور اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ جس انداز میں کھلا تھا اس سے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لفٹ کا دروازہ ہے۔ اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہوئے تو صدیقی نے دروازہ بند کر دیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی موجود سرخ اور سفید بٹنوں میں سے اس نے سفید رنگ کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے لفٹ تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ لیکن تھوڑا ہی نیچے جانے کے بعد وہ رک گئی تو صدیقی نے سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی اور اس کے ساتھی باہر آ گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں۔ لیکن صرف ایک میز پر جوا ہو رہا تھا۔ باقی میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں یہاں بھی چار مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"شوٹ کر دو"...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"استاد تاجو کہاں ہے"...... صدیقی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

"کیوں۔ وہ تو ادھر ہے۔ تم جوا کھیلنے نہیں آئے"...... اس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف جانے والی گیلری کی اشارہ بھی کر دیا۔

"تو پھر پیچھے ہٹو۔ میرے اوپر کیوں چڑھے آ رہے ہو"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دھکا دیا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ صدیقی نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد ہی گیلری اور ہال میں موجود تمام مسلح افراد کے ساتھ ساتھ جوا کھیلنے والے بھی گولیوں کی بارش میں آ کر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

"آؤ"...... صدیقی نے ان کی طرف سے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ گیلری میں موجود دو مسلح آدمی بھی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ گیلری کے اختتام پر دروازہ تھا جو بند تھا اور اس دروازے کی ساخت دیکھتے ہی صدیقی سمجھ گیا کہ یہاں ہونے والی فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں تاجو تک کیوں نہیں پہنچیں۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر ہینڈل کو پکڑ کر گھمایا اور دباؤ ڈال کر بھاری

دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی نفرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی ایک عورت تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لباس سنبھالتی ہوئی باتھ روم کی طرف دوڑی لیکن دوسرے لمحے صدیقی نے ٹریگر دبا دیا اور وہ عورت چیختی ہوئی منہ کے بل فرش پر گری اور ساکت ہو گئی۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہاں۔ تم نے اسے کیوں مارا ہے"۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے استاد تاجو نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن صدیقی نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکے سے اسے دروازے کی طرف اچھال دیا۔

"اسے باہر ہال میں لے چلو"...... صدیقی نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ استاد تاجو سنبھلتا اس کی کمر پر خاور کی زوردار لات پڑی اور وہ کسی پرندے کی طرح اچھل کر باہر گیلری میں گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ دروازے کے باہر موجود چوہان نے یکلخت جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے جس طرح کاغذ کا بنا ہوا جہاز اڑتا ہے جو بچے بنا کر ہوا میں پھینکتے ہیں اس طرح استاد تاجو کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا ایک زوردار دھماکے سے ہال میں موجود لاشوں کے درمیان جا گرا اور ہال کمرے میں استاد تاجو کے حلق سے نکلنے والی چیخ کی بازگشت کافی دیر تک سنائی دیتی رہی لیکن اس کا جسم ساکت پڑا رہا۔

"مر تو نہیں گیا"...... صدیقی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"نہیں بے ہوش ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے گرد موجود تھے۔

"اس کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر نہ لے چلیں تاکہ اطمینان سے پوچھ گچھ ہو جائے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں ایسے لوگوں پر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ صدیقی نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو"...... خاور نے پوچھا۔

"رسی دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ اور پیر باندھنے کے لئے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہاں رسی کا ملنا مشکل ہے۔ بیلٹس سے کام چلا لیتے ہیں"۔ خاور نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور چند لمحوں بعد تاجو کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اور اس کے دونوں پیر بھی باندھ دیئے گئے۔ پھر اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... صدیقی نے چوہان سے کہا اور چوہان نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور ایک کندھے پر رکھ کر ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس نے تاجو کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب تاجو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

"ابھی کچھ لوگ اڈے میں ہوں گے۔ تم لوگ جا کر ان کا خاتمہ کر

دو۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی چکر چل پڑے"...... صدیقی نے خاور اور نعمانی سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے لفٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد ہی تاجو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا جب کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کرسی پر ہی بٹھائے رکھا اور جب اس کے جسم کی حرکت رک گئی تو چوہان نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"تمہارا نام تاجو ہے اور تم ظفر خان کے خاص آدمی ہو۔ کہاں ہے ظفر خان"...... صدیقی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"تم کون ہو"...... تاجو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ہال میں بکھری ہوئی اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہمارا تعلق فور سٹار سے ہے"...... صدیقی نے جواب دیا تو تاجو بے اختیار اچھل پڑا۔

"فف فور سٹارز۔ اوہ۔ اوہ۔ تو وہ تم ہو۔ تم ہو"...... استاد تاجو نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"اب یہ سوال جواب ختم۔ تم نے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ لیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ عبرت ناک حشر تمہارا ہو سکتا ہے ہاں اگر تم بتا دو کہ ظفر خان کہاں ہے اور یہاں تمہارے اڈے میں کیسے آ سکتا ہے تو تمہاری جان بخشی جا سکتی ہے"...... صدیقی نے غراتے ہوئے لہجے

میں کہا۔

" نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی وہ کبھی میرے اڈے پر آیا ہے۔ تم چاہے میری بوٹیاں اڑا دو لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے وہی سچ ہے"...... تاجو نے رک رک کر کہا لیکن اب اس کا لہجہ سنبھلا ہوا تھا۔

" اب رسی تلاش کرنی ہی پڑے گی"...... صدیقی نے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیوں"......چوہان نے چونک کر پوچھا۔

" اس کو پھانسی دینے کے لئے۔ میں چاہتا ہوں یہ آسانی سے نہ مرے"...... صدیقی نے کہا۔

" میں اس کے دفتر میں دیکھتا ہوں"......چوہان نے جواب دیا اور تیزی سے گیلری کی طرف بڑھ گیا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں"...... تاجو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے مجھے تم پر اعتبار آگیا ہے"...... صدیقی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" مجھے چھوڑ دو ورنہ یہاں وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے جو شاید تمہارے تصور میں بھی نہ ہو"...... استاد تاجو نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہماری فکر نہ کرو استاد تاجو۔ ہم ذرا ضرورت سے زیادہ ڈھیٹ ہڈی کے بنے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور اسی لمحے چوہان

واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نائلون کی رسی کا گچھا موجود تھا۔

" اس کے دفتر کے پیچھے تو باقاعدہ ٹارچنگ روم بنا ہوا ہے وہاں یہ رسی بھی موجود تھی"......چوہان نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ بڑا بدمعاش ہے اور بڑا بدمعاش بغیر ٹارچنگ روم کے بڑا کیسے بن سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چوہان سے رسی لی اور پھر اس رسی کی مدد سے اس نے تاجو کے جسم کو کرسی کے ساتھ باندھنا شروع کر دیا۔ چوہان بھی ساتھ ہی شامل ہو گیا۔

" تم نے تو کہا تھا کہ اسے پھانسی دینی ہے"......چوہان نے رسی کی گانٹھ باندھتے ہوئے کہا۔

" پہلے میرا یہی خیال تھا لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ اتنے بڑے بدمعاش کو عام مجرموں کی طرح پھانسی دینا اس کے شایان شان نہیں ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ چوہان بھی پیچھے ہٹ گیا۔ وہ حیرت سے صدیقی کو دیکھ رہا تھا کیونکہ اگر اسے گولیاں ہی مارنی تھیں تو پھر رسی سے باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔

" ہاں اب بولو تاجو کہ ظفر خان کہاں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... تاجو نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے دھماکوں کے ساتھ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ اس کا سارا جسم بری طرح کانپنے لگا تھا۔ گولیاں اس کے گال پر لکیریں ڈالتی ہوئی عقب میں جا گری تھیں۔

"بولو ورنہ اس بار"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر گولیوں کے دھماکوں کے ساتھ ہی تاجو کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر یکے بعد دیگرے مسلسل کئی چیخیں نکل گئیں۔ اس بار گولیوں نے اس کے دوسرے گال پر خراشیں ڈال دی تھیں۔ اب چوہان سمجھ گیا تھا کہ صدیقی کیا کر رہا ہے وہ اس تاجو کی قوت ارادی توڑ رہا تھا۔

"بولو ورنہ اس بار"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں تاجو کے بالوں کو رگڑتی ہوئی نکل گئیں۔ اس بار تاجو کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی تھی اس کا چہرہ پتھرا سا گیا تھا۔

"رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں رک جاؤ۔ مت مارو رک جاؤ"۔ یکلخت تاجو جیسے پھٹ پڑا۔

"بولتے جاؤ ورنہ"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونج اٹھیں اور اس بار استاد تاجو کے کان کی لو کا کنارہ زخمی ہو گیا تھا۔ صدیقی کی نشانہ بازی اور مہارت واقعی قابل داد تھی۔

"وہ۔ وہ تھری سٹار کلب میں ہو گا۔ وہ وہاں چھپ جاتا ہے"۔ تاجو کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کہاں ہے یہ تھری سٹار کلب پوری تفصیل بتاؤ"........ صدیقی نے کہا۔

"تھری سٹار کلب راجہ بازار کی سب سے آخری گلی میں ہے"۔ تاجو نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر"........ صدیقی نے پوچھا تو تاجو نے فون نمبر بتا دیا۔

اسی لمحے لفٹ کا دروازہ کھلا اور نعمانی اندر آ گیا۔

"اس کے کمرے میں کارڈلیس فون پڑا میں نے دیکھا تھا وہ لے آؤ"........ صدیقی نے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا دوبارہ گیلری کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھو تاجو میں واقعی سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم ظفر خان کو یہاں بلا لو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"........ صدیقی نے کہا۔

"وہ یہاں نہیں آئے گا۔ اسے وہیں جا کر ملنا پڑے گا"........ تاجو نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پھر اسے کہو کہ تم اس کے پاس آدمی بھیج رہے ہو کوئی بھی نام لے دینا۔ لیکن اسے شک نہیں پڑنا چاہئے ورنہ"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں اس کے پاس بھیج دیتا ہوں اسے شک نہیں پڑے گا"........ تاجو نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا تھوڑی دیر بعد چوہان کارڈلیس فون اٹھائے واپس آ گیا۔ صدیقی نے اس کے ہاتھ سے فون لیا۔ اسے آن کر کے اس نے اس پر وہی نمبر پریس کئے جو تاجو نے بتائے تھے اور پھر فون پیس آگے بڑھا کر اس نے بندھے ہوئے تاجو کے اس کان سے لگا دیا جو زخمی نہ تھا۔ فون پیس میں لاؤڈر کا بٹن موجود تھا اس لئے صدیقی نے اسے بھی ساتھ ہی پریس کر دیا تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"تھری سٹار کلب"........ ایک چنچتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"استاد تاجو بول رہا ہوں ۔ خان سے بات کراؤ"...... تاجو نے بڑے کرخت سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس ظفر خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"خان شانو کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے"...... تاجو نے کہا۔

"نہیں وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے ۔ سارے شہر میں اس کی تلاش جاری ہے ۔ تمہیں کوئی اطلاع ملی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسے فور سٹار نے اغوا کر لیا ہے" تاجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیسے پتہ چلا"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میرے ایک آدمی نے اسے چار مسلح آدمیوں کے گھیرے میں جاتے دیکھا تھا ۔ لیکن چونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ شانو کہاں جا رہا ہے ۔ اس لئے اس نے مخاطب نہ کیا تھا اب اس نے بتایا ہے ۔ راجوڑے کے علاقے میں دیکھا گیا تھا اسے"...... تاجو نے کہا۔

"لیکن تمہارے مخبر کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ چار آدمی فور سٹار کے تھے"...... ظفر خان نے کہا۔

"ان کے چہرے اجنبی تھے خان اور پھر تعداد بھی چار تھی" ۔ تاجو نے

جواب دیا۔

"اوہ تو یہ چکر ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ فور سٹار اب مجھے تلاش کر رہی ہے ۔ عالم خان کے پاس اس کا پہنچنے کا مطلب ہے کہ معاملات کافی خراب ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے ان کی تلاش میں سب آدمیوں کو لگا دیا ہے ۔ جیسے ہی ان کا پتہ چلا انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا"...... تاجو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں تب تک یہیں تھری سٹار میں ہی رہوں گا جیسے ہی ان کے بارے میں کوئی کارروائی ہو مجھے اطلاع کر دینا" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے وہ تو بند کر گیا ہے فون نمبر دوبارہ پریس کرو"...... تاجو نے کہا لیکن صدیقی نے فون پیس ہٹا لیا۔

"تم نے جو پیغام دینا تھا وہ تو دے دیا ۔ اس لئے تم چھٹی کرو" ۔ صدیقی نے سامنے کی طرح آتے ہوئے کہا ۔ اس نے فون پیس چوہان کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"نہیں نہیں میں تو اس سے"...... تاجو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح تڑپنے لگا اس بار گولیاں اس کے سینے میں پڑی تھیں۔

"کیا واقعی اس نے کوئی پیغام دیا ہے"...... چوہان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں اس نے فور سٹار کے بارے میں اسے اطلاع دے دی ہے کہ فور سٹارز اس کے پیچھے ہے۔ وہ اب اور محتاط ہو جائے گا۔ لیکن ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ وہ اب تھری سٹار سے باہر نہ جائے گا اور ہمیں وہاں بھی آپریشن کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے اس تاجو کی آواز کی نقل میں کر سکتا ہوں۔ وہاں جا کر لمبے چوڑے ہنگامے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے پوچھنا تو نواب بہادر اور اس گرین کارڈ کے بارے میں ہی ہے۔ فون پر ہی بات کر لیتے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں نعمانی وہ فون پر کچھ نہیں بتائے گا۔ اس سے وہیں جا کر اسی انداز میں بات کرنی پڑے گی"...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک صدیقی کے کوٹ کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ عمران صاحب کی کال ہے۔ یہ فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر انہوں نے ہی دیا تھا"...... صدیقی نے چونک کر کہا اور پھر جلدی سے اس نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو سپر سٹار بلکہ ٹاپ سٹار اوور"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب دم دار ستارے کو شاید ٹیل سٹار کہتے ہیں اوور"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا کمال ہے یعنی اب فور سٹار کی بجائے ٹیل سٹار نام رکھنا پڑ گیا ہے تمہیں۔ چلو یہ بھی اچھا نام ہے اوور"...... دوسری طرف سے

عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور صدیقی کے ساتھ ساتھ چوہان اور نعمانی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ پہلے اپنا نام تو منتخب کر لیں اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"یار واقعی یہ بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ سپر سٹار، ٹاپ سٹار یہ دونوں فلمی طرز کے نام ہیں۔ اماں بی نے سن لیا کہ ان کا بیٹا اب سٹار وغیرہ بن چکا ہے تو پتہ ہے کیا ہو گا اوور"...... عمران نے کہا۔

"کچھ نہیں ہو گا صرف دم جھڑ جائے گی اوور"...... صدیقی نے جواب دیا اور ہال کمرہ ایک بار پھر سب ساتھیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ارے سینگ پہلے ہی غائب ہو چکے ہیں اب دم بھی جھڑ گئی تو پھر۔ ویسے تم یہ نام بدل نہیں سکتے۔ کوئی اچھا سا نام رکھ لو جیسے چار مسخرے اوور"...... عمران کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پھر آپ اپنا کیا نام رکھیں گے اوور"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اس دوران لفٹ سے ہو کر باہر گیلری میں پہنچ چکے تھے۔

"میں سرکس کا مالک بن جاؤں گا۔ بہرحال کیا ہو رہا ہے۔ تمہارے ہیڈ کوارٹر فون کیا تھا وہاں سے پتہ چلا کہ تم موجود نہیں ہو۔ اس لئے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہوں اوور"...... عمران نے کہا اور جواب میں صدیقی نے اب تک ہونے والی ساری کارروائی کو مختصر طور پر بتا دیا۔

"یہ تم نے واقعی نئی بات سنائی ہے کہ نواب بہادر کوئی افریقن عورت ہے۔ لیکن اس گرین کارڈ کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے

اس کے سربراہ سے میری سلام دعا ہو چکی ہے۔ باقی رہا وہ ظفر خان۔ تو اسے بھی معلوم نہیں ہو گا کہ نواب بہادر کون ہے۔ اگر نواب بہادر واقعی کوئی عورت ہے اور اس نے مردانہ روپ دھار رکھا ہے تو پھر وہ ظفر خان جیسے بد معاشوں کے سامنے بھی نہیں آسکتی اوور"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا کریں۔ کیا اس کی تلاش کے لئے اخبار میں اشتہار دیں اوور"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اشتہار کی رقم لے کر میرے فلیٹ پر آجاؤ میں تمہیں نواب بہادر سے ملوا دوں گا اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ آپ اس تک پہنچ چکے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم آرہے ہیں اوور"...... صدیقی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ گلی میں پہنچ چکے تھے۔ اوپر موجود خاور بھی ساتھ شامل ہو گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب اس نواب بہادر تک پہنچ گئے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"پہنچ نہیں گئے تو کوئی نہ کوئی آئیڈیا بہر حال بنا چکے ہوں گے"۔ صدیقی نے جواب دیئے اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب گلیوں میں سے گزرتے ہوئے اس محلے سے باہر اس طرف جا رہے تھے جہاں ان کی ویگن موجود تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ذرا دیکھنا وہ فور سٹار صاحبان تشریف لائے ہوں گے۔ خاصی بڑی رقم لے کر"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"رقم اور یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہاں تو قرض خواہ ہی آسکتے ہیں"...... سلیمان کی طنزیہ آواز سنائی دی۔ وہ گیلری میں سے گزر رہا تھا۔

"کیا عمران صاحب ہیں"...... ایک مردانہ آواز دروازہ کھلتے ہی سنائی دی اور عمران چونک پڑا کیونکہ وہ آواز پہچان گیا تھا۔ یہ آواز گرین کارڈ کے سربراہ ارباب کی تھی۔ جسے اس نے تھوڑی دیر پہلے ٹائیگر کی اطلاع پر ہوٹل شیرٹن فون کیا تھا۔

"جی موجود ہیں"...... سلیمان کی قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ یہ اس قدر گندے فلیٹس میں بھی لوگ رہتے ہیں"۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز ارباب کی بیوی لیلیٰ کی ہے کیونکہ ٹائیگر نے ان کے کمرے میں ڈکٹا فون لگا کر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو باقاعدہ ٹیپ کی تھی اور عمران کو اس نے فون پر یہ ٹیپس سنوائی تھیں۔

"تشریف رکھیں میں انہیں اطلاع کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان کی آواز ڈرائنگ روم کے دروازے پر سنائی دی اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"رقم کی پوری بوری آئی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"بوری کیا مطلب"۔۔۔۔۔۔۔ عمران حقیقتاً سلیمان کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا لیکن جب وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور وہاں بیٹھی ہوئی خاتون کو دیکھتے ہی اسے سلیمان کی بات سمجھ میں آگئی۔ خاتون واقعی بوری جیسی ہی تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا مہمانان گرامی قدر۔ بلکہ گراں قدر۔ مجھ حقیر فقیر، پر تقصیر۔ بندہ ناداں کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہتے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی بڑے خضوع وخشوع سے سلام کر کے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حقیر وفقیر صاحب۔ میرا نام ارباب ہے اور یہ میری سویٹ وائف ہے لیلیٰ۔ آپ نے مونگ کی دال

کھلانے کی دعوت دی تھی اس لئے حاضر ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ ارباب نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ایسے حقیر فقیر کے پاس مونگ کی دال ہی مل سکتی ہے اور کیا ملنا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آداب میزبانی۔ بلکہ آداب ڈائننگ ٹیبل بانی کا یہ تقاضا ہے کہ میں آپ کو مونگ کی دال کے ساتھ ساتھ سویٹ بھی پیش کرتا لیکن واقعی آج کے دور کے مہمان بھی عقل مند ہو گئے ہیں کہ سویٹ ساتھ ہی لے آتے ہیں۔ بہرحال مجھے آپ دونوں سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ چلو کوئی شادی شدہ جوڑا تو اس فلیٹ میں بھی آیا۔ شاید کل ہماری بھی قسمت جاگ جائے اور ہمیں چلو سویٹ نہ سہی ترش وائف ہی مل جائے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم یہاں ہنسنے کے لئے آئے تھے"۔۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے ارباب کو غصیلی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کروں۔ عمران صاحب نے باقاعدہ سلام کر کے لڑنے کا موڈ ہی غارت کر دیا ہے۔ اب جب آدمی وعلیکم السلام کہہ بیٹھے اس سے لڑ کیسے سکتا ہے۔ مجبوری ہے سویٹ وائف"۔۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو وعلیکم السلام نہیں کہا میں تو لڑ سکتی ہوں"۔ لیلیٰ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے لڑنے کی کیا ضرورت ہے میں ویسے ہی ٹافیوں کا پیکٹ منگوا دیتا ہوں۔ آخر چھوٹی بہنوں کا بڑے بھائیوں پر اتنا تو حق ہوتا ہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لیلیٰ نے بے اختیار اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا۔

"لو کر لو لڑائی۔ اب ایسے آدمی سے کون لڑ سکتا ہے"۔ ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو لیلیٰ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے چائے اور سنیکس میز پر لگانا شروع کر دیئے۔

"مبارک ہو سلیمان۔ آج ہماری بھی اللہ نے سن لی۔ یہ شادی شدہ جوڑا ہے"...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب لیکن اللہ نے کچھ زیادہ ہی سن لی ہے"...... سلیمان نے آہستہ سے جواب دیا اور خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس لے جانے لگا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کیا کہہ رہا تھا"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ زیادہ سن لی ہے کہ اس قدر سویٹ وائف ارباب صاحب کو دے دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ کے چہرے پر بے اختیار سرخی سی چھا گئی۔ جب کہ ارباب ہنس پڑا۔

"مان گیا ہوں عمران صاحب آپ کے بات بدلنے کا واقعی جواب نہیں ہے۔ ویسے آپ کے باورچی نے جو فقرہ کہا ہے اسے سن کر آج اس محاورے پر یقین آیا ہے کہ ایں ہمہ خانہ آفتاب است"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... لیلیٰ نے ارباب کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کوئی مطلب نہیں ہے۔ آپ کے شوہر صاحب خواہ مخواہ ہم بھائی بہن کی لڑائی کرانا چاہتے ہیں حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جورو کا بھائی جس طرف ساری خدائی اس طرف لیکن شاید یہ اپنے آپ کو ساری خدائی میں شامل ہی نہیں سمجھتے"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ سلیمان نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جو میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ پھر تو مجھے ڈوب کر مرجانا چاہئے"...... لیلیٰ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈوب کر آدمی مرتا ہی ہے زندہ تھوڑا رہتا ہے۔ اس لئے فالتو باتیں نہ کیا کرو خواہ مخواہ انرجی ضائع ہوتی ہے"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم مجھے مطلب تو بتاؤ"...... لیلیٰ اپنی بات پر اڑ گئی۔

"سلیمان نے تمہاری صحت مندی کی بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ زیادہ ہی سن لی ہے اور کیا مطلب ہوگا"...... آخر کار ارباب نے

بات کھول ہی دی اور لیلیٰ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جس کا باورچی اس قدر خوبصورت باتیں کرتا ہو اس سے واقعی نہیں لڑا جا سکتا۔ لیکن عمران صاحب آپ نے ہماری پرائیویٹ باتیں کیوں سنی ہیں۔ کیا پاکیشیا میں اب اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں رہی"۔ لیلیٰ نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ باتیں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں آپ نے ہمارے کمرے میں ڈکٹا فون لگوایا اور ہم میاں بیوی کے درمیان ہونے والی پرائیویٹ گفتگو سنی۔ کیونکہ آپ نے ہوٹل میں جب فون کیا تھا تو اس گفتگو کی نسبت حوالے دیئے تھے اور مجھے حقیقتاً اس بات پر غصہ آ گیا تھا"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اچھا تو میاں بیوی کے درمیان ہونے والی گفتگو کو پرائیویٹ کہا جاتا ہے"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے زندگی میں پہلی بار اس بات کا پتہ چل رہا ہو اور ارباب عمران کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب مجھے آپ کی شادی کرانی ہی پڑے گی"...... لیلیٰ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کے منہ میں گھی اور شکر۔ بشرطیکہ میں ڈیمانڈ پوری کر سکا تو بہر حال کوشش ضرور کروں گا"...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو ارباب اور لیلیٰ دونوں اس کے اس انداز پر ہنس پڑے۔

"آپ آخر بار بار میری صحت پر طنز کیوں کر رہے ہیں۔ مجھے یہ

سینک سلائی ٹائپ کی عورتیں قطعاً پسند نہیں ہیں وہ اپنے آپ کو سمارٹ کہتی ہیں حالانکہ میرے خیال کے مطابق سمارٹنس دبلے پتلے ہونے کا نام نہیں ہے"...... لیلیٰ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل میں آپ کی رائے سے سو فیصد متفق ہوں سمارٹ اور چیز ہوتی ہے اور سویٹ ہارٹ اور چیز ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کمرہ بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا اور ان قہقہوں میں لیلیٰ کا قہقہہ بھی شامل تھا۔ وہ عمران کے اس خوبصورت فقرے کا واقعی دل کھول کر لطف لے رہی تھی۔

"عمران صاحب کیا یہ فور سٹار پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی نیا گروپ ہے"...... اچانک ارباب نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"آپ کو سچ سچ بتا دوں"...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو کچھ سچ بھی ہے اس میں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"کچھ تو خاصی بڑی مقدار ہے ارباب صاحب۔ اگر کچھ کو سچ کے ساتھ لگا دیا جائے تو پھر خالی سچ کے ساتھ کام نہیں چلے گا۔ کچ بھی ساتھ لگانا پڑے گا۔ میرا مطلب ہے کچ سچ دونوں کو برداشت کرنا پڑ جائے گا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ کچ کس کے حصے میں آتا ہے اور سچ کس کے ویسے بھی بقول لیلیٰ صاحبہ۔ یہ آپ کا پرائیویٹ معاملہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور ارباب اور لیلیٰ دونوں ہنس پڑے۔

"چلئے آپ سچ مچ کی بجائے سچ سچ ہی بتا دیں" .... ارباب نے کہا۔

"سچ تو یہ ہے کہ اصل میں تو سٹار ایک ہی ہوتا ہے باقی تو بس چھوہارے کھانے والے ہی ہوتے ہیں۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ جب تک چھوہارے ہضم ہوں۔ سٹار سپر سٹار بن چکا ہوتا ہے۔ روشنی سر سے پھوٹنا شروع ہو جاتی ہے" .... عمران نے کہا اور ارباب اور لیلیٰ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب آپ سے مل کر واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم آئے تو آپ سے لڑنے کے لئے تھے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اور لیلیٰ دونوں نے مارشل آرٹس میں ہر رنگ کی بیلٹس لے رکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسی شخصیت سے واقعی لڑا ہی نہیں جا سکتا۔ اس لئے آپ صرف ایک کپ چائے پلوا کر ٹوٹ پھوٹ سے بچ گئے ہیں۔ اس کے لئے جس قدر نفل شکرانے کے آپ پڑھنا چاہیں ہماری طرف سے اجازت ہو گی۔ آخر میں ایک بات کہہ دوں کہ آپ یا آپ کی فور سٹار جس مشن پر کام کر رہی ہے۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ خطرناک ان معنوں میں کہ ان لوگوں کے پاس نہ ظرف ہوتا ہے اور نہ اصول۔ خدا حافظ" .... ارباب نے اچانک اٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ مجھے بھی کوئی نہ کوئی محافظ عنایت کر ہی دے گا" .... عمران نے اٹھ کر کن انکھیوں سے لیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ارباب ہنس پڑا۔

"مجھے آمین کہنا چاہئے یا نہیں کیوں سویٹ وائف" .... ارباب

نے لیلیٰ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کہنے نہ کہنے سے کیا ہو گا۔ وقت تو مقرر ہوتا ہے"۔ لیلیٰ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں عمران صاحب واقعی وقت مقرر ہوتا ہے" .... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"بالکل بالکل جب مقررہ وقت آجائے تو بے شک مجھے فون کر لینا میں آمین کہہ دوں گا" .... عمران نے معنی خیز جواب دیا اور ارباب ایک بار پھر ہنس دیا وہ اب درمیانی گیلری میں آچکے تھے۔

"ایک نصیحت بطور میزبان میں بھی کر دوں کہ پاکیشیا کے بارہ کروڑ عوام کو صرف چند روپوں کی خاطر کسی عذاب میں دھکیلنے والوں کا مقررہ وقت ذرا جلدی آجاتا ہے۔ خدا حافظ" .... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں بھی خاموش ہو گیا تھا عمران صاحب ورنہ نجانے اب تک کتنے سٹار دھندلکوں میں غائب ہو چکے ہوتے خدا حافظ"۔ ارباب نے جواب دیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

"اس بار تو بھائی بن کر آپ نے جان بچالی ہے عمران صاحب لیکن بہرحال خدا حافظ"۔ لیلیٰ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر ارباب کے پیچھے چل دی۔

"معصوم بچوں پر واقعی خدا بہت مہربان ہوتا ہے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ لیکن سٹنگ روم میں جانے کی

بجائے وہ اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں سے جدید گائیکر اٹھایا اور واپس ڈرائنگ روم میں آکر اس نے کمرے کی باقاعدہ چیکنگ کی۔ لیکن جب گائیکر نے کوئی اشارہ نہ دیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا اور تیزی سے واپس خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ گائیکر کو واپس اس کی جگہ پر رکھ سکے۔ ابھی وہ کمرے کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ باہر سے کسی کے چیخنے اور پھر فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے گائیکر جیب میں ڈالا اور بجلی کی سی تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچانک چار آدمی دو بے ہوش آدمیوں کو کاندھوں پر اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"یہ آپ کے فلیٹ کو بم سے اڑانے ہی والے تھے عمران صاحب"...... سب سے آگے آنے والے نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ بات کرنے والا صدیقی تھا اور ظاہر ہے باقی اس کے ساتھی ہوں گے۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ لے آؤ انہیں اندر"...... عمران نے کہا اور واپس ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کوئی زخمی تو نہیں ہوا"...... عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"نہیں انہوں نے پکڑے جانے پر فائرنگ کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے"...... اس بار چوہان نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر دھماکے سے کھلا اور عمران اور سارے ساتھی تیزی سے مڑے۔

دروازے سے ارباب اور لیلیٰ داخل ہو رہے تھے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"ہم اس لئے واپس آئے ہیں عمران صاحب کہ کہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان آدمیوں کا تعلق ہم سے ہے۔ ان کا تعلق اسی گروپ سے ہے جس کے خلاف آپ کام کر رہے ہیں"...... ارباب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ارباب مجھے بہرحال کچھ نہ کچھ انسان شناسی آتی ہے آپ کا بے حد شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے آپ کے یہ چار صاحبان واقعی بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ انہوں نے جس خوبصورت انداز میں ان دونوں کو گھیر کر پکڑا ہے اور جس طرح اپنا تحفظ کرتے ہوئے ان کو بے بس کیا ہے۔ اس نے ہمیں بے حد متاثر کیا ہے۔ اگر یہی وہ فور سٹارز ہیں تو پھر واقعی یہ فورز کہلانے کے حق دار ہیں۔ خدا حافظ"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ لیلیٰ بھی مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ چلی گئی۔

"سلیمان دروازہ بند کر دو"...... عمران نے ایک طرف کھڑے ہوئے سلیمان سے کہا اور سلیمان سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کون تھے عمران صاحب"...... صدیقی نے ارباب اور لیلیٰ کے جاتے ہی پوچھا۔

"میں نے جان بوجھ کر اس کا نام لیا تھا۔ لیکن تم نے شاید نام
نہیں سنا۔ یہ گرین کارڈ کا سربراہ ارباب اور اس کی سویٹ وائف لیلیٰ
صاحبہ ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ لوگ ہیں۔ لیکن یہ تو آپ کے فلیٹ سے نیچے اترے
تھے"...... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں پرائیویٹ گفتگو سننے کے جرم میں سزا دینے آئے تھے لیکن میں
نے چائے پلوا کر واپس بھیج دیا۔ بہرحال وہ دونوں کیا کر رہے تھے
ذرا تفصیل تو بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے
اسے تفصیل بتانی شروع کر دی کہ کس طرح وہ جب یہاں پہنچے
انہوں نے ان دونوں کو بم گن ایک کار سے نکلتے اور اس کا رخ فلیٹ
کی طرف کرتے دیکھا اور پھر کس طرح ان کو قابو میں کیا۔

"ارباب بتا رہا تھا کہ ان دونوں کا تعلق اسی گروپ سے ہے ج
کے خلاف ہم کام کر رہے ہیں۔ اس کا واضح مطلب تو یہی ہے کہ ا
تعلق نواب بہادر سے ہے۔ لیکن دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک ت
کہ یہ دونوں اپنے چہرے مہرے اور لباس سے زیر زمین دنیا کے
لگتے ہیں اور وہ بھی انتہائی گھٹیا درجے کے لیکن دوسری بات یہ
ارباب انہیں پہچانتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب منشیات کے اس اندرون ملک دھندے میں
گھٹیا لوگ ہی کثیر تعداد میں وابستہ ہیں۔ اس کیس میں ہمارا ا
ابھی تک ایسے ہی لوگوں سے پڑا ہے...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں میں نے بھی تم لوگوں کے ساتھ اس کیس میں جو تھوڑا بہت
کام کیا ہے اس سے میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ منشیات کا دھندہ
کرنے والے پورے ملک میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے
ہیں۔ میں نے اسی لئے تمہیں ظفر خان کے پاس جانے سے روک دیا تھا
کہ ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ کوئی پلاننگ کرنی چاہئے۔ ہم کب
تک ان چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ ویسے
بھی اب تک ان کی طرف سے ہمارے خلاف کوئی رد عمل سامنے نہ آیا
تھا۔ لیکن اب پہلی بار ان لیلیٰ مجنوں کی وجہ سے رد عمل کا آغاز ہوا ہے
یہ لوگ جس ذہنی سطح کے ہیں۔ اس کے بعد سوائے اس کے اور کیا
ہوگا کہ ہم بدمعاشوں کے اڈوں پر جا کر ان سے لڑتے رہیں اور انہیں
مارتے رہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہم تو خود چاہتے ہیں عمران صاحب کہ بڑا مگرمچھ نواب بہادر ہاتھ آ
جائے۔ لیکن نجانے وہ کہاں چھپا ہوا ہے بلکہ اب تو چھپی ہوئی ہے کہ
اس کا کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"یہ عورت والی بات تمہیں کہاں سے معلوم ہوئی ہے"۔ عمران
نے پوچھا تو صدیقی نے راسٹن ہوٹل کے ہیڈ ویٹر محمود سے ملنے اور اس
سے ہونے والی تمام بات چیت تفصیل سے بتا دی۔

"میں نواب رضا کی رہائش گاہ پر میں ڈکٹا فون اور اس کے ساتھ ٹیپ
ریکارڈ چھوڑ آیا تھا۔ ٹائیگر نے ارباب کا فون ٹیپ کیا تھا۔ اوہ۔ اوہ میں
سمجھ گیا۔ یہ دونوں آدمی اس کاشو کے ہوں گے جسے ارباب نے میرے

فلیٹ کا پتہ بتایا تھا"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا
"کاشو وہ کون ہے"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔
"اس ظفر خان ٹائپ کا کوئی بدمعاش ہو گا نواب بہادر کا خا
آدمی لگتا ہے۔ میں ٹائیگر سے معلوم کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ا
کر دیوار کے ساتھ موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس
الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس
ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔
"ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آ
کر کے کال دینا شروع کر دی۔
"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز س
دی۔
"ٹائیگر ارباب کو ایک آدمی کاشو نے فون کیا تھا جس کی ٹیپ
نے مجھے سنوائی تھی۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے اوور"۔ عمر
نے کہا۔
"جی ہاں میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ جوپیٹر کالونی
ایک ہوٹل ہے سکائی فال۔ اس کا مالک ہے اور منشیات کے دھند
میں ملوث ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیشہ ور قاتل بھی ہے کسی زما
میں خاصا مشہور لڑاکا بھی رہا ہے اوور"...... ٹائیگر نے جواب د
ہوئے کہا۔
"تم ایسا کرو کہ اس کاشو کو فوری طور پر اغوا کر کے رانا ہاؤس

ے۔ اگر کہو تو جوانا یا جوزف کو تمہارے پاس بھجوا دوں اوور"۔ عمران
نے کہا۔
"اوہ نہیں باس۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کاشو جیسے معمولی
گ ٹائیگر کے منہ نہیں لگ سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے
ئیگر نے کہا۔
"او۔ کے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"ان دونوں کو اٹھاؤ اور رانا ہاؤس چلو۔ کاشو آجائے پھر ان تینوں
سے اکٹھی بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور صدیقی اور اس کے
تھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد رانا ہاؤس کے
یک روم میں کاشو اور وہ دونوں آدمی راڈ والی کرسیوں پر بندھے بے
ش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ عمران صدیقی اور دوسرے ساتھی ان
سامنے کرسیوں پر موجود تھے ٹائیگر بھی وہیں تھا۔
"اس کاشو کو ہوش میں لے آؤ ٹائیگر۔ اس سے پہلے بات ہو
ئے"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سرہلاتا ہوا آگے بڑھا اور
نے کاشو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں
جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو وہ پیچھے
کر واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کاشو نے کراہتے
ئے آنکھیں کھولیں اور پھر ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے
وشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر

رہ گیا۔

"پہلے میں تمہیں اپنا تعارف کرا دوں ۔ میرا نام علی عمران ہے اور اب گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ان دونوں کو بھی دیکھ لو۔ جنہیں تم نے میرا فلیٹ بموں سے اڑوانے کے لئے بھیجا تھا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کاشو سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کی بات سن کر کاشو کی گردن تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر یکلخت شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالیا۔

"تم تم کون ہو اور یہ کون ہیں ۔ یہ میں کہاں ہوں"...... کاشو نے رک رک کر کہا۔

"میں نے اپنا تعارف کرا دیا ہے ۔ ہاں البتہ اگر تم اپنے متعلق سوال کرنا چاہو کہ میں کون ہوں تو وہ بھی میں بتا دیتا ہوں کہ تمہارا نام کاشو ہے ۔ تم نے گرین کارڈ کے ارباب سے فون پر جو باتیں کی تھیں اس کا ٹیپ بھی میں سن چکا ہوں ۔ اس لئے مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے تم صرف یہ بتا دو کہ تمہارا چیف باس نواب بہادر کون ہے"...... عمران کا لہجہ پہلے کی طرح سرد تھا۔

"چیف باس نواب بہادر ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"...... کاشو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی تم جیسی سطح کے لوگوں کے لئے مجھے بھی اسی سطح پر ہی

چاہئے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

"جوزف الماری سے کوڑا نکالو اور اس وقت تک اس کے جسم پر برساتے رہو جب تک یہ زبان نہ کھول دے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور ایک طرف دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"اتنی سردردی کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب ۔ اس کی گردن پر پیر رکھیں ابھی سب کچھ بتا دے گا"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ کام بھی ان کی سطح سے بلند ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ تم لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"۔ کاشو نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ابھی ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف کوڑے کو فضا میں پٹختا ہوا کاشو کی کرسی کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ کاشو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"ابھی سے چیخ رہے ہو مینڈک کی اولاد"...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تو جیسے کمرہ کوڑے کی مخصوص آوازوں اور کاشو کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف واقعی غیر انسانی انداز میں کاشو کے جسم پر

کوڑے برسائے چلا جا رہا تھا۔ تیسرے یا چوتھے کوڑے پر کاشو بے ہوش ہو گیا لیکن جوزف کا ہاتھ نہ رکا اور کوڑے کی ضرب ہی کاشو کو بے ہوشی سے دوبارہ ہوش میں لے آئی۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ پپ پپ پانی پانی"...... چند لمحوں بعد ہی کاشو کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے ہاتھ ہلانے پر جوزف نے ہاتھ روک لیا۔ کاشو کا پورا جسم لہولہان ہو رہا تھا۔ اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی تھی۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے پانی کا جگ لا کر پہلے آدھے سے زیادہ جگ اس کے زخموں پر انڈیلا اور پھر اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو کاشو چیختا ہوا ہوش میں آیا تو ٹائیگر نے جگ اس کے منہ سے لگا دیا اور کاشو غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ کافی مقدار میں پانی جب اس کے حلق سے اتر گیا تو ٹائیگر نے جگ ہٹا لیا۔ کاشو کا مسخ شدہ چہرہ اب کافی حد تک بحال ہو گیا تھا۔ ویسے بھی جسمانی طور پر وہ خاصا سخت جان دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے کاشو۔ ورنہ اس بار زخموں میں سرخ مرچیں بھروا دوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نواب۔ نواب بہادر۔ عورت ہے۔ سالسبری ہوٹل کی مالکہ مادام زگابی۔ وہ افریقن نژاد عورت ہے۔ وہ یہاں کے بہت بڑے لارڈ نواب بہادر جنگ کی بیوہ ہے۔ نواب بہادر جنگ منشیات کا سوداگر تھا۔ پھر وہ اچانک مر گیا اور اس کی جگہ اس کی بیوہ نے لے لی ہے۔ لیکن وہ نام نواب بہادر کا ہی استعمال کرتی ہے۔ اس کے پاس کوئی مشین ہے

جس سے وہ بولتی ہے تو اس کی آواز مردانہ ہو جاتی ہے اور لہجہ بھی بدل جاتا ہے"...... کاشو نے لاشعوری طور پر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے لیکن اس کا خفیہ دفتر سالسبری ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ جہاں تک کوئی بھی نہیں جا سکتا"...... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں ہوٹل میں اس کا خاص آدمی کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل کا منیجر پاشا۔ اس کا خاص آدمی ہے۔ لیکن پاشا تک پہنچنا بھی کسی کو نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہاں ہوٹل میں اس کے خفیہ کمانڈوز ہر وقت موجود رہتے ہیں جو اچانک مشکوک آدمی پر فائر کھول دیتے ہیں"...... کاشو نے جواب دیا۔

"تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نواب بہادر جنگ کا ذاتی گارڈ رہا ہوں۔ میں نے اس کے لئے بے شمار لڑائیاں لڑی ہیں۔ جب نواب بہادر ہلاک ہو گیا تو میں مادام کا اس ہوٹل میں خصوصی گارڈ مقرر ہوا لیکن پھر ایک مقابلے میں مجھے پاکیشیا کے مشہور لڑاکے بسنتو سے شکست ہو گئی۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے رخصت کر دیا گیا لیکن چونکہ میں نواب بہادر کا ذاتی گارڈ رہا ہوں۔ اس لئے مادام نے مجھے رابطہ انچارج مقرر کر دیا تھا"...... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مادام زگابی سے بات کرنی ہو تو کس طرح کرتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"اسے یا پاشا کو کوئی براہ راست فون نہیں کر سکتا۔ ہوٹل میں پیغام دے دیا جاتا ہے اور بس پھر وہ جب چاہیں فون کر لیتے ہیں"۔ کاشو نے جواب دیا۔

"یہ سالسبری ہوٹل کہاں ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"راجہ گڑھ میں ہے باس بدمعاشوں کا ہوٹل مشہور ہے۔ لیکن نچلے درجے کے بدمعاشوں کا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم گئے ہو وہاں کبھی"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس وہاں جانے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم بتاؤ کاشو کہ اگر کوئی پارٹی وہاں براہ راست مادام زگابی سے ملنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہوتا ہے"...... عمران نے کاشو سے پوچھا۔

"براہ راست کوئی نہیں مل سکتا۔ اگر کسی پارٹی کو مادام وہاں وقت دے تو وہ پاشا کو پہلے سے کہہ دیتی ہے اور پاشا ہوٹل کے غنڈوں کے انچارج بسنتو کو کہہ دیتا ہے۔ پھر بسنتو اس پارٹی کو لے جا کر مادام تک چھوڑ بھی آتا ہے اور وہاں مادام کی نگرانی بھی کرتا ہے"...... کاشو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بسنتو نے تمہاری جگہ لے لی ہے۔

مطلب ہے اب وہ اس مادام کا پرسنل گارڈ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن ہوٹل کی حد تک"...... کاشو نے جواب دیا۔

"پھر تو اس بسنتو کو علم ہوگا کہ مادام کہاں رہتی ہے کہاں نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"مادام کسی کو نہیں بتاتی۔ وہ بے حد پراسرار عورت ہے"۔ کاشو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے اٹھ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک بھاری جسم کے نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... اس نوجوان نے بھاری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عظمت بول رہا ہوں کاشو کا اسسٹنٹ"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی وحشت بھری آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں کیا بات ہے۔ کیوں براہ راست کال کی ہے"...... اس نوجوان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"باس کاشو کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اسے ایک بلڈنگ رانا ہاؤس میں لے جایا گیا ہے"...... عظمت نے جواب دیا۔

"کس نے اغوا کیا ہے اور کیوں"...... پاشا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اسے اغوا کرنے والا دارالحکومت کا مشہور غنڈہ ٹائیگر ہے جناب

اور یہ ٹائیگر علی عمران کا ساتھی ہے اور یہ علی عمران وہ ہے جو فور سٹار کا سربراہ ہے اور سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے"...... عظمت نے جواب دیا تو پاشا بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک آگئی۔

"فور سٹار کا سربراہ۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا اور اس نے کاشو کو کیوں اغوا کیا ہے"...... پاشا کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو واقعات کا تفصیل سے علم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے عظمت نے کہا۔

"مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ کوئی گروپ فور سٹار نمودار ہوا ہے۔ جو منشیات کے آدمیوں کے خلاف کام کر رہا ہے اور اس نے دارالحکومت کے کئی مشہور سپلائرز کو ان کے آدمیوں سمیت گرفتار بھی کرایا ہے اور ہلاک بھی کیا ہے۔ اس سے زیادہ کی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے"...... پاشا نے جواب دیا۔

"پھر آپ میری بات نواب بہادر سے کرا دیں جناب"...... عظمت نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ایسے بات نہیں ہو سکتی"...... پاشا کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"مجھے معلوم ہے اسی لئے تو میں نے آپ کو اس سپیشل نمبر پر کال کیا ہے لیکن آپ کو حالات کا علم نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نواب بہادر براہ راست کاشو کو ہدایات دیتے رہے ہیں۔ اس لئے

تفصیل بھی انہیں بتانی چاہئے کیونکہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔ عظمت نے کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ میں سارا معاملہ خود ہینڈل کر لوں گا۔ نواب بہادر ملک سے باہر ہیں"...... پاشا نے کہا۔

"مختصر بتا دیتا ہو جناب دارالحکومت میں اچانک ایک گروپ سامنے آیا ہے جس کا نام فور سٹار گروپ ہے۔ اس نے منشیات کے دھندے میں ملوث کئی بڑے لوگوں اور ان کے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ان کی مخبری پر نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے چیئرمین اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے براہ راست کارروائی کی اور کئی بڑے لوگ پکڑے گئے۔ پھر چیف باس کو اطلاع ملی کہ فور سٹار گروپ ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کاشو کی معرفت گرین کارڈ کے سربراہ ارباب کو اس گروپ کو ٹریس کرنے کا کام سونپا۔ ارباب نے رپورٹ دی کہ اس کا سربراہ ایک آدمی علی عمران نامی ہے۔ جس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ چیف باس نے ارباب کو آفر کی کہ وہ اس عمران کو ختم کرنے کا مشن ہاتھ میں لے لیکن ارباب نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ صرف مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ چنانچہ چیف باس نے باس کاشو کو حکم دیا کہ عمران کا فلیٹ اس وقت بموں سے اڑا دیا جائے جب وہ فلیٹ میں موجود ہو۔ چنانچہ کاشو نے اپنے دو خاص آدمیوں کو اس کام پر تعینات کر دیا۔ میں ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں

ان دونوں کے پہنچنے سے پہلے اس فلیٹ کے سامنے پہنچ گیا تھا۔ پھر میں نے گرین کارڈ کے ارباب اور اس کی بیوی لیلیٰ کو عمران کے فلیٹ میں جاتے ہوئے دیکھا۔ اس دوران دونوں آدمی آگئے۔ اسی لمحے ارباب اور اس کی بیوی فلیٹ سے نیچے اتر آئے۔ ہمارے آدمیوں نے کام شروع کرنے کے لئے اپنا سامان نکالا ہی تھا کہ اچانک چار آدمی ان پر ٹوٹ پڑے۔ ہمارے آدمیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے فائرنگ بھی کی لیکن انہیں بے ہوش کر کے قابو میں کر لیا گیا اور پھر انہیں اس فلیٹ میں لے جایا گیا۔ ارباب اور اس کی بیوی بھی ان کے پیچھے اوپر فلیٹ میں گئے لیکن فوراً ہی واپس آگئے۔ میں نے چیف کو اطلاع دینے کے لئے فون کیا لیکن وہاں سے جواب نہ ملا تو میں واپس باس کے پاس آیا تو پتہ چلا کہ باس کو ایک مشہور غنڈے ٹائیگر نے جبراً اغوا کر لیا ہے۔ وہاں ہمارے چھ افراد کو اس ٹائیگر نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ لیکن ٹائیگر کا تعاقب کیا گیا۔ ٹائیگر باس کو لے کر البرٹ روڈ پر واقع اوگا سینما کے سامنے ایک عمارت رانا ہاؤس میں لے گیا۔ میں وہاں پہنچا تو عمران ان چاروں آدمیوں سمیت کاروں میں وہاں پہنچا اور وہ سب اندر چلے گئے۔ اب میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں"...... عظمت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ سب لوگ اسی بلڈنگ میں ہیں"۔ پاشا نے کہا۔

"یس باس"...... عظمت نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو میں بسنتو اور اس کے خاص آدمیوں کے ساتھ وہاں بھیج رہا ہوں وہ اس پوری عمارت کو ہی بموں سے اڑا دیں گے"۔ پاشا نے کہا۔

"لیکن جناب باس بھی تو اندر ہے"...... عظمت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس جیسے دشمنوں کے ساتھ اگر کاشو بھی ہلاک ہو جائے گا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کاشو کی جگہ تمہیں دے دی جائے گی"...... پاشا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... دوسری طرف سے عظمت نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تم سینما کے سامنے رکنا بسنتو تمہیں پہچانتا ہے۔ وہ تم سے مل لے گا۔ پھر تم اس عمارت کی نشاندہی کر دینا۔ باقی کام بسنتو کر لے گا"...... پاشا نے کہا۔

"لیکن اگر بسنتو کے آنے سے پہلے یہ لوگ اس عمارت سے نکل گئے تب جناب"...... عظمت نے کہا۔

"وہاں کوئی ایسی دکان ہے جس پر تم پیغام چھوڑ سکو"...... پاشا نے کہا۔

"جی وہاں جناب سینما کی دائیں سائیڈ پر پھول بیچنے والوں کی دکان ہے۔ اس کا مالک میرا واقف ہے۔ میں اسے پیغام دے دوں گا اگر میں وہاں نہ ملوں تو آپ بسنتو کو کہہ دیں کہ وہ اس دکان سے پیغام حاصل

کر لے"...... عظمت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"...... پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سالسبری ہوٹل"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں بسنتو سے بات کراؤ فوراً"...... پاشا نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے چیخ کر بولنے والا یکلخت کسی بھیڑ کی طرح منمنانے لگا تھا۔

"ہیلو بسنتو بول رہا ہوں"...... ایک بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں بسنتو"...... پاشا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ مینجر صاحب آپ حکم فرمائیں"...... بسنتو کی آواز میں بھی نرمی آ گئی تھی۔

"چیف باس کے خلاف ایک گروپ کام کر رہا ہے فور سٹار گروپ اس کے آدمی البرٹ روڈ پر اونگا سینما کے سامنے واقع ایک عمارت رانا ہاؤس میں موجود ہیں۔ انہوں نے کاشو کو اغوا کر لیا ہے۔ کاشو بھی اس عمارت میں ہے اور تم جانتے ہو کہ کاشو نواب بہادر کا ذاتی باڈی گارڈ

بھی رہا ہے۔ اس لئے وہ لازماً اس سے نواب بہادر کے بارے میں ساری تفصیلات معلوم کر لیں گے اس لئے تم اپنے خاص آدمیوں کو لے کر فوراً وہاں پہنچو اور اس عمارت پر بموں کی بارش کر دو۔ ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے" ...... پاشا نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے میں ابھی جاتا ہوں" ...... دوسری طرف سے بسنتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کاشو کا اسسٹنٹ عظمت وہاں سینما کے سامنے موجود ہو گا۔ تم اسے پہچانتے ہو۔ اس سے مل کر عمارت کی درست شناخت کر لینا اور سنو اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ اس عمارت سے نکل گئے تو پھر عظمت ان کی نگرانی کرے گا اور بعد میں اطلاع دے گا۔ اس لئے اگر عظمت سینما کے سامنے کھڑا نظر نہ آئے تو سینما کے دائیں ہاتھ پر پھول بیچنے والوں کی دکان ہے وہاں عظمت پیغام دے جائے گا۔ وہ پیغام تم وہاں سے حاصل کر لینا" ...... پاشا نے کہا۔

" لیکن پیغام تو یہی ہو گا کہ وہ تعاقب میں جا رہا ہے۔ اسے ان کی منزل کا تو علم نہ ہو گا" ...... بسنتو کی آواز سنائی دی۔

" ایسی صورت میں تم ہوٹل واپس آجانا۔ پھر جب عظمت کی کال آئے گی تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا" ...... پاشا نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں ابھی جاتا ہوں۔ لیکن آپ کو اطلاع کہاں دی جائے" ...... دوسری طرف سے بسنتو نے کہا۔

" میں ابھی ہوٹل پہنچ رہا ہوں۔ تم مشن مکمل کر کے واپس ہوٹل آ

جانا میں وہیں ہوں گا" ...... پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

" پاشا بول رہا ہوں چیف" ...... پاشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس کیا بات ہے کیوں کال کیا ہے" ...... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور پاشا نے جواب میں پوری تفصیل بتا دی۔

" ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ کاشو اور اس کے آدمی بھی اس عمران کے خلاف ناکام ہو چکے ہیں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آپ فکر نہ کریں جناب بسنتو کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ پاشا نے جیسے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے جب مشن مکمل ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پاشا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو نہ صرف اس کا لباس بدلا ہوا تھا بلکہ اس کا چہرہ بھی میک اپ سے بدل چکا تھا۔ وہ دوہری شخصیت کا مالک تھا۔ جس عمارت میں وہ اس وقت موجود تھا یہ اس کا منشیات کے دھندے کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہ یہاں بیٹھ کر منشیات کے

دھندے کو جو پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا کنٹرول کرتا تھا۔ لیکن جب وہ بحیثیت منیجر کبھی کبھار ہوٹل جاتا تو اس کا میک اپ بدلا ہوا ہوتا تھا۔ صرف نام اور آواز وہ اصل ہی استعمال کرتا تھا اور چونکہ اب اس نے ہوٹل جانا تھا۔ اس لئے اس نے لباس کے ساتھ ساتھ میک اپ بھی کر لیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس عمارت سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے راجہ گڑھ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سالسبری ہوٹل واقع تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر اس بسنتو کو ہوٹل سالسبری سے اغوا کر کے یہاں لایا جائے تو اس سے یقیناً اس مادام کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"...... عمران نے بلیک روم سے نکل کر دوسرے کمرے میں آتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم جا کر اسے لے آتے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"عمران صاحب یہ لے آنے اور لے جانے والا کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں چل کر اسے پکڑتے ہیں پھر وہیں اس سے پوچھ گچھ کر لیں گے۔ اس کے بعد جہاں کی نشاندہی وہ کرے گا وہاں روانہ ہو جائیں گے"...... صدیقی کے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان نے کہا۔

"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر اس بسنتو کو لے آؤں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں تم جس سرکل میں کام کر رہے ہو اسی سرکل میں کام کرتے
رہو۔ میں تمہیں اس گھٹیا سرکل کے چکر میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ یہ کام
فور سٹارز کرے گی اور تم اب واپس جا سکتے ہو"...... عمران نے
سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور مڑ کر کمرے کے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو پھر یہی طے ہوا کہ ہمیں اس بسنتو کو یہاں لانے کی بجائے خود
وہاں جانا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن ہم جائیں گے عمران صاحب۔ ہم فور سٹارز۔ آپ یہاں
آرام کریں"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے"...... عمران کے چہرے پر
یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور صدیقی اس کے اس انداز پر
بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ہے عمران صاحب دراصل ہم نے یہ گروپ
مقاصد کے تحت بنایا تھا ایک تو یہ کہ فارغ رہنے کی بجائے ہم حرکت
میں رہیں گے اور دوسرا اس طرح ملک و قوم کی خدمت بھی ہو جائے گی
مس جولیا۔ صفدر کیپٹن شکیل اور تنویر نے بھی ہمارے ساتھ شامل
ہونے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن میں نے انہیں بتایا تھا کہ پوری
سیکرٹ سروس کا اس طرح کے کاموں میں ملوث ہونا بہتر نہ ہو گا۔
چیف جب بھی کوئی ٹیم باہر بھیجتا ہے تو اکثر انہیں ہی بھیجتا ہے۔ اس

لئے اگر وہ بھی اس چکر میں ملوث ہو گئے تو سیکرٹ سروس کے کام میں
رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے میری بات مان لی تھی اور اس
طرح یہ فور سٹار تنظیم قائم ہو گئی۔ ہم مختلف سطحوں پر اپنے طور پر کام
کر رہے تھے کہ آپ اس میں بطور سپر سٹار جبراً شامل ہو گئے۔ اب آپ
جیسے سپر سٹار کو تو ہم میں سے کوئی بھی کام کرنے سے نہ روک سکتا تھا
ورنہ ہم فور سٹارز کی روشنی بھی آپ چھین سکتے تھے اس لئے ہم خاموش
ہو گئے۔ لیکن اب ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے شامل ہونے کے
بعد ہم پھر پہلے کی طرح بے کار ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپ جس طرح
سیکرٹ سروس کے لیڈر کے طور پر سارا کام خود کر لیتے ہیں اسی طرح
اب آپ فور سٹارز کا بھی سارا کام خود کر رہے ہیں۔ اس طرح تو ہمارا
اس گروپ کو قائم کرنے کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس
بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے آپ سے یہ بات کی تھی کہ آپ
بحیثیت سپر سٹار صرف فور سٹار کی کارکردگی کو سپروائز کریں۔
مشورے دیں لیکن فیلڈ میں کام ہمیں کرنے دیں"...... صدیقی نے
پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"واقعی الٹا زمانہ آگیا ہے اب کارکردگی کسی کو پسند نہیں آتی یا پھر
میرا مقدر ہی خراب ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اس نواب بہادر کو پکڑوا
کر نارکوٹکس کنٹرول بورڈ سے ملنے والی انعام کی رقم سے آغا سلیمان
پاشا کا کچھ قرضہ اتارنے کی سبیل کر لوں گا لیکن آہ قسمت۔ یہ خوش فہمی
بھی ختم ہو گئی۔ او کے۔ فور سٹار صاحبان آپ کام کریں میں واپس

اپنے فلیٹ چلا جاتا ہوں"...... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" یہ اداکاری آپ مس جولیا کے سامنے کیا کریں عمران صاحب۔ وہی جانتے بوجھتے آپ کی اداکاری سے متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ بہرحال ہمارا مقصد ہرگز یہ نہ تھا۔ آپ بے شک کام کریں اور انعام کی بھی بھاری رقم آپ ہی لے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن ہمیں بھی کام کرنے دیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کام تم کرو اور انعام کی رقم خیرات کے طور پر میں وصول کروں۔ تم نے مجھے کیا سمجھ لیا ہے۔ میرے اندر چنگیزی خون دوڑ رہا ہے سمجھے۔ میں خیرات نہیں لیا کرتا۔ چھین لیا کرتا ہوں"...... عمران نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا تو ایک بار پھر صدیقی اور اس کے ساتھی ہنس پڑے۔

" آپ بے شک چھین لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا اور نہ ہم اس ڈکیتی کی کسی تھانے میں رپورٹ لکھوائیں گے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے جوزف دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

" سامنے سینما پر چار کاریں آ کر رکی ہیں۔ ان میں سے دس افراد نکل کر رانا ہاؤس کے گرد پھیل رہے ہیں۔ میں نے "ایس سی" پر انہیں چیک کیا ہے۔ ان کے ارادے جارحانہ نظر آ رہے تھے۔ اس لئے میں نے سپیشل سسٹم آن کر دیا ہے"...... جوزف نے کہا تو وہ سب جوزف کی بات سن کر چونک پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ

جواب دیتا۔ باہر سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے ایسے تھے جیسے کوئی بھاری چیزیں رانا ہاؤس کے اندر گر رہی ہوں۔

" اوہ شاید انہوں نے حملہ کر دیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ صدیقی اور دوسرے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ چند لمحوں بعد جب وہ برآمدے میں پہنچے تو انہوں نے وسیع و عریض صحن میں ہر طرف سرخ رنگ کے میزائل بکھرے ہوئے دیکھے۔ میزائل ابھی تک باہر سے آ کر گر رہے تھے۔ لیکن وہ پھٹ نہ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد میزائلوں کی یہ بارش رک گئی۔

" اگر جوزف سپیشل سسٹم آن نہ کر دیتا تو اب تک رانا ہاؤس کے ساتھ ساتھ ہمارے جسموں کے بھی پرخچے اڑ چکے ہوتے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے جوزف برآمدے میں پہنچ گیا۔

" باس وہ لوگ واپس چلے گئے ہیں"...... جوزف نے کہا۔

" ان کی کاروں کے نمبر وغیرہ نوٹ کیے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" یس باس جوانا لے آ رہا ہے"...... جوزف نے کہا اور اسی لمحے جوانا بھی برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔

" یہ ان چاروں کاروں کے نمبر ہیں ماسٹر"...... جوانا نے کاغذ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اپنے فلیٹ چلا جاتا ہوں"...... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں
کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔
"یہ اداکاری آپ مس جولیا کے سامنے کیا کریں عمران صاحب۔
وہی جانتے بوجھتے آپ کی اداکاری سے متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ بہرحال
ہمارا مقصد ہرگز یہ نہ تھا۔ آپ بے شک کام کریں اور انعام کی بھی
بھاری رقم آپ ہی لے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن ہمیں بھی
کام کرنے دیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تمہارا مطلب ہے کام تم کرو اور انعام کی رقم خیرات کے طور پر
میں وصول کروں۔ تم نے مجھے کیا سمجھ لیا ہے۔ میرے اندر چنگیزی
خون دوڑ رہا ہے سمجھے۔ میں خیرات نہیں لیا کرتا۔ چھین لیا کرتا
ہوں"...... عمران نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا تو ایک بار پھر صدیقی
اور اس کے ساتھی ہنس پڑے۔
"آپ بے شک چھین لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا اور نہ ہم اس
ڈکیتی کی کسی تھانے میں رپورٹ لکھوائیں گے"...... صدیقی نے ہنستے
ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے جوزف دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔
"سامنے سینما پر چار کاریں آ کر رکی ہیں۔ ان میں سے دس افراد نکل
کر رانا ہاؤس کے گرد پھیل رہے ہیں۔ میں نے "ایس سی" پر انہیں
چیک کیا ہے۔ ان کے ارادے جارحانہ نظر آ رہے تھے۔ اس لئے میں
نے سپیشل سسٹم آن کر دیا ہے"...... جوزف نے کہا تو وہ سب
جوزف کی بات سن کر چونک پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ

جواب دیتا۔ باہر سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ
دھماکے ایسے تھے جیسے کوئی بھاری چیزیں رانا ہاؤس کے اندر گر رہی
ہوں۔
"اوہ شاید انہوں نے حملہ کر دیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی
سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ صدیقی اور دوسرے ساتھی اس
کے پیچھے تھے۔ چند لمحوں بعد جب وہ برآمدے میں پہنچے تو انہوں نے
وسیع و عریض صحن میں ہر طرف سرخ رنگ کے میزائل بکھرے ہوئے
دیکھے۔ میزائل ابھی تک باہر سے آ کر گر رہے تھے۔ لیکن وہ پھٹ نہ
رہے تھے۔ چند لمحوں بعد میزائلوں کی یہ بارش رک گئی۔
"اگر جوزف سپیشل سسٹم آن نہ کر دیتا تو اب تک رانا ہاؤس کے
ساتھ ساتھ ہمارے جسموں کے بھی پرخچے اڑ چکے ہوتے"...... عمران
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے
جوزف برآمدے میں پہنچ گیا۔
"باس وہ لوگ واپس چلے گئے ہیں"...... جوزف نے کہا۔
"ان کی کاروں کے نمبر وغیرہ نوٹ کیے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
"یس باس جوانا لے آ رہا ہے"...... جوزف نے کہا اور اسی لمحے
جوانا بھی برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔
"یہ ان چاروں کاروں کے نمبر ہیں ماسٹر"...... جوانا نے کاغذ
عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں ان نمبروں کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں"۔
عمران نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ لئے وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف مڑ گیا جس میں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"وہیکل رجسٹریشن آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"وہیکل رجسٹریشن آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں۔ چار کاروں کے نمبروں کی پڑتال کرانی ہے۔ متعلقہ آدمی سے بات کراؤ"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر میں کمپیوٹر سیکشن کے انچارج سے آپ کی بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو انچارج کمپیوٹر سیکشن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ

مؤدبانہ ہو گیا۔

"چار کاروں کے نمبر ہیں میرے پاس ان کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ کاریں کس کی ملکیت ہیں۔ ان کے مالکوں کے نام و پتے تفصیل سے چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر آپ نمبر بتائیں۔ میں ابھی چند لمحوں میں کمپیوٹر سے معلومات لے کر آپ کو بتا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رک رک کر اسے نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"یس سر صرف چند لمحے ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"...... تقریباً چار یا پانچ منٹ بعد انچارج کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر ان میں سے ایک کار بسنتو ولد سراج کے نام رجسٹرڈ ہے۔ پتہ سالسبری ہوٹل راجہ گڑھ ہے۔ جب کہ باقی تین کاریں براہ راست سالسبری ہوٹل کے نام ہی رجسٹرڈ ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حملہ بسنتو اور اس کے آدمیوں نے کیا تھا۔ لیکن انہیں یہاں کے بارے میں اطلاع کیسے مل گئی"...... عمران نے مڑ کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یا تو جن دو آدمیوں کو ہم لے آئے ہیں ان کی نگرانی ہو رہی تھی اور وہ فلیٹ سے ہمارے پیچھے یہاں آئے ہیں یا پھر ٹائیگر جب اس کاشو کو لے کر آیا ہے تو اس کی نگرانی ہوئی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو اس طرح اس بات کی تو تصدیق ہو گئی کہ کاشو نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور اب چونکہ بسنتو نے براہ راست رانا ہاؤس پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے اب اسے سزا دینے کے لئے مجبوراً مجھے بھی تمہارے ساتھ جانا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف فیصلہ سنائیں۔ سزا پر عمل درآمد کرنا ہمارا کام ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم جلاد بھرتی ہو گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے سماج دشمن اور ملک دشمن عناصر کے لئے ہم واقعی جلاد بن چکے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"او کے۔ چلو میں کم از کم فیصلہ سنانے کے بعد سزا پر عمل درآمد ہوتے تو دیکھ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ کی وہاں موجودگی کے بعد ہمارے لئے کام کرنا ممکن ہی نہیں رہے گا۔ ہیرو جس سین میں موجود ہو۔ وہاں ایکسٹرا چاہے لاکھ اداکاری کریں ان کو کوئی دیکھتا تک نہیں۔ آپ یہاں ٹھہریں ہم جا کر بسنتو سے اس مادام وغیرہ کے بارے میں پوچھ گچھ کر

کے آپ کو اطلاع کر دیں گے پھر اصل مادام پر آپ ہاتھ ڈال دیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"چلو جس طرح تم راضی ہو۔ اسی طرح کر لو لیکن یہ مادام پر ہاتھ ڈالنے والا فقرہ فوراً واپس لے لو۔ کیونکہ اگر یہ فقرہ اماں بی کے کانوں تک پہنچ گیا تو پھر بیچارہ سپر سٹار فور سٹارز کا سپر سٹار بننے کی بجائے گنجوں کا سپر سٹار بن جائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فقرہ واپس"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میک اپ کر کے جانا۔ کیونکہ اگر تمہارے تعاقب میں یہ لوگ یہاں آئے ہیں تو پھر وہ تمہیں پہچانتے بھی ہوں گے"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بالکل سر آپ اسی طرح فور سٹار کی رہنمائی کرتے رہیں ہمیں آپ کی یہ پوزیشن قبول ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

پاشا سالسبری ہوٹل کے تہہ خانوں میں بنے ہوئے اپنے خاص کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پاشا نے بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک دیو ہیکل اور انتہائی ٹھوس جسم کا نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔

"کیا ہوا بسنتو" ...... پاشا نے چونک کر کہا۔

"کیا ہونا تھا۔ وہ عمارت نجانے کس قسم کی ہے۔ ہم نے بے شمار میزائل فائر کیے لیکن ایک بھی نہیں پھٹا۔ جب میزائل ختم ہو گئے تو ہم واپس آ گئے" ...... بسنتو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میزائل نہیں پھٹے کیا مطلب یہ کیسے ہو سکتا ہے" ...... پاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کا مطلب تو مجھے بھی سمجھ نہیں آیا۔ میں نے اپنے ہاتھ

ے میزائل فائر کیے۔ میرے آدمیوں نے اس عمارت کے چاروں طرف پھیل کر اندر میزائل فائر کیے لیکن میزائل اندر جا کر اس طرح تے رہے جیسے وہ میزائل نہ ہوں لکڑی کے سادہ ٹکڑے ہوں۔ ایک ی نہیں پھٹا" ...... بسنتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی خاص عمارت ہے۔ اس کے اندر ئی جدید ترین سائنسی حفاظتی نظام نصب ہے" ...... پاشا نے کہا۔

"اب تو یہی سوچا جا سکتا ہے۔ بہرحال عظمت کو میں وہیں چھوڑ آیا ں۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے باہر آئیں تب ر حملہ کیا جائے" ...... بسنتو نے کہا۔

"ہاں اب اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم جا کر م کرو۔ میں چیف باس سے بات کر کے اس بارے میں کوئی لائحہ ے کرتا ہوں" ...... پاشا نے کہا تو بسنتو سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

س قسم کا سائنسی نظام تو حکومتی سطح پر ہی ہو سکتا ہے۔ کہیں یہ ے سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر نہ ہو" ...... پاشا نے سوچا اور پھر نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر نے شروع کر دیئے۔

ٹرل انٹیلی جنس بیورو" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز ۔

چیکر آصف سے بات کرائیں۔ میں اس کا دوست پاشا بول رہا ...... پاشا نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پاشا نے [illegible]
ہونٹ بھینچ لئے ۔ انسپکٹر آصف کو وہ منشیات کے دھندے کے سلسلے [illegible]
میں باقاعدہ رقم مہیا کرتا تھا تاکہ اگر سنٹرل انٹیلی جنس اس کے گروپ [illegible]
یا آدمیوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو اسے پہلے سے اطلاع دے [illegible]
دی جائے اور انسپکٹر آصف نے کئی بار ایسی اطلاعات دے کر اسے
بہت بڑے نقصان سے بچالیا تھا۔

"ہیلو انسپکٹر آصف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ [illegible]
آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں سالسبری ہوٹل سے"...... پاشا نے تحکمانہ لہجے
میں کہا۔ کیونکہ بہرحال وہ رقم دینے والی پارٹی تھی۔

"اوہ پاشا صاحب آپ خیریت کیسے فون کیا"...... دوسری طرف
سے آصف کا لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ اس کا ضمیر چور تھا۔

"تم سنٹرل انٹیلی جنس میں ہو۔ البرٹ روڈ پر اولگا سیمنا کے حلقے [illegible]
ایک عمارت ہے رانا ہاؤس اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو ۔ [illegible]
اطلاع ملی ہے کہ یہ کوئی سرکاری عمارت ہے"...... پاشا نے کہا۔

"رانا ہاؤس جس پر رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی [illegible]
اسی عمارت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ"...... دوسری طرف
سے چونک کر پوچھا گیا۔

"صندوقی وغیرہ کا تو مجھے علم نہیں ۔ البتہ رانا ہاؤس کے بارے [illegible]
مجھے بتایا گیا ہے"...... پاشا نے جواب دیا۔

[illegible] وہی ۔ وہ ایک لارڈ رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت بتائی جاتی ہے۔
[illegible] اس میں ہمارے ڈائریکٹر جنرل کے لڑکے علی عمران کو اکثر آتے
[illegible]تے دیکھا جاتا ہے۔ وہاں اس کے دو دیو ہیکل حبشی ساتھی بھی اکثر
[illegible] جاتے دیکھے گئے ہیں ۔ لیکن بہرحال وہ سرکاری عمارت نہیں ہے
[illegible] آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"[illegible] مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ برائے فروخت ہے۔ لیکن پھر کسی نے
[illegible]ا کہ وہ سرکاری عمارت ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ
[illegible]"...... پاشا نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"سرکاری تو بہرحال نہیں ہے ۔ اتنا تو میں جانتا ہوں"۔ آصف نے
[illegible] لہجے میں کہا۔

"اوکے بس یہی پوچھنا تھا لیکن سنو تم نے کسی سے اس بات کا ذکر
[illegible] کرنا مجھے"...... پاشا نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب آپ نے کہہ دیا ہے تو نہیں کروں گا"...... آصف
[illegible] جواب دیا تو پاشا نے رسیور رکھ دیا۔

[illegible] علی عمران کا قبضہ ہے وہاں اور علی عمران کا تعلق سیکرٹ سروس
[illegible] آیا جاتا ہے اس آصف کو علم ہی نہ ہوگا۔ سیکرٹ سروس نے اب
[illegible] اپنا بورڈ تو نہیں لگانا ٹھیک ہے ۔ یہ واقعی سیکرٹ سروس کا ہی
[illegible] ارٹر ہوگا اور اس حملے کے بعد سیکرٹ سروس لامحالہ حملہ آوروں
[illegible] ے میں حرکت میں آجائے گی اور کاشو کو بھی وہاں لے جایا گیا
[illegible] کاشو بسنتو کے بارے میں بھی جانتا ہے میرے بارے میں بھی

"اور مادام کے بارے میں بھی"....... پاشا نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چونک کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"....... نواب بہادر کی چیختی ہوئی مخصوص آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں چیف"....... پاشا نے کہا۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔اس مشن کی"....... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور جواب میں پاشا نے نہ صرف بسنتو کی دی ہوئی رپورٹ دوہرا دی بلکہ اس نے انسپکٹر آصف سے ہونے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ اپنی سوچ کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس بسنتو اور تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچ سکتی ہے"....... نواب بہادر نے کہا۔

"میرے بارے میں تو آپ کو معلوم ہے کہ میں تو یہاں دوسرے میک اپ میں ہوتا ہوں۔اس لئے میں تو میک اپ اتار کر ہیڈ کوا جا کر بیٹھ سکتا ہوں اور مجھ تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔لیکن بسنتو یہاں مستقل طور پر رہتا ہے"....... پاشا نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ بسنتو کا خاتمہ کر دیا جائے"....... نواب بہادر نے کہا۔

"یس چیف اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ورنہ آپ سمیت ہمارا سیٹ اپ ہی ختم ہو جائے گا۔سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتاری کام کرتی ہے"....... پاشا نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ سیکرٹ سروس منشیات کے خلاف کام کرے اس کی تو یہ فیلڈ ہی نہیں ہوتی"....... نواب بہادر نے کہا۔

"اس کی نہ ہو گی لیکن عمران تو کام کر سکتا ہے۔وہ تو پہلے ہی ہمارے خلاف کام کر رہا ہے"....... کاشو نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔اوکے ٹھیک ہے۔تم بسنتو کو بلا کر اسے گولی مار دو۔بسنتو کے نائب گامو کو بلا کر اسے ہوٹل کا انچارج بنا دو"....... نواب بہادر نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اوکے۔چیف"....... پاشا نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بسنتو جہاں بھی ہو اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔فوراً"....... پاشا نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس کے اندر موجود مشین پسٹل کو اٹھا کر اس نے اس کا میگزین چیک کیا اور پھر اس کا سیفٹی لاک ہٹا کر اس نے مشین پسٹل کو واپس دراز میں اس طرح رکھا کہ وہ فوراً اسے اٹھا سکے اور دراز کو اسی طرح کھلا چھوڑ دیا۔تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور بسنتو اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔آپ نے فوراً بلایا ہے"....... بسنتو نے اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں چیف سے میری بات ہو گئی ہے اور لائحہ عمل بھی طے ہو گیا اور اس لائحہ عمل کے مطابق مجبوراً مجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے"۔پاشا

نے کھلی ہوئی دراز میں پڑے ہوئے مشین پسٹل کے دستے کو پکڑ
ہوئے کہا۔

"کون سا کام"...... بسنتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا قتل"...... پاشا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ او
اٹھا اور کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی بسنتو کے حلق
نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کے چ
جیسے سینے پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور بر
طرح تڑپنے لگا لیکن چند لمحوں بعد اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

"واقعی مجبوری تھی بسنتو ورنہ تم جیسے مضبوط اور وفادار آدمی
ہلاک کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے"...... پاشا نے ایک طویل سان
لیتے ہوئے کہا اور مشین پسٹل کو واپس دراز میں رکھ کر اس نے در
بند کی اور ایک بار پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے دو بٹ
پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

"بسنتو کے نائب گامو کو میرے پاس بھیجو۔ فوراً"...... پاشا
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اند
داخل ہوا۔ وہ بھی بسنتو کی طرح ہی مضبوط جسم کا مالک تھا۔ لیک
بسنتو سے کم ہی تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ جیکٹ اور جینز تھی۔

"یس باس"...... گامو نے اندر داخل ہو کر پہلے چونک کر فرش
پڑی بسنتو کی لاش کو دیکھا اور پھر پاشا سے مخاطب ہوا۔

"چیف باس کے حکم پر مجبوراً بسنتو کو مجھے ہلاک کرنا پڑا ہے۔ اس
لاش کو لے جاؤ اور باہر کسی گٹر میں پھینکوا دو اور آج سے بسنتو کی
تم سنبھالو گے"...... پاشا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن بسنتو سے کیا غلطی ہو گئی تھی جناب وہ تو بے حد وفادار آدمی
...... گامو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضروری نہیں کہ آدمی کسی غلطی کی بنا پر ہی مارا جائے بعض
قات بغیر غلطی کے بھی ہمارے دھندے میں آدمی کو مرنا پڑتا ہے"۔
پاشا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو واقعی مجبوری ہے جناب۔ پھر تو آپ کو بھی بغیر غلطی کے ہی
مرنا پڑے گا"...... اچانک گامو نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ
میں ریوالور نظر آنے لگا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... پاشا نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ اس
کا ہاتھ تیزی سے میز کی دراز کی طرف بڑھا۔

"ہاتھ کو حرکت نہ دیں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ گامو کا نشانہ
پورے دارالحکومت میں مشہور ہے"...... گامو نے کرخت لہجے میں کہا

"لیکن۔ لیکن۔ کیا تم بسنتو کی وجہ سے"...... پاشا نے ہکلاتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف باس کا حکم ہے۔ انہوں نے مجھے کال کر کے کہہ دیا تھا
کہ آپ بسنتو کو ہلاک کریں گے اور جب آپ بسنتو کو ہلاک کر دیں تو
پھر میں آپ کو ہلاک کر دوں۔ اگر بسنتو سے غلطی ہوئی ہے تو یقیناً وہی

غلطی آپ سے بھی ہوئی ہوگی اور اگر اس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی تو پھر آپ سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوئی"...... گاموں نے کہا اور پھر اس سے پہلے پاشا کچھ کہتا گاموں نے ٹریگر دبا دیا اور پاشا کے جسم کو بے اختیار جھٹکا لگا۔ اس کے حلق سے خود بخود چیخ نکلی۔ ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کے سینے میں اندر تک اتر چلی گئی ہو۔ دوسرے لمحے اس کا سانس حلق میں اٹک گیا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے احساسات پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔

سالسبری ہوٹل خاصا بڑا ہوٹل تھا۔ اس کی عمارت تو گو خاصی قدیم تھی لیکن اس کے گرد خالی ایریا کافی وسیع تھا۔ لیکن یہ ہوٹل جس علاقے میں تھا وہاں کسی زمانے میں قریب ہی فوجی چھاؤنی اور فوجی آفیسرز کی کالونی تھی۔ جس کی وجہ سے ایسا شاندار ہوٹل یہاں قائم کیا گیا تھا۔ لیکن پھر چھاؤنی اور کالونی وہاں سے کسی اور جگہ شفٹ کر دی گئی اور اس پورے علاقے میں متوسط طبقے کے لوگوں نے مکانات بنا لیے۔ اس سارے علاقے کا نام اب راجہ گڑھ تھا۔ ہوٹل سالسبری راجہ گڑھ کے تقریباً وسط میں پڑتا تھا اور جس قسم کے علاقے میں یہ اب واقع تھا اس لحاظ سے ہوٹل پر بھی سماج دشمن اور جرائم پیشہ عناصر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ لیکن پارکنگ تقریباً آدھی سے زیادہ خالی تھی۔ صدیقی نے کار کمپاؤنڈ گیٹ سے داخل کر کے اسے پارکنگ کی طرف موڑ دیا۔ وہ پہلی بار اس ہوٹل میں آرہے تھے۔ سائیڈ سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا

"ان دونوں کو راستے سے ہٹا دیا گیا ہے"....... چوہان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کا مطلب ہے کہ یہ نواب بہادر خاصی تیز شخصیت ہے"۔ صدیقی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس گامو کو کچھ معلوم نہیں ہوگا"....... چوہان نے کہا۔

"یقیناً ورنہ اسے کبھی انچارج نہ بنایا جاتا لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے معلوم ہو۔ جرائم کے نیٹ ورک میں اکثر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہیڈز یہ سمجھتے ہیں کہ نیچے والوں کو کچھ معلوم نہیں لیکن بعض اوقات نیچے والے وہ کچھ جانتے ہوتے ہیں جو ہیڈز کو بھی معلوم نہیں ہوتا"..... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے باقی ساتھیوں نے اس کی تائید میں سرہلا دیئے۔ ہوٹل کے مین گیٹ پر کوئی دربان موجود نہ تھا۔ دروازے کھلے ہوئے تھے اور اندر سے بے ہنگم قہقہوں اور انتہائی پرشور آوازوں کے ساتھ ساتھ گھٹیا شراب کے بھبکے اور زہریلے منشیات کا دھواں بھی باہر برآمدے تک آ رہا تھا۔ وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب رنگ دکھائی دیا۔ آدھے سے زیادہ ہال بھرا ہوا تھا لیکن ان میں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ تھی لیکن یہ عورتیں اس طبقے سے متعلق تھیں جس طبقے کے افراد وہاں نظر آ رہے تھے۔ تقریباً ہر میز پر ہی شراب کھلے عام پی جا رہی تھی اور تقریباً ہر فرد جس میں عورتیں بھی شامل تھیں منشیات سے بھرے ہوئے سگریٹوں

کا دھواں اڑا رہے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس ہال پر ملک کا نہ ہی قانون لاگو ہوتا ہے اور نہ ہی یہاں کسی قسم کی اخلاقیات کا کوئی دخل ہے۔ ہال میں ویٹرز کے علاوہ مشین گنوں سے مسلح آٹھ افراد بھی ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار پہلوان نما آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو فارغ کھڑا ہوا تھا جب کہ باقی تین میں سے دو ویٹرز کو آرڈر سپلائی کرنے میں مصروف تھے۔ جب کہ ایک بل وصول کر رہا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"استاد گامو کا دفتر کون سا ہے"........ صدیقی نے کاؤنٹر پر جا کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو فارغ کھڑا ہوا تھا۔

"کیوں تمہیں اس سے کیا کام ہے"...... اس آدمی نے غور سے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کام ہے تو پوچھ رہے ہیں ورنہ ہم نے اس کا اچار تو نہیں ڈالنا"...... صدیقی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ بھاگ جاؤ وہ کسی ایرے غیرے سے نہیں ملتا جاؤ"....... اس آدمی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے ہال تھپڑ کی زور دار آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی کا بازو اس قدر تیزی سے گھوما تھا کہ یقیناً بجلی بھی اپنی رفتار پر شرما گئی ہو گی۔ تھپڑ اس قدر زور دار تھا کہ وہ پہلوان نما آدمی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر دوسرے آدمی سے ٹکرایا اور پھر اسے بھی ساتھ لیتا ہوا

کاؤنٹر کے اندر جا گرا۔

" مچھر کی اولاد چنگیزی سے ٹیڑھا منہ کر کے بات کرتے ہو"۔ صدیقی نے تھپڑ مارتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ تھپڑ کی آواز اور ویٹر کی چیخ اور اس کے اور دوسرے کاؤنٹر مین کے گرنے کے دھماکوں سے ہال میں برپا شور یکلخت خاموشی میں تبدیل ہو گیا اور ہال میں موجود تمام عورتیں اور مرد اس طرح حیرت سے کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی انہونی دیکھ رہے ہوں۔ مشین گنوں سے مسلح افراد بھی یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے تھے۔

" کہاں ہے گامو۔ بتاؤ"...... صدیقی نے دوسرے لمحے پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے دوبارہ چیختے ہی جیسے ہال پر چھایا ہوا سکوت یکلخت دھماکوں میں تبدیل ہو گیا۔ مشین گنوں سے مسلح افراد بھیڑیوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے ہال مشین پسٹلز کی تیز فائرنگ کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ آٹھوں کے آٹھوں مسلح افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ یہ فائرنگ صدیقی کے ساتھیوں نے کی تھی۔ کیونکہ ان مسلح افراد کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ایک لمحہ دیر کیے بغیر ان پر فائر کھول دیں گے۔

" خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو بھون ڈالیں گے"...... چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور میزوں سے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف لپکتے ہوئے کئی

افراد بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

" بولو کہاں ہے۔ گامو"...... صدیقی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ اچانک سائیڈ راہداری سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

" یہ کس نے فائر کھولا ہے ہوٹل میں"...... آنے والے نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دو تین انتہائی عریاں اور فحش گالیاں بھی دے دیں۔

" استاد گامو۔ یہ۔ یہ"...... کاؤنٹر پر کھڑے اس پہلوان نما آدمی نے جو صدیقی کا تھپڑ کھا کر گرا تھا اور اب گال پر ہاتھ رکھے کھڑا ہوا ہی تھا کہا۔

" اوہ تو یہ ہے استاد گامو"...... صدیقی نے تیزی سے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ استاد گامو اس دوران قدم بڑھاتا ہوا قریب پہنچ چکا تھا کہ اچانک صدیقی اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے استاد گامو چیختا ہوا اچھل کر عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ صدیقی کی زور دار فلائنگ کک اس کے سینے پر پڑی تھی۔ صدیقی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اسی لمحے استاد گامو بھی نیچے گر کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا کہ یکلخت چوہان حرکت میں آیا اور گامو ایک بار پھر چیخ مار کر فضا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا چلا گیا۔ چوہان نے یکلخت جھک کر اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک زور دار جھٹکے سے فضا میں اچھال دیا تھا۔ دوسرے لمحے

استاد گامو ایک بار پھر چیختا ہوا پشت کے بل دھماکے سے فرش پر گرا ہی تھا کہ خاور کی لات حرکت میں آئی اور گامو کنپٹی پر زوردار ضرب کھا کر اس بار چیخ تک نہ سکا اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ یہ ساری کارروائی صرف چند لمحوں میں ہی مکمل ہو گئی اور ہال میں موجود سب افراد کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹ کر کانوں سے جا لگیں۔ وہ سب صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان نہ ہوں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں شاید جب سے یہ ہوٹل غنڈوں کے قبضے میں آیا تھا پہلی بار یہاں اس قسم کا واقعہ ہوا تھا اس لئے یہ سارا واقعہ کسی کے حلق سے بھی نہ اتر رہا تھا۔

"کار سامنے لے آؤ"...... صدیقی نے آہستہ سے ساتھ کھڑے چوہان سے کہا اور چوہان بجلی کی تیزی سے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

"سنو اگر کسی نے بھی معمولی سی حرکت کی تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ہم اس گامو کو ساتھ لے جا رہے ہیں۔ اس نے ہمارے باس کے ساتھ منشیات کے ایک بڑے سودے میں گھپلا کیا ہے اور ہمیں یہ حکم ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس سارے ہوٹل کو بموں سے اڑا دیں۔ باہر ہمارے ساتھیوں نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے"...... صدیقی نے چیخ کر اعلان کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے نعمانی کو اشارہ کیا کہ وہ بے ہوش پڑے ہوئے گامو کو اٹھائے۔ نعمانی نے تیزی سے آگے بڑھ کر گامو کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا اور پھر

وہ تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور وہ ہر طرف سے چوکنا نظر آ رہے تھے۔ صدیقی اور خاور دونوں اس وقت تک گیٹ پر کھڑے رہے جب تک نعمانی نے گامو کو گیٹ کے سامنے کھڑی کار کی عقبی سیٹ پر نہ ڈال دیا پھر خاور تیزی سے پیچھے ہٹا اور جب وہ کار میں سوار ہو گیا تو صدیقی بجلی کی تیزی سے مڑا اور تیزی سے کار کی طرف بھاگا۔ سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ اس لئے صدیقی بجلی کی سی تیز رفتاری سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تو اسی لمحے چوہان نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ کمپاؤنڈ گیٹ پار کر کے دائیں طرف مڑے اور پھر چوہان نے مختلف سڑکوں پر سے کار کو گھما کر جب اچھی طرح چیک کر لیا کہ ان کا تعاقب نہیں ہو رہا تو اس نے سٹار کالونی کا رخ کر لیا اور پھر وہ بخیر و عافیت اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔

"کار کو گیراج میں بند کر دو تاکہ اس کی وجہ سے کوٹھی نہ چیک ہو جائے"...... صدیقی نے کار سے نیچے اترتے ہوئے چوہان سے کہا اور چوہان نے جو سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا تھا اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب کہ عقبی سیٹ سے نعمانی اور خاور نیچے اترے اور پھر دونوں سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے ہوئے گامو کو گھسیٹ کر باہر نکالا گیا۔ نعمانی نے ایک بار پھر اسے کاندھے پر لادا اور تیزی سے تہہ خانے کی طرف چل پڑا۔ جب کہ چوہان کار کو چیک کر کے عقبی سائیڈ پر بنے ہوئے گیراج کی طرف لے گیا۔

"خاور تم باہر کا خیال رکھو گے۔ چوہان کو بھی اپنے ساتھ روک لینا میں اور نعمانی اس سے پوچھ گچھ کر لیں گے"...... صدیقی نے خاور سے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی تیزی سے نعمانی کے پیچھے تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بے ہوش گامو کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"نعمانی الماری سے سرخ مرچوں کا ڈبہ نکال لو۔ یہ گھٹیا درجے کے بدمعاش آسانی سے زبان نہیں کھولا کرتے"...... صدیقی نے آگے بڑھ کر گامو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا ایک طرف بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی نے اپنے ہاتھ اس وقت ہٹائے جب گامو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ جب کہ نعمانی سرخ مرچوں کا ڈبہ لے کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد ہی گامو نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم نے گالیاں دی تھیں ناں"...... صدیقی نے غراتے ہوئے گامو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہ میں کہاں ہوں"...... گامو نے حیرت اور خوف کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"ہم تمہیں سالسبری ہوٹل سے سب کے سامنے اٹھا کر لے آئے ہیں اور اب یہ خنجر دیکھ رہے ہو۔ اب اس خنجر سے تمہارے جسم میں زخم ڈالے جائیں گے اور پھر ان زخموں میں سرخ مرچیں بھر دی جائیں گی"...... صدیقی نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا تو گامو کے چہرے پر اب انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"م۔ مم مجھے معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم کون ہو۔ میں تو"...... گامو نے رک رک کر کہا۔

"ہم تو تم سے ملنے آئے تھے۔ لیکن تم اور تمہارے آدمیوں نے خود ہی ہمیں اس اقدام پر اکسایا بہرحال اب بھی تمہارے پاس ایک چانس موجود ہے۔ اگر تم ہمارے سوالوں کے درست جواب دے دو تو تمہیں رہا کیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کون سے سوال"...... گامو نے بے اختیار چونک کر کہا۔

"پاشا اور بسھتو کو کس کے کہنے پر قتل کیا گیا ہے"...... صدیقی نے کہا تو گامو بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... گامو کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ اب اس طرح غور سے صدیقی اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے نعمانی کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"جو سوال کر رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ پھر زخموں اور مرچوں کی کارروائی شروع ہو جائے گی اور تم آسانی سے تصور کر سکتے ہو کہ اس صورت میں تمہارا کیا حشر ہو گا"...... صدیقی نے انتہائی سرد لہجے

میں کہا۔

"بسنتو کو چیف باس کے حکم پر پاشا نے ہلاک کیا اور چیف باس کے حکم پر میں نے پاشا کو ہلاک کر دیا"...... گامو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کس چیف باس کے حکم پر"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کس چیف باس۔ ایک ہی تو چیف باس ہے۔ نواب بہادر"۔ گامو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اصل چیف باس نواب بہادر نہیں ہے مادام زگابی ہیں پھر تم نے یہ بات کیوں کی بولو"...... صدیقی نے کہا تو گامو کے چہرے پر اور زیادہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو۔ تو تم یہ سب جانتے ہو۔ مگر۔ مگر مادام ہی نواب بہادر کہلاتی ہیں اور ان کا یہی حکم ہے کہ انہیں مادام کی بجائے چیف باس ہی کہا جائے اور نواب بہادر کا ہی نام لیا جائے"...... گامو نے جواب دیا

"تمہیں چیف باس نے کیسے حکم دیا تھا"...... صدیقی نے کہا جو بڑی ذہانت سے گامو سے سوالات کر کے اپنے مطلب کی معلومات اگلوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیسے حکم دیا تھا۔ فون پر دیا تھا اور کیسے دیتا"...... گامو نے جواب دیا۔

"کیا تم اس کی آواز پہچانتے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں اچھی طرح پہچانتا ہوں"...... گ

جواب دیا۔

"جب تم نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی تو تم نے چیف باس کو اطلاع دی تھی"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے فوراً اطلاع دے دی تھی"...... گامو نے جواب دیا

"کیا تم نے فون پر اطلاع دی تھی یا مخصوص ٹرانسمیٹر استعمال کیا تھا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"فون پر اطلاع دی تھی"...... گامو نے جواب دیا۔

"کن نمبروں پر"...... صدیقی نے پوچھا تو گامو نے نمبر بتا دیئے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ مادام زگابی کہاں رہتی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے"...... گامو نے جواب دیا

"لیکن ان نمبروں سے تو معلوم کیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ نمبر ایکس چینج میں ہی نہیں ہیں۔ میں نے خود کوشش کی تھی۔ لیکن ناکامی ہوئی"...... گامو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بعد میں بات ہو گی"...... صدیقی نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے نعمانی کو بھی ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر کمرے میں آ گئے۔

"یہ تو کہہ رہا ہے کہ ایکس چینج میں نمبر ہی نہیں ہیں"...... نعمانی

نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے انہوں نے رقم وغیرہ دے کر مین ایکس چینج میں کوئی چکر چلا رکھا ہو لیکن پہلے یہ نمبر چیک تو کر لیں ہو سکتا ہے کہ گامو نے غلط بیانی کی ہو"...... صدیقی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور گامو کے بتائے ہوئے نمبر تیزی سے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مم۔ مم۔ میں سالسبری ہوٹل سے بول رہا ہوں میرا نام صاحب علی ہے۔ میں استاد گامو کا نائب ہوں۔ استاد گامو کو ابھی تھوڑی دیر پہلے مسلح افراد نے زبردستی اغوا کر لیا ہے"...... صدیقی نے لہجہ اور آواز بدل کر کہا۔

"تمہیں اس فون نمبر کا کیسے علم ہوا"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"استاد گامو نے بتایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی ایمرجنسی ہو تو میں چیف باس کو اطلاع دے سکوں"...... صدیقی نے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی نے اسے بتایا کہ کس طرح چار افراد ہوٹل میں آئے انہوں نے کاؤنٹر مین کو تھپڑ مارا۔ پھر فائرنگ کر کے مسلح افراد کو ختم کیا۔ اس دوران استاد گامو شور سن کر جب دفتر سے باہر آیا تو کس طرح انہوں نے اسے بے

ہوش کیا اور پھر اٹھا کر لے گئے اور کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ صدیقی نے اپنی ہی کارروائی کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تم نے اس کار کو تلاش کیا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں آدمی بھیجے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تلاش جاری رکھو اور پھر مجھے اطلاع دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے گامو نے غلط بیانی نہیں کی"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں لیکن اب اس نمبر کو کیسے ٹریس کیا جائے۔ ایکس چینج فون کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا"...... صدیقی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"عمران صاحب والا طریقہ استعمال کرو اس کے ہیڈ کو ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بن کر فون کرو"...... نعمانی نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چیف آپریشنل منیجر سنٹرل ایکس چینج کا نمبر دو"...... صدیقی نے

کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر دے دیا گیا۔ صدیقی نے کریڈل
دبایا اور ٹون آنے پر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"سیکرٹری چیف آپریشنل منیجر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس ظہیر الدین بابر بول رہا ہوں
چیف سے بات کراؤ"...... صدیقی نے لہجے کو مزید بھاری کرتے
ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو میں چیف آپریشنل منیجر تاج احمد بول رہا ہوں"...... چند
لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لہجے میں حیرت کی جھلکیاں
نمایاں تھیں۔

"جی صاحب فرمایئے کیا حکم ہے"...... تاج احمد نے کہا۔

"ایک نمبر ہمیں ایک مجرم تنظیم کی طرف سے ملا ہے۔ لیکن آپ
کی ایکس چینج میں یہ نمبر موجود ہی نہیں ہے جب کہ اس پر بات باقاعدہ
ہو رہی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر یہ سپیشل سیکورٹی نمبر ہو گا۔ کون سا نمبر ہے
جناب"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا تو صدیقی نے نمبر
بتا دیا۔

"یس سر یہ سپیشل سیکورٹی سیلڈ نمبر ہے جناب"...... منیجر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ نمبر کہاں نصب ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"سوری سر اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ صرف صدر
مملکت کے تحریری حکم پر اس بارے میں تحریری طور پر انہیں جواب دیا
جا سکتا ہے اور بس"...... منیجر نے جواب دیا۔

"آپ کو معلوم ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں جناب ہم میں سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ میں نے
بتایا ہے کہ سیلڈ نمبر ہیں اور سیل بغیر تحریری حکم کے نہیں کھولی جا سکتی
اور سیل بھی محکمے کا ڈائریکٹر جنرل ہی کھول سکتا ہے میں تو ویسے بھی
نہیں کھول سکتا جناب"...... منیجر نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لو چھٹی ہو گئی اب کر لو مزید کارروائی"...... صدیقی نے رسیور
رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرم تنظیم ایسے نمبر کھلے عام استعمال کر
رہی ہو"...... نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"رقم دے کر کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا ہر جگہ کالی بھیڑیں تو بہرحال
موجود ہی ہوتی ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے"۔ صدیقی
نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اب سپریم سٹار کو ہی تکلیف دی جائے اور تو
کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے عمران صاحب کو وہ کیا کر لیں گے کیا وہ صدر

سے حکم دلا سکتے ہیں"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"نہیں سپریم سٹار سے میرا مطلب چیف ایکسٹو تھا"...... نعمانی نے جواب دیا۔

"ارے نہیں وہ ان چکروں میں نہیں پڑا کرتا۔ البتہ عمران صاحب سے بات واقعی ہو سکتی ہے۔ ان کا ذہن ایسے معاملات میں کسی کمپیوٹر کی طرح ہی کام کرتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان میں صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں وہ تو کافی دیر کے گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک واپسی نہیں ہوئی"...... سلیمان نے جواب دیا تو صدیقی نے او کے کہتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف میں صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب ہیں یہاں"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"جی ہاں ہیں میں بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے جوزف

نے کہا تو صدیقی نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔

"ہیلو علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف آف فور سٹارز بول رہا ہوں"...... صدیقی نے جان بوجھ کر کہا تو ساتھ کھڑا ہوا نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے یہ ایک نیا چیف وجود میں آگیا۔ ایک تو ہمارے ملک میں چیف کی پیداوار آبادی سے بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ اتنے بچے پیدا نہیں ہوتے جتنے چیف بن جاتے ہیں۔ ویسے یہ بات دوسری ہے کہ چیف بننے والے صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ چیف کہتے کسے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"چیف کسی بھی تنظیم کا سربراہ ہوتا ہے اور کون ہوتا ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل درست جواب ہے۔ لیکن اس جواب کے تحت کم از کم تم چیف نہیں ہو سکتے۔ البتہ تم فرسٹ سٹار تو ہو سکتے ہو۔ مگر چیف نہیں ہو سکتے"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں نے سوچا تھا چلو چیف کہلا کر خوش تو ہو لیا کروں گا لیکن آپ بھلا اتنا موقع دینے والے کہاں۔ بہرحال آپ کو تو چیف کہا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بس مجھ غریب پر یہی ظلم نہ کرنا۔ باقی جو مرضی آئے بنادو میں خوشی سے بن جاؤں گا لیکن چیف نہیں"...... عمران کے لہجے میں خوف کی جھلک نمایاں تھی۔

"ارے وہ کیوں"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"چیف کو مفت خوروں کو تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ چیک دینے پڑتے ہیں اور اسے جواب میں ملتا کیا ہے۔ صرف یہی کہ وہ اپنے ماتحتوں کو ڈانٹ سکے اور بس۔ جہاں تک ڈانٹ کا تعلق ہے وہاں تک تو میرے بس میں ہے لیکن یہ تنخواہیں اور چیک یہ میرے بس میں نہیں ہیں۔ اس لئے اگر ڈانٹنے والا چیف بنا سکتے ہو تو بے شک بنا لو"۔ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلیے آپ یہی بن جائیے"...... صدیقی نے کہا۔

"یعنی چیف کی بجائے ڈانٹیف بن جاؤں"...... دوسری طرف سے عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جو مرضی آئے بن جائیے۔ ہماری طرف سے کھلی آفر ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"خواہ مخواہ بن جاؤں سر ستار بننے کی کوشش کی تھی تو تم نے صاف جواب دے دیا کہ جناب اپنی اوقات میں رہیں اور اب کہہ رہے ہو کہ جو جی چاہے بن جاؤں مطلب ہے پہلے منہ سے جواب ملا تھا اب جوتیوں سے ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"غلطی ہو گئی تھی عمران صاحب معافی چاہتا ہوں۔ واقعی آپ سر ستار ہیں۔ اگر کہیں تو لکھوا کر اور فریم کرا کر آپ کے فلیٹ پر لگا دوں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کہیں فور سٹارز نے خود تو منشیات کا دھندہ شروع نہیں کر دیا کہ اب میری خاطر اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بڑی رقم کیا مطلب۔ اس میں کتنی رقم خرچ ہونی ہے۔ چند لاکھ"...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا تو مطلب ہے چند روپے ہیں تمہارے پاس۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے سر ستار بننے کے بعد امیر ہو جانے کا سکوپ بن سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب یہ باتیں بعد میں کر لیں گے۔ فی الحال ایک اہم مسئلہ درپیش ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر ساری بات سنا ڈالی۔

"یہ تو واقعی تم نے انتہائی اہم بات دریافت کر لی ہے۔ اس کے ذریعے تو اس مادام کو ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ او کے تم ایسا کرو کہ رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے آنے تک اس بارے میں معلومات حاصل کر لوں"...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ

دیا۔

"اس گاموں کا خاتمہ کرنا ہوگا اور ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنا ہو
گا اور گاڑی بھی"...... صدیقی نے رسیور رکھ کر پاس کھڑے نعمانی سے
کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے پہلوان نما آدمی
نے رسیور اٹھا لیا۔

"بادشاہ ہوٹل"...... پہلوان نما آدمی نے بڑے کرخت سے لہجے
میں کہا۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں راجہ سے بات کراؤ"...... دوسری
طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"اوہ ج۔ ج جناب آپ۔ آپ۔ م۔ میں بات کراتا ہوں"۔
پہلوان نما آدمی کی ایک لحاظ سے گھگھی سی بندھ گئی تھی۔ اس نے
جلدی سے رسیور رکھا اور زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔

"راجہ۔ راجہ۔ ادھر آؤ راجہ"...... پہلوان نما آدمی اس طرح گلا
پھاڑ کر چیخ رہا تھا جیسے اس پر اچانک کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"کیا ہوا۔ کیوں گلا پھاڑ رہے ہو"...... ہوٹل کی ایک میز پر دو

عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ادھر آؤ جلدی فوراً"...... پہلوان نما آدمی نے اسی طرح چیخ کر کہا اور نوجوان منہ بناتا ہوا تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے آخر"...... راجہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نواب بہادر صاحب کا فون ہے خود بات کر رہے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا تو راجہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ج۔ جی۔ جی صاحب راجہ بول رہا ہوں صاحب"...... راجہ کا لہجہ اس قدر مؤدبانہ تھا کہ جیسے وہ سلام کے لئے فون کے اندر گھسنے کے لئے بھی تیار ہو۔

"سنو تم ہماری تنظیم میں بڑا عہدہ اور لاکھوں روپے فوری طور پر حاصل کرنا چاہتے ہو یا نہیں"...... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"م۔ مم۔ میں تو جناب آپ کا نوکر ہوں۔ حکم دیجئے جناب"...... راجہ نے انتہائی فدویانہ سے لہجے میں کہا۔

"تو نوٹ کرو سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک۔ جس قدر آدمی مہیا ہو سکیں لے کر جبراً اس کوٹھی میں گھس جاؤ اور جو نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو اور اگر بموں اور میزائلوں کا بندوبست کر سکو تو فوری طور پر پوری کوٹھی کو بموں سے اڑا دو۔ لیکن زیادہ سے زیادہ دس

ٹ کے اندر یہ لو کام کر سکتے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی بالکل جناب میرے آدمی تو ایسے کاموں کے لئے ہر وقت تیار ہتے ہیں جناب"...... راجہ نے خوش ہو کر کہا۔

"تو جاؤ۔ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا جاؤ"۔ دوسری رف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راجہ نے بجلی ی سی تیزی سے رسیور کریڈل پر پٹخا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح مین یٹ کی طرف دوڑا جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ تھوڑی بعد وہ ایک کار میں بیٹھا اسٹار کالونی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس ی کار میں چار افراد تھے جبکہ اس کے پیچھے ایک اور کار بھی تھی جس میں ی چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

"تیز چلاؤ جس قدر تیز ہو سکے چلاؤ"...... راجہ نے انتہائی غصیلے لہجے ں ساتھ بیٹھے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے کار رفتار آخری حد تک بڑھا دی۔ عقبی کار کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی اور ر جیسے سڑک پر طوفان سا آ جاتا ہے اس طرح دونوں کاریں چیختی چلاتی نگھاڑتی ہوئیں دوسری کاروں کو کاٹتی ہوئی دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ نے والے واقعی مہارت کا ثبوت دے رہے تھے ورنہ جس رفتار اور س انداز سے کاریں دوڑ رہی تھیں ان کا ایکسیڈنٹ ہو جانا سو فیصد ینی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کاریں ایک متوسط درجے کی کالونی میں داخل ئیں تو راجہ کے کہنے پر رفتار آہستہ کر دی گئی۔

"کوٹھی نمبر ایک سو ایک دوسری لائن میں ہو گی"...... راجہ نے

کہا۔ اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر کار م
دی۔

"بس روک دو یہاں روک دو"....... اچانک راجہ نے چیختے ہوئے
کہا اور ڈرائیور نے بریک پینڈل پر اپنے جسم کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار کے
ٹائر زور دار چیخ مارتے ہوئے سڑک پر جم گئے۔ ایسی ہی چیخ عقبی کار ک
سنائی دی اور پھر راجہ بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا ا
دوڑتا ہوا سڑک پار کر کے ذرا سی آگے موجود ایک کوٹھی کے گیٹ ک
طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی کاروں سے نکل کر اس کے پیچھ
دوڑتے ہوئے آنے لگے۔ ان سب کے کاندھوں سے جدید ساخت
میزائل گنیں لٹکی ہوئی تھیں اور ان کے جسموں پر پولیس یونیفار
تھیں جب کہ راجہ نے سیاہ پتلون اور سیاہ جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

"یہی ہے۔ پھیل جاؤ اور فائرنگ کر دو۔ اڑا دو اس کوٹھ
کو"....... گیٹ پر پہنچ کر راجہ نے ایک نظر ستون پر لکھے ہوئے کوٹھ
کے نمبروں پر ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے پیچھے واپس مڑا
سڑک کراس کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چار ساتھی تی
سے سائیڈ گلی میں دوڑتے ہوئے چلے گئے جب کہ باقی تین واپس سڑک
کراس کر کے کوٹھی کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے
کے ہاتھوں میں موجود میزائل گنوں نے کوٹھی پر میزائل اگلنے شروع
دیئے اور چند لمحوں بعد انتہائی خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ گ
اٹھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کوٹھی کے پرخچے اڑ گئے اور ہر طرف دھواں ا

آگ کے شعلے پھیلتے چلے گئے۔ چیخ و پکار کی آوازیں ہر طرف سے سنائی
دینے لگیں۔ کالونی کے لوگ دیوانہ وار اپنی اپنی کوٹھیوں سے باہر نکلنے
لگے۔ راجہ کار کے ساتھ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد گلی
میں جانے والے ساتھی دھوئیں کے اندر سے دوڑتے ہوئے نمودار
ہوئے۔ اسی لمحے سامنے کے رخ پر میزائل فائر کرنے والے تین ساتھی
بھی تیزی سے مڑے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے ہی سب دونوں کاروں
میں سما گئے۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں ایک جھٹکے سے آگے بڑھیں
اور ہوا کی سی رفتار سے دوڑتی چلی گئیں۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ کالونی
کی حدود سے باہر نکل آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں گنجان آباد
علاقے میں واقع بادشاہ ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رک گئیں۔

"تم اڈے پر جاؤ"....... راجہ نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور
کاریں ایک بار پھر آگے کی طرف بڑھیں اور پھر ساتھ ہی ایک تنگ سی
گلی میں مڑ کر غائب ہو گئیں۔ راجہ نے چہرے پر چڑھایا ہوا ماسک
ایک جھٹکے سے اتارا اور اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال کر وہ ہوٹل کی
طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل میں گہما گہمی اس طرح تھی جس طرح وہ چھوڑ کر
گیا تھا۔

"کیا ہوا راجہ"....... کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے ہوئے پہلوان نما آدمی
نے اسے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"کام ہو گیا فون تو نہیں آیا تھا"....... راجہ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"نہیں"....... اس آدمی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راجہ کچھ کہتا فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ پہلوان نما آدمی نے رسیور اٹھایا اور بادشاہ ہوٹل کہہ کر باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے رسیور رکھ دیا ۔

"افضل خان کا فون تھا وہ مال کے بارے میں پوچھ رہا تھا میں نے اسے بتا دیا ہے کہ مال پہنچ گیا ہے"....... پہلوان نما آدمی نے رسیور رکھ کر راجہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اور راجہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"ایک پیگ دو وہسکی کا"....... راجہ نے کہا اور پہلوان نما آدمی نے کاؤنٹر کے نچلے حصے سے ایک بڑا سا پیگ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا پھر نیچے ہاتھ کر کے اس نے ایک بوتل نکالی اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شراب سے پیگ بھرا اور بوتل بند کر کے واپس کاؤنٹر کے نیچے رکھ دی ۔ راجہ نے پیگ اٹھایا اور اسے منہ سے لگا کر اس طرح پینے لگا جیسے سادہ پانی پی رہا ہو ۔ چند لمحوں بعد اس نے خالی پیگ واپس میز پر رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر اس پیگ کے پیتے ہی تیز سرخی نمایاں ہو گئی تھی ۔

"کوئی بڑا عہدہ ملے تو مجھے یاد رکھنا راجہ"....... پہلوان نما آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

"راجہ یاروں کا یار ہے ڈمپو ۔ فکر مت کرو"....... راجہ نے کہا اور پہلوان نما آدمی نے بے اختیار دانت نکال دیئے ۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کاؤنٹر مین نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا ۔

"بادشاہ ہوٹل"....... ڈمپو نے پہلے کی طرح کرخت لہجے میں کہا ۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں ۔ راجہ واپس آ گیا ہے یا نہیں" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"جی جناب ابھی آیا ہے جناب ۔ بات کیجئے جناب"....... ڈمپو نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا اور رسیور جلدی سے راجہ کی طرف بڑھا دیا

"راجہ بول رہا ہوں جناب"....... راجہ کا لہجہ بھی بے حد فدویانہ تھا ۔

"کیا رپورٹ ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے جناب پوری کوٹھی کو میزائل بموں سے اڑا دیا گیا ہے ۔ اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ہے"....... راجہ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا ۔

"کتنی لاشیں ملی ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"جناب ہم تو حکم کی تعمیل کر کے فوراً واپس آ گئے تھے اب اگر آپ کہیں تو میں آدمی بھیج کر معلوم کراؤں"...... راجہ نے کہا ۔

"ہاں معلوم کراؤ میں ایک گھنٹے بعد پھر فون کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور راجہ نے رسیور رکھا اور ایک طرف کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا ۔

"جی صاحب ۔ اس نوجوان نے تیزی سے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

"موٹر سائیکل لے کر ستار کالونی جاؤ۔ اس کی دوسری لائن میں ایک کوٹھی نمبر ایک سو ایک کو ابھی ہم نے بموں سے اڑایا ہے۔ اب تک وہاں پولیس وغیرہ لازماً پہنچ گئی ہو گی۔ تم نے فوری طور پر وہاں سے معلوم کرنا ہے کہ ملبے میں سے کتنی لاشیں ملی ہیں۔ معلومات حتمی اور درست ہونی چاہئیں۔ لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے معلومات حاصل کر کے واپس آؤ"...... راجہ نے کہا۔

"اچھا صاحب"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"جب یہ واپس آئے تو مجھے سپیشل روم سے بلوا لینا"...... راجہ نے ڈمپو سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً پون گھنٹے بعد وہی نوجوان جسے راجہ نے بھیجا تھا واپس کاؤنٹر پر آ گیا۔

"باس کہاں ہے"...... اس نوجوان نے ڈمپو سے کہا تو ڈمپو چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... ڈمپو نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"پانچ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ جب کہ دو بچے اور ایک عورت شدید زخمی ہیں انہیں ہسپتال بھجوایا گیا ہے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"...... ڈمپو نے کہا اور پھر ایک ویٹر سے مخاطب ہو گیا۔

"راجہ سپیشل روم میں ہو گا۔ اسے کہہ دو کہ رپورٹ آ گئی ہے۔"

ڈمپو نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا اسی راہداری کی طرف بڑھ گیا جدھر پہلے راجہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد راجہ تیزی سے کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے"...... راجہ نے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں ڈمپو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پانچ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ جب کہ دو بچے اور ایک عورت شدید زخمی ہیں۔ انہیں ہسپتال بھجوایا گیا ہے"...... ڈمپو نے جواب دیا۔

"زخمی ہوئے ہیں۔ حیرت ہے۔ بڑی ڈھیٹ ہڈی تھے وہ"۔ راجہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد نواب بہادر کی کال آ گئی۔

"جناب رپورٹ مل گئی ہے۔ آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں ملبے سے"...... راجہ نے زخمیوں کو بھی لاشوں میں تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کارکردگی اچھی رہی ہے۔ ہم جلد ہی تمہیں اعلیٰ عہدہ بھی دیں گے اور لمبی رقم بھی یہ ہمارا وعدہ ہے"...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راجہ نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑے تیز ہو راجہ۔ زخمیوں کو خود ہی لاشوں میں بدل دیا"۔ ڈمپو نے ...تے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"وہ اگر زخمی تھے بھی سہی تو ہسپتال پہنچنے تک بہر حال لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کیا ضرورت تھی زخمیوں کے بتانے کی"...... راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈمپو بے اختیار ہنس پڑا۔ راجہ بھی مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"یعنی سیکرٹری خارجہ صاحب کو پی۔اے یعنی پاکیشیا ایئر لائن پر باہر بھجوانا آپ کی ذمہ داری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ بڑے دنوں بعد فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کریں اب تو کئی کئی روز رقم اکٹھی کرنی پڑتی ہے تب جا کر ایک فون کال کے لئے رقم اکٹھی ہوتی ہے۔ تمہیں تو علم ہی نہیں ہوگا کہ ایک کال کرنے کے لئے اب ایک کنال زمین یا ایک مکان

فروخت کرنا پڑتا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔اب واقعی یہی صورت ہے۔بہرحال میں آپ کی بات تو کراتا ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے"....... سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ شفقت تھی۔

"ایک فون نمبر نوٹ کیجئے۔یہ سپیشل سیلڈ نمبرز میں سے ہے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایسے نمبروں کی لسٹ موجود ہوتی ہے وہاں سے معلوم کریں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا بتاؤ"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے وہ نمبر دوہرا دیا جو صدیقی نے اسے بتایا تھا۔

"کہاں سے بول رہے ہو"....... سر سلطان نے کہا۔

"رانا ہاؤس سے"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں"۔دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔اس کا تو بہت چاہا تھا کہ سر سلطان سے کچھ دیر تک چونچیں لڑائے لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی آنے ہی والے ہوں گے اس لئے وہ ان کے آنے سے پہلے یہ کام مکمل کر لینا چاہتا تھا۔

معلوم تھا کہ سر سلطان زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر اس بارے میں معلومات حاصل کر لیں گے چنانچہ وہی ہوا دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رانا تہور علی صندوقی ہاؤس"....... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"صندوقی ہاؤس سے مجھے یوں لگتا ہے جیسے یہاں صندوق بنائے جاتے ہوں"....... دوسری طرف سے سر سلطان کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"صندوق تابوت کو بھی کہا جاتا ہے جناب۔اگر آپ حکم دیں تو بنوا کر بھجوا دوں پیشگی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے ارے مجھے تو فی الحال معاف رکھو غلطی ہو گئی۔مجھے خیال ہی نہ رہا تھا کہ یہ کچھ بھی بن سکتا ہے۔بہرحال جو نمبر تم نے بتایا ہے وہ ابھی کہیں نصب نہیں ہوا ہے۔ریزرو میں ہے"....... سر سلطان نے جواب دیا۔

"حالانکہ نمبر کام کر رہا ہے اور اس پر کوئی نواب بہادر صاحب جواب بھی دیتے ہیں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نواب بہادر اوہ۔اوہ۔ایک منٹ۔ایک منٹ مجھے یاد کرنے دو یہ نام میں نے کہاں سنا تھا"....... سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" ہاں ۔ ہاں یاد آگیا ۔ صدر صاحب نے ایک محفل میں ایک صاحب سے تعارف کرایا تھا ۔ ان کے کہنے کے مطابق وہ ان کے دور کے عزیز تھے" .... سر سلطان نے کہا۔

" عورت تھے یا مرد" .... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" عورت ۔ کیا مطلب ۔ کیا یہ نام عورت کا بھی ہو سکتا ہے ۔ مرد تھے ۔ خاصی پختہ عمر کے ۔ مگر تمہیں یہ عورت کا خیال کہاں سے آ گیا" .... سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔

" جہاں تک میری معلومات ہیں ۔ وہ نواب بہادر وفات پا چکے ہیں اور آج کل ان کی بیوہ جو افریقی قومیت کی بتائی جاتی ہے ۔ وہ اس نمبر کو بطور نواب بہادر استعمال کر رہی ہے ۔ آواز تو مردانہ ہی ہوتی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ نواب بہادر صاحب جو بھی ہیں ۔ پاکیشیا میں منشیات کے ایک بہت وسیع اور بڑے نیٹ ورک کے باس ہیں" ۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ تو یہ بات ہے ۔ ہو سکتا ہے وہ وفات پا گئے ہوں ۔ کافی عرصے پہلے کی بات ہے ۔ اصل میں نواب بہادر نام ہی ایسا ہے کہ میری یادداشت میں موجود رہا تھا ۔ لیکن کیا واقعی یہ نام منشیات کے سلسلے میں استعمال ہو رہا ہے" .... سر سلطان نے کہا۔

" ہاں اور کیا آپ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ نواب بہادر صاحب کی بیوہ کہاں رہتی ہے ۔ اس کے بارے میں تفصیلات" .... عمران نے کہا۔

" ہاں صدر صاحب کے سابق پرسنل سیکرٹری آجکل وزارت دفاع میں ہیں ۔ میں ان سے بات کرتا ہوں ۔ وہ صدر صاحب کے عزیزوں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے میں انتظار کر رہا ہوں" .... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" صدر صاحب تو یقیناً ایسے نہیں ہیں کہ اس قسم کا نمبر اپنے کسی عزیز کو خاموشی سے دے دیں ۔ یہ کام یقیناً ان کا نام لے کر ایکس چینج سے کرایا گیا ہو گا" .... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ پھر کچھ دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" رانا ہاؤس" .... عمران نے کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے ۔ نواب بہادر صاحب واقعی وفات پا چکے ہیں اور ان کی بیوی افریقن ہی تھی جو ان کی وفات کے بعد واپس افریقہ چلی گئی تھی ۔ البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ نواب بہادر کا چھوٹا بھائی نواب رضا یہاں دارالحکومت کے قریب ایک قصبے رضا آباد میں رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نواب رضا نے نواب بہادر کی ساری جائیداد اس کی افریقن بیوی سے خرید لی تھی اور اب یہ ساری جائیداد اس نواب رضا کے ہی قبضے میں ہے" .... سر سلطان نے کہا۔

" آپ ایسا کریں ۔ سیکرٹری وزارت مواصلات کو فون کر کے کہہ دیں کہ وہ ڈائریکٹر سپیشل فورسز کو سیکرٹ سروس کے چیف کا تعارف

کرا دے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا میں کہہ دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر سپیشل فونز کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور انکوائری آپریٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی اے ٹو ڈائریکٹر سپیشل فونز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سر میں الطاف بول رہا ہوں ڈائریکٹر سپیشل فونز سر"۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پریذیڈنٹ سپیشل سیلڈ نمبرز کے انچارج تم ہی ہو"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب سے اس سیٹ پر کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک سال سے جناب"...... الطاف کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی

"پہلے تمہاری جگہ جو صاحب تھے وہ کہاں ہیں"...... عمران نے

"ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جناب۔ پھر دو ماہ تک سیٹ خالی رہی۔ میں اس وقت سنٹرل ایکس چینج میں تھا پھر میرا تبادلہ اس سیٹ پر کر دیا"...... الطاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو سپیشل نمبر"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے صدیقی کا [illegible]یا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر نوٹ کر لیا ہے"...... الطاف نے کہا۔

"یہ نمبر پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف سے ابھی جاری نہیں ہوا ریزرو [illegible]ی ہے۔ لیکن نمبر کام کر رہا ہے۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں [illegible]ب ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر یہ نمبر تو واقعی کام کر رہا ہے اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے [illegible]ری آرڈرز سے جاری ہوا ہے۔ سابقہ ڈائریکٹر صاحب کے دور میں ہی [illegible]وی کیا گیا تھا۔ اس کی باقاعدہ فائل موجود ہے"...... الطاف نے

"اس کی لوکیشن بتاؤ لیکن خیال رکھنا کوئی غلطی نہیں ہونی

کرادے"......... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا میں کہہ دیتا ہوں"........ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر سپیشل فونز کا نمبر دیں"........ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور انکوائری آپریٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی اے ٹو ڈائریکٹر سپیشل فونز"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس"........ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر"........ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سر میں الطاف بول رہا ہوں ڈائریکٹر سپیشل فونز سر"۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پریذیڈنٹ سپیشل سیلڈ نمبرز کے انچارج تم ہی ہو"........ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب سے اس سیٹ پر کام کر رہے ہو"........ عمران نے پوچھا۔

"ایک سال سے جناب"........ الطاف کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی

"پہلے تمہاری جگہ جو صاحب تھے وہ کہاں ہیں"........ عمران نے

"ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جناب۔ پھر دو ماہ تک سیٹ خالی رہی۔ اس وقت سنٹرل ایکس چینج میں تھا پھر میرا تبادلہ اس سیٹ پر کر دیا .... الطاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو سپیشل نمبر"........ عمران نے کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے صدیقی کا یا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر نوٹ کر لیا ہے"........ الطاف نے کہا۔

"یہ نمبر پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف سے ابھی جاری نہیں ہوا ریزرو ں ہے۔ لیکن نمبر کام کر رہا ہے۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں ب ہے"........ عمران نے کہا۔

"یس سر یہ نمبر تو واقعی کام کر رہا ہے اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے ری آرڈرز سے جاری ہوا ہے۔ سابقہ ڈائریکٹر صاحب کے دور میں ہی ری کیا گیا تھا۔ اس کی باقاعدہ فائل موجود ہے"........ الطاف نے ا۔

"اس کی لوکیشن بتاؤ لیکن خیال رکھنا کوئی غلطی نہیں ہونی

چاہئے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ صرف چند منٹ دیجئے سر میں فائل نکلواتا ہوں سر"
دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ تک خاموشی طاری رہی۔ اس
کے بعد ڈائریکٹر الطاف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔
"سر" ...... اس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"یس" ...... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔
"سر یہ نمبر دارالحکومت کے مضافات میں ایک علاقہ ہے رضا آباد
وہاں کے سٹیلائٹ ہاؤس میں نصب ہے اور صدر مملکت صاحب کے
تحریری احکامات پر نصب کیا گیا ہے۔ ان کا سرکاری لیٹر فائل میں موجود
ہے" ...... ڈائریکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سٹیلائٹ ہاؤس کی کیا تفصیل ہے" ...... عمران نے کہا۔
"سر یہی الفاظ درج ہیں اور مزید کوئی تفصیل نہیں دی گئی"
ڈائریکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"
عمران نے کہا۔
"نو سر میں سمجھتا ہوں سر" ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران
نے رسیور رکھ دیا۔
"سٹیلائٹ ہاؤس" ...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ابھی
وہ کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران واپس
کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آ

گا اور پھر تھوڑی دیر بعد صدیقی اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔
انہوں نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن ظاہر ہے عمران کی نظروں سے
چھپ نہ سکتے تھے۔
"جوزف نے پہچان لیا تھا تمہیں اس حلیے میں" ...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس کی نظریں تو آپ سے بھی زیادہ تیز ہیں" ...... صدیقی نے
جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
"عمران صاحب ہمیں اس لئے دیر ہو گئی ہے کہ وہاں ایک واقعہ
ہو گیا ہے۔ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ اس کے ذمہ دار افراد سے
حساب برابر کر کے یہاں آؤں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ آپ انتظار کر
رہے ہوں گے" ...... صدیقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران
چونک پڑا۔
"کیا ہوا تھا" ...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔
"سٹار کالونی میں جس کوٹھی کو ہم نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔ یہ
کوٹھی ہم نے ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے خریدی تھی۔ اس کوٹھی کا
مالک ایک ریٹائر پروفیسر اللہ بخش تھا۔ اس کی رہائش گاہ ہماری کوٹھی
کے ساتھ والی کوٹھی میں تھی۔ اس کوٹھی میں فون نہ تھا جب کہ ہمیں
فون چاہئے تھا۔ چنانچہ پروفیسر صاحب نے اپنا فون ہمیں دے دیا۔
تاکہ کوٹھی فروخت ہو سکے کیونکہ ہم نے انہیں معقول قیمت آفر کر دی
تھی۔ لیکن آج ان کی کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ پروفیسر ان

کے تین لڑکے دو بہوئیں اور دو بچے ہلاک ہو گئے ہیں ۔ ایک عورت اور
دو بچے شدید زخمی تھے وہ بھی ہسپتال جاتے جاتے ختم ہو گئے
ہیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" تمہارا مطلب ہے کہ یہ حملہ اصل میں تمہاری کوٹھی پر ہونا تھا
لیکن ہو گیا ہے ساتھ والی کوٹھی پر"...... عمران نے کہا۔

" یہ حملہ ہم پر ہی ہوا ہے ۔ اصل میں ہم نے اپنے فون پر اس نواب
بہادر کو کال کر کے اس سے بات کی تھی تاکہ کنفرم ہو جائے کہ اس
استاد گامو نے درست نمبر بتایا ہے یا نہیں ۔ وہاں یقیناً کوئی ایسی
مشین موجود ہو گی جس سے انہوں نے فون نمبر ٹریس کر لیا ہو گا اور پھر
ایکس چینج سے معلوم کیا ہو گا کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے ۔ اب وہاں تو
پروفیسر کی کوٹھی کا نمبر ہی درج تھا چنانچہ اس نمبر پر حملہ کر دیا گیا"۔
صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم نے درست تجزیہ کیا ہے ۔ لیکن اس قدر جلد کس نے حملہ کیا
ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی میں باہر آیا تو میں نے دو کاروں کو
آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اس میں پولیس یونیفارم پہنے افراد موجود تھے ۔
البتہ ایک آدمی عام لباس میں تھا ۔ پھر پوچھ گچھ پر پتہ چل گیا ہے کہ یہ
آدمی بادشاہ ہوٹل کا مشہور غنڈہ راجہ ہے ۔ یہ بادشاہ ہوٹل راسکوٹ
آبادی میں ہے ۔ وہاں کا ایک چوکیدار اسے جانتا تھا ۔ وہ اس ہوٹل میں
چوکیداری کرتا رہا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک تو معلوم نہیں کہ اس قدر ہوٹل کہاں سے سامنے آ رہے
ہے ۔ اس کیس میں تو اس قدر ہوٹل سامنے آئے ہیں کہ مجھے یوں لگتا
جیسے پورے دارالحکومت میں ایسے ہوٹلوں کا جال پھیلا ہوا ہے"۔
...ن نے کہا۔

" ایسے ہوٹل ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔ دراصل یہ سارا قصور
...ی پولیس اور اعلیٰ حکام کا ہے ۔ وہ رشوتیں لے کر آنکھیں بند کر
...ہیں اور ان کا دھندہ چلتا رہتا ہے اور جب سے منشیات کا سلسلہ
...ع ہوا ہے ۔ اب تو ہر وہ آدمی جس کا معمولی سا تعلق بھی جرائم سے
ہے ۔ کسی نہ کسی انداز میں منشیات کے اس دھندے میں ملوث ہو چکا
..."...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے اور تمہارے ساتھ شامل ہو کر واقعی مجھے
...ساس ہو رہا ہے کہ تم لوگوں نے فور سٹار کا گروپ بنا کر واقعی جہاد
...ہے ۔ بہرحال میں نے تمہارے بتائے ہوئے نمبر کو ٹریس کر لیا
...... عمران نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار
...ک پڑے ۔

"ٹریس کر لیا ہے کیسے"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

" معاملہ چونکہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا تھا ۔ اس لئے میں نے سر سلطان
...درخواست کی کہ وہ اس بارے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کر
...مجھے بتائیں انہوں نے ازراہ مہربانی معلومات حاصل کیں لیکن
...سے پتہ چلا کہ یہ نمبر تو ابھی جاری بھی نہیں ہوا ریزرو میں موجود

ہے ۔جب کہ تم خود جانتے ہو کہ یہ نمبر کام کر رہا ہے ۔جب اور کو
چارہ نہ رہا تو میں نے چیف کو فون کیا اور انہیں تمہاری سا
کارکردگی کی ایسی رپورٹ دی کہ چیف صاحب عش عش کر اٹھے
میں نے انہیں بتایا کہ اگر اس نمبر کے بارے میں معلومات نہ ملیں
پھر فورسٹار ناکام ہو جائیں گے اور فورسٹار کی ناکامی اس نواب بہادر کی
کامیابی اور نواب بہادر کی کامیابی کا مطلب پاکیشیا کے سینکڑوں
ہزاروں بے گناہ خاندانوں کی تباہی ہے ۔پہلے تو انہوں نے یکسر انک
کر دیا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ جب میں کوئی فیصلہ کر لوں تو پھر چیف
میرے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے ۔چنانچہ میں نے آخرکار انہیں منوا
اس پر انہوں نے کہا کہ سیکرٹری وزارت مواصلات کو کہہ دیتے ہیں کہ
وہ ڈائریکٹر سپیشل فونز کو کہہ دے ۔چنانچہ ابھی تمہارے آنے سے پہ
میں نے چیف کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے ڈائریکٹر صاحب
فون کیا اور خوب رعب ڈالا ۔بہرحال معلوم ہو گیا کہ یہ نمبر رضا آ
میں کسی سٹیلائٹ ہاؤس میں نصب ہے"........ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ سٹیلائٹ ہاؤس اس قصبے میں کہاں ہو گا ۔وہاں تو میر
خیال ہے اس برج محل کے علاوہ کوئی پختہ عمارت ہی نہیں
ہے"........چوہان نے کہا کیونکہ وہ عمران کے ساتھ گیا تھا۔

"ہو سکتا ہے اس برج محل کو ہی سٹیلائٹ ہاؤس کا فرضی نام دے
دیا گیا ہو"........ صدیقی نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا ہے تو پھر یہ نواب بہادر یہ افریقی عورت یہ وہا

ں سے آ گئی ۔وہاں کا تو ہم نے ایک ایک چپہ چیک کر لیا
........چوہان نے جواب دیا۔

"اگر نواب بہادر کی افریقی بیوی قصبے میں آئی ہو گی تو لامحالہ وہاں
لوگ اسے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے اور نواب رضا اور اس کی
کو بھی اس کا علم ہو گا"........ عمران نے کہا۔

"تو پھر فون کر کے نواب رضا یا اس کی بیٹی سے کیوں نہ پوچھ لیا
ئے"........چوہان نے کہا

"نہیں ہمیں وہاں خود جانا ہو گا ۔یہ معاملہ فون پر حل نہیں ہو
تا"........ عمران نے کہا۔

"کیا آپ پھر پرنس کے روپ میں جائیں گے"........چوہان نے کہا۔

"نہیں پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں نواب بہادر کے ذریعے
طلب رضا کو معلومات مل چکی ہیں اور ہاں یہ بات تو میرے ذہن سے
اتر گئی تھی کہ نواب بہادر نے ارباب کو فون کرتے ہوئے کہا تھا
نواب رضا نے نواب بہادر کو پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں
علومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا ۔اس کا مطلب ہے کہ نواب
ضا اس نواب بہادر کو اچھی طرح جانتا ہے ۔اوکے اٹھو ۔اب نواب
ضا کو بتانا پڑے گا کہ نواب بہادر کہاں ہے"۔ عمران نے کرسی سے
ٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی اور اس کے ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ
ڑے ہوئے۔

کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک سمارٹ سی افریقی خاتون نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کون ہے"...... اس کے منہ سے کرخت سی آواز نکلی۔

"جواد ہوں مادام"...... کمرے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... اس افریقی عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

"مادام سپیشل سپلائی کے لئے آپ نے کہا تھا کیا وہ فورسٹارز ختم ہو گئے ہیں"...... نوجوان نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس عورت کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"ہاں ان فورسٹارز کا تو خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب صرف وہ علی عمران رہ گیا ہے۔ وہ ان مقامی افراد کے بس کا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے سوچا

ہے کہ اس کے لئے کسی بین الاقوامی تنظیم کو یہاں بلواؤں"...... افریقی عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو واقعی خوشخبری ہے مادام کہ فورسٹار گروپ ختم ہو گیا ہے"۔ نوجوان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس اتفاق ہے یہ کام ہو گیا ہے۔ بسنتو اور پاشا دونوں کو میں نے اس لئے ہلاک کرا دیا تھا تاکہ ان کے ذریعے وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ لیکن وہ لوگ استاد گامو کو اغوا کر کے لے گئے اور شاید یہ استاد گامو میرے خصوصی نمبر سے واقف تھا۔ اس لئے یہ نمبر انہیں بتا دیا۔ انہوں نے میرے خصوصی نمبر پر مجھے استاد گامو کا نائب بن کر فون کیا میں سمجھ گئی کہ وہ نمبر کنفرم کر رہے ہیں۔ کیونکہ استاد گامو کے اغوا کی اطلاع مجھے پہلے ہی مل چکی تھی اور جو نام انہوں نے لیا تھا اس نام کا کوئی آدمی ہوٹل میں سرے سے تھا ہی نہیں۔ میں نے اس نمبر کو ٹریس کر لیا۔ یہ نمبر سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک کا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ فورسٹارز کا اڈہ وہی تھا۔ میں نے بادشاہ ہوٹل کے راجہ کو کہہ کر اس کوٹھی کو ہی بموں سے اڑوا دیا اور وہاں سے آٹھ لاشیں ملی ہیں۔ میں نے اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ دو عورتیں دو بچوں کے علاوہ چار مرد ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ کنفرم ہو گیا کہ وہ چاروں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ اب سپیشل سپلائی پر کام کیا جا سکتا ہے"...... مادام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام وہاں عورتوں اور بچوں کا کیا کام ہو سکتا ہے"۔ جواد نے حیران ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ان میں سے دو شادی شدہ ہوں یا ایک شادی شدہ ہو بہرحال اب ان کا خاتمہ ہو گیا ہے"...... مادام نے جواب دیا۔

"یس مادام"...... جواد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس عورت نے فائل کھولی اور اس میں لگے ہوئے کاغذات کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے قلمدان میں سے ایک قلم اٹھایا اور فائل کے اوپر کراس کا نشان ڈال کر فائل جواد کو واپس کر دی۔

"کام شروع کرا دو اور سنو باقی کام بھی معمول کے مطابق شروع ہو جانا چاہئے۔ جو جو لوگ ختم ہو گئے ہیں ان کی جگہ نئے آدمیوں کو لے لو اور بادشاہ ہوٹل کے راجہ کو سپیشل گروپ کا انچارج بنا دو اور اسے پچاس لاکھ روپے بھی بطور تحفہ بھجوا دو۔ اس نے واقعی کام کیا ہے"۔ افریقی عورت نے کہا۔

"یس مادام حکم کی تعمیل ہو گی"...... جواد نے جواب دیا۔

"میں اب دارالحکومت جا رہی ہوں۔ میں نے وہاں سے شمالی علاقوں میں جانا ہے۔ تاکہ وہاں کوئی بڑا سودا کیا جا سکے"...... افریقی عورت نے کہا۔

"یس باس"...... جواد نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ افریقی عورت نے میز پر رکھا ہوا ایک

فون اٹھایا اور اس کا ایک اور نمبر پریس کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اب اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔

"اس علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ کے لئے خصوصی انتظامات کرانے پڑیں گے۔ یہ شخص بے حد عیار اور چالاک ہے"۔ عورت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا فکس فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو نواب بہادر کالنگ اوور"...... اس بار مادام نے مردانہ آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شہباز خان بول رہا ہوں اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"شہباز خان میں نے سپیشل سپلائی کا آرڈر دے دیا ہے۔ تم مال تیار رکھنا اوور"...... عورت نے کہا۔ لیکن آواز اور لہجہ مردانہ ہی تھا۔

"کیا راستہ صاف ہو گیا ہے اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں اسی لئے تو آرڈر دیا ہے اوور"...... عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں مال کی تیاری کا حکم دے دیتا ہوں اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عورت نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے دوبارہ میز کی دراز میں رکھ کر وہ کرسی سے اٹھنے ہی لگی

تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس نواب بہادر بول رہا ہوں"...... عورت نے کہا۔

"رؤف بول رہا ہوں جناب سپیشل فونز آفس سے"...... دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی تو عورت بے اختیار چونک پڑی۔

"تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... عورت نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"آپ کے سپیشل فون کی انکوائری کی گئی ہے جناب"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کس نے کی ہے
انکوائری"۔ عورت نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے میرا معاوضہ ملنا چاہئے جناب میں اپنی نوکری اور زندگی کو داؤ
پر لگا کر آپ کو فون کر رہا ہوں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس فون
کے اجرا میں مرحوم ڈائریکٹر کے ساتھ ساتھ میں بھی شامل تھا"۔ رؤف
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مل جائے گا معاوضہ میرا وعدہ لیکن سب کچھ تفصیل سے بتا دو"۔
عورت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب مجھے معلوم ہے کہ آپ جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا
کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ڈائریکٹر سپیشل فونز کا خصوصی
اسسٹنٹ ہوں اور ان کے پاس ہی بیٹھتا ہوں۔ تھوڑی دیر پ

سیکرٹری مواصلات صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے ڈائریکٹر صاحب سے
کہا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ان سے کسی سپیشل فون کے
بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے سوالوں کے درست جواب
دیئے جائیں۔ انہوں نے ڈائریکٹر صاحب کو بتایا کہ چیف آف سیکرٹ
سروس اس قدر با اختیار ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو صرف اپنے حکم سے
سیکرٹری مواصلات کو بھی ڈسمس کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ صدر صاحب
بھی ان کے اختیارات کے سامنے بے بس ہیں۔ اس لئے ان سے نہ ہی
کوئی بات چھپائی جائے اور نہ غلط بات کی جائے۔ ڈائریکٹر صاحب بے
حد پریشان ہوئے انہوں نے اپنے پی اے کو کہہ دیا کہ چیف آف
سیکرٹ سروس کا جیسے ہی فون آئے وہ فوراً ان سے بات کرا دے۔
چنانچہ پھر چیف آف سیکرٹ سروس کا فون آ گیا۔ میں نے خاص طور پر
توجہ سے یہ کال سنی کیونکہ مجھے بھی ان کی کال سے دلچسپی پیدا ہو گئی
تھی۔ انہوں نے آپ کے فون نمبر کے بارے میں معلومات حاصل
کیں کہ یہ فون نمبر کس نے اور کیوں جاری کیا ہے اور یہ کہاں نصب
ہے۔ ڈائریکٹر صاحب نے انہیں بتایا کہ سابقہ ڈائریکٹر صاحب کے دور
میں اسے صدر صاحب کے تحریری حکم پر جاری کیا گیا ہے اور پھر انہوں
نے سپیشل فائل نکلوا کر انہیں بتایا کہ یہ فون رضا آباد کے سٹیلائٹ
ہاؤس میں نصب ہے"...... رؤف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر"...... عورت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا جناب۔ ظاہر ہے اب اس کی انکوائری کی جائے گی اور آپ

تو جانتے ہیں کہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے اس نمبر کو جاری نہیں کیا گیا تھا
یہ تو سابقہ ڈائریکٹر صاحب نے آپ کے کہنے پر اپنے طور پر جاری کیا تھا
اور پریذیڈنٹ ہاؤس کا جعلی پیڈ، حکم نامہ، دستخط اور مہر استعمال کی
گئی تھی اور یہ بات انکوائری میں ثابت ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ
سٹیلائٹ ہاؤس پر چھاپہ مارا جائے یا اس سپیشل فون لائن کو چیک
کرایا جائے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ رؤف
نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ ایک کام کرو۔
سپیشل ایکسچینج میں فوری طور پر ردوبدل کر کے اس نمبر کو رضا آباد
کی بجائے کسی اور جگہ شو کر دو۔ اس کا معاوضہ الگ ملے گا"۔ عورت
نے کہا۔

"لیکن اس طرح آپ کا نمبر بند ہو جائے گا"...... رؤف نے جواب
دیا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ میں اب اسے استعمال نہیں کروں گا"۔
عورت نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب جیسے آپ کا حکم۔ لیکن سٹیلائٹ ٹاؤن کے
بارے میں تو انہیں علم ہو گیا ہے"...... رؤف نے کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس نام کی کوئی بلڈنگ رضا آباد
میں موجود نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب لائن چیک ہو تو
یہ لائن رضا آباد کی بجائے کہیں اور جا نکلے اور بس"...... عورت نے

کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں سمجھ گیا ہوں آپ کے حکم کی تعمیل کر دی
جائے گی"...... رؤف نے کہا۔

"کتنی دیر میں کام ہو جائے گا"...... عورت نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں جناب"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"او کے۔ تم ایسا کرو کام مکمل کر کے راسٹن ہوٹل میں کاؤنٹر پر جا
کر اپنا نام بتاؤ کاؤنٹر مین تمہیں میرے آدمی فضلو کے پاس پہنچا دے گا۔
فضلو تمہیں فوری طور پر دس لاکھ روپے ادا کر دے گا"...... عورت
نے کہا۔

"بے حد شکریہ سر۔ آپ واقعی بے حد فیاض ہیں سر"...... اس بار
رؤف کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی اور عورت نے او کے کہہ کر
کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فضلو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی
آواز سنائی دی۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں فضلو"...... عورت نے اسی طرح
مردانہ آواز میں کہا۔

"اوہ یس سر آپ حکم فرمایئے باس"...... دوسری طرف سے بولنے
والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک آدمی جس کا نام رؤف ہے اور وہ محکمہ فون میں افسر ہے۔

کاؤنٹر پر آکر اپنا نام لے گا۔ کاؤنٹر مین سے کہہ دو کہ وہ اسے فوراً تم تک پہنچا دے۔ اس آدمی کو فوری طور پر ہلاک کر کے اس کی لاش کسی گٹر میں ڈلوا دینا"....... عورت نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس حکم کی فوری تعمیل ہو گی"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عورت نے رسیور رکھا اور میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جواد کو فوراً میرے پاس بھیجو"....... عورت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس اب کھل کر میرے خلاف کام کر رہی ہے۔ ویری بیڈ"....... عورت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"....... عورت نے مردانہ آواز میں پوچھا۔

"جواد ہوں مادام"....... دروازے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"کم ان"....... عورت نے اس بار نسوانی آواز میں کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جواد اندر داخل ہوا۔

"یس مادام"....... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جواد مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہمارا اسپیشل نمبر ٹریس کر لیا گیا ہے اور یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔ وہاں فائل میں سٹیلائٹ ٹاؤن کا ذکر ہے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگ فون

کی لائنوں کے ذریعے یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ میں نے فون بدل کر اس کا لنک رضا آباد سے کہیں اور کرا دیا ہے لیکن لائنیں بہرحال موجود ہیں۔ تم فوری طور پر چند افراد کو ساتھ لے کر ان لائنوں کو کاٹ کر ختم کر دو۔ رضا آباد کے بیرونی پول سے لائن کو کاٹ کر وہاں کسی دوسری لائن سے اس طرح جوڑ دینا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے"....... عورت نے جواد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام حکم کی تعمیل ہو گی"....... جواد نے جواب دیا۔

"یہ کام فوری ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ نہ صرف سپیشل سپلائی ابھی پینڈنگ کر دو بلکہ اس عمارت میں موجود ہر آدمی کو طویل رخصت پر بھیج دو اور اسے اس طرح کیمو فلاج کر دو کہ یہاں سے کسی کو کوئی کلیو نہ مل سکے۔ میں اب فوری طور پر ملک سے باہر جا رہی ہوں اور جب تک سیکرٹ سروس کا یہ معاملہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا میں واپس نہیں آؤں گی"....... عورت نے کہا۔

"یس مادام"....... جواد نے جواب دیا۔

"حاضر اکاؤنٹ میں موجود تمام رقم نکال کر اس میں سے نصف تم رکھ لو اور باقی نصف باقی تمام عملے میں تقسیم کر دو لیکن یہ سارے کام زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹوں میں مکمل ہو جانے چاہئیں"۔ عورت نے کہا۔

"بالکل ہو جائیں گے مادام"...... جواد نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ حاضر اکاؤنٹ میں اس قدر بھاری

رقم موجود ہے کہ اس کا نصف اسے ملنے کا مطلب تھا کہ وہ کروڑوں پتی ہو گیا ہے ۔ اس لئے اس کے چہرے سے بے پناہ مسرت ظاہر ہونے لگ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور اب ہماری اور تمہاری بات چیت سپیشل فریکونسی پر ہوا کرے گی ۔ تمام نیٹ ورک کو انڈر گراؤنڈ کر دو"۔ عورت نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام آخر کب تک ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو بہرحال موجود ہی رہے گی"...... جواد نے کہا۔

"فکر مت کرو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ وبال جلد ہی ختم ہو جائے گا ۔ یہ ساری شرارت اس علی عمران کی ہے اور میں نے اس کے خاتمے کا اب حتمی فیصلہ کر لیا ہے ۔ میں ایک بین الاقوامی تنظیم کو اس کام پر لگا دوں گی اور پھر یہ عمران دوسرا سانس نہ لے سکے گا"۔ عورت نے جواب دیا۔

"یس مادام"...... جواد نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے رضا آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یونگ سیٹ پر صدیقی تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا سیٹ پر چوہان خاور اور نعمانی سمٹے ہوئے سے اور پھنس کر بیٹھے ئے تھے ۔ کار میں ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی اور ان آنکھیں بند کیے اس موسیقی پر اس طرح جھوم رہا تھا جیسے سانپ کی حرکت پر جھومتا ہے۔

"یہ موسیقی آپ کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی متاثر کر رہی ہے ان صاحب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موسیقی ۔ کیا مطلب ۔ یہ موسیقی کہاں سے آ گئی"...... عمران نے یں کھول کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آواز یہ موسیقی نہیں ہے تو اور کیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا تو اسے بھی موسیقی کہتے ہیں ۔ حیرت ہے"...... عمران نے

کہا۔

"آپ اسے کیا کہتے ہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ ہانکا ہو رہا ہے اور میں خوش ہو رہا تھا کہ آج کوئی بڑا شیر ہاتھ لگ جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہانکا۔ آپ کا مطلب ہے افریقہ کے جنگلوں میں شیر کے شکار کے لئے جو ڈھول بجائے جاتے ہیں اسے ہی ہانکا کہا جاتا ہے ناں"۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اور تم اسے موسیقی کہہ رہے ہو۔ کمال ہے۔ اگر آج جوزف دی گریٹ ساتھ ہوتا تو تمہاری اس بات پر مرنے مارنے بلکہ صرف مارنے پر تیار ہو جاتا"...... عمران نے کہا اور صدیقی ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں آج کل کی پاپو میوزک واقعی شیر کے شکار کے ہانکے جیسی ہی ہے۔ بس مسلسل ڈھ بج رہے ہیں۔ سیٹیاں۔ چیخیں۔ شور شرابا اور کچھ بھی نہیں"۔ عق سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"جو کچھ معاشرہ نوجوان نسل کو دے رہا ہے۔ اس کے مطابق موسیقی بھی ہوتی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ معاشرے نے کب کہا ہے کہ اس قسم کی بے موسیقی سنی جائے"...... خاور نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی معاشرے کی ہی عکاسی ہے خاور۔ پہلے زمانے میں س ہوتی تھی سچائی ہوتی تھی۔ کام کا دباؤ نہ ہوتا تھا۔ تفکرات

انیاں نہ ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگ اعصابی طور پر مطمئن ہوتے ۔ دھیمے انداز میں زندگی بسر ہوتی تھی۔ اس لئے دھیمی موسیقی ہی کی جاتی تھی۔ آج کل کیا ہو رہا ہے۔ کس قدر ذہنی اور اعصابی دباؤ ہر شخص پر۔ کس قدر تیز رفتار زندگی ہو گئی ہے۔ کس قدر شور شرابا ہر طرف۔ ایسے ماحول میں ظاہر ہے موسیقی بھی تو اسی طرح کی ہی کی جائے گی...... صدیقی نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"واہ اسے کہتے ہیں فلسفہ...... عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں

"کیا میں نے غلط کہا ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے کراتے ہوئے کہا۔

"تم فورسٹار کے فرسٹ سٹار ہو۔ اس لئے میں تمہیں غلط کہنے کی تو ت نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ آگ سے جلنے ہوئے کا ج آگ نہیں ہوا کرتی۔ موسیقی دراصل انسان آسودگی کے لئے سنتا ۔ مطلب ہے اپنے اعصاب اور ذہن کو آسودہ کرنے کی غرض سے۔ لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دھیمے دور میں پر شور موسیقی ہونی چاہئے اور پر شور دور میں دھیمی موسیقی۔ اب یہ تو کوئی علاج نہیں ہے کہ ب ہر طرف کاروں کے ہارن بج رہے ہوں اور تم اس شور سے ذہنی اعصابی طور پر تنگ آ چکے ہو تو تم بھی ساتھ ہی ان سب سے زیادہ ں بجانا شروع کر دو"...... عمران نے کہا۔ اور کار میں قہقہے گونج ۔

"زہر کا علاج زہر سے ہی ہوتا ہے۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے عمر
صاحب"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تمہارا مطلب ہے جہاں اندھیرا ہو۔ وہاں روشنی کی بجائے مز
اندھیرا کر دیا جائے تو روشنی ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔
"بالکل ہو جائے گی۔ آپ نے ایک مشہور شاعر کا شعر نہیں سنا
جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ رات جب شدت ظلمت سے جل
اٹھتی ہے تو لوگ اس وقفہ ماتم کو سحر کہتے ہیں۔ اس میں یہی فلس
بیان کیا گیا ہے کہ جب ظلمت اپنی پوری شدت پر آتی ہے تو روشنی
جاتی ہے"...... صدیقی بھی آج پوری طرح بحث پر آمادہ ہو گیا تھا۔
"اور ایک اور شاعر کا شعر بھی ہے۔ جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے
کہ نشہ بڑھتا ہے جب شرابیں شرابوں میں ملتی ہیں"...... اس بار
چوہان نے کہا۔
"حیرت ہے۔ یہ فور سٹار کہیں کوئی ادبی تنظیم تو نہیں ہے۔ جس
طرف سے اشعار پڑھے جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب
اختیار ہنس پڑے۔
"عمران صاحب اب آپ برج محل ہی جا رہے ہیں نواب رضا کے
پاس"...... چوہان نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔
"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں وہاں کسی سٹیلائٹ ہاؤس
کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہاں ایسی کوئی عمارت
موجود ہو"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے خاور بول اٹھا۔

وہاں ایسی کوئی عمارت نہیں ہے۔ جوزف کو جب میں نے پہلی
س قصبے میں بھیجا تھا تو میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ رضا آباد
رے میں مکمل تفصیل معلوم کر کے آئے اور اس کی رپورٹ کے
ق رضا آباد میں پختہ عمارت ہی ایک ہے۔ یہی برج محل باقی قصبہ
کے عام سے مکانوں پر مشتمل ہے۔ البتہ رضا آباد سے کچھ دور ایک
قلعے کے کھنڈرات ہیں جہاں سیاح بکثرت جاتے رہتے ہیں۔ میں
یک بار وہاں جا چکا ہوں۔ چونکہ وہاں محکمہ آثار قدیمہ کا دفتر بھی
ور سیاح بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں تو ہیڈ کوارٹر
ہو سکتا۔ البتہ کسی جھونپڑی یا کچے مکان کا نام سٹیلائٹ ہاؤس ہو
کہہ نہیں سکتا"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے
کہا۔
"تو پھر آپ اس نواب رضا سے نواب بہادر کے بارے میں
ت حاصل کریں گے"...... صدیقی نے کہا۔
ہاں اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے
اب رضا بہرحال اس بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہوگا"۔
نے جواب دیا۔
لیکن پہلے آپ پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں وہاں گئے تھے اور
عمران کے روپ میں۔ نواب رضا بہرحال اس بارے میں بات تو
گا۔ جب کہ بقول آپ کے اس نے اس سلسلے میں نواب بہادر
کر آپ کے بارے میں معلومات بھی حاصل کی ہیں"۔ صدیقی

نے کہا۔

" وہ میرا ہمشکل ہو گا۔ میں تو علی عمران ہوں۔ سر عبدالرحم

اکلوتا بیٹا اور جہاں تک خاور اور چوہان کا تعلق ہے جو پہلے میرے س

گئے تھے تو اب وہ دونوں میک اپ میں ہیں۔ اس لئے مسئلہ

ختم"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھ

دیر بعد ان کی کار رضا آباد جانے والی سڑک پر مڑ گئی اور پھر تقریباً نص

گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد انہیں دور سے برج محل کے برج نظر آ

لگ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار برج محل کے جہازی سائز

کھلے گیٹ میں سے اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں دو بڑی کاریں مو

تھیں۔ صدیقی نے کار ان کے ساتھ ہی پورچ میں روکی اور پھر وہ س

نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے نواب صاحب کا منیجر اعظم برآمدے میں نمو

ہوا۔

" پرنس۔ پرنس آپ۔ مم۔ مم۔ مگر"۔۔۔۔۔۔ اعظم نے انت

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ۔ کہیں تم میرے ہم شکل اور ہم نام کی بات تو نہیں

رہے مسٹر۔ جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عم

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو تو آپ پرنس نہیں ہیں۔ یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ صرف آپ

شکل بلکہ آپ کا قد و قامت سب کچھ وہی ہے"۔۔۔۔۔۔ منیجر نے تیز

آنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ سب کچھ ایک جیسا ہے حتیٰ کہ نام بھی اور

ب سے بڑی ٹریجڈی یہ ہے کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں وہ مجھ سے پہلے

ں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ بہر حال میرا نام علی عمران ہے اور میں سر

والرحمن کا اکلوتا صاحبزادہ ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

"سر عبدالرحمن"۔۔۔۔۔۔ منیجر نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ نواب صاحب

نہیں اچھی طرح جانتے ہوں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی بہتر تشریف لائیے میں نواب صاحب کو اطلاع کرتا ہوں"۔

جر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف مڑ

یا۔ چند لمحوں بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بار پھر اسی وسیع

ریض اور نوابانہ ٹھاٹ باٹھ سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود

۔ چونکہ صدیقی اور نعمانی پہلی بار آئے تھے اس لئے وہ دونوں حیرت

ی نظروں سے اس ٹھاٹ باٹھ کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد

وازہ کھلا اور نواب رضا کی اکلوتی بیٹی مس گلشن جہاں اندر داخل

ئی تو عمران اور اس کے ساتھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ وہی بہروپئے ہیں جو پرنس آف ڈھمپ بن کر آئے تھے"۔ گلشن

نے انتہائی خشمگیں لہجے میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے

ے پر غصے کے تاثرات نمودار تھے۔

" میرا نام علی عمران ہے اور میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر

جنرل سر عبدالرحمن کا لڑکا ہوں ۔ جس پرنس کی بات آپ کر رہی ہیں وہ میرا ہم شکل بھی ہے اور میرا ہم نام بھی ۔ آپ کے ان صاحب نے جو ہمیں یہاں بٹھا کر گیا ہے ۔ یہی بات کی تھی اور میں نے بھی وضاحت کر دی تھی ۔ اس نے شاید آپ تک یہ وضاحت نہیں پہنچائی " ۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" تو تمہیں پتہ چل گیا کہ تمہارا اصل روپ ہمارے سامنے آگیا ہے تو تم اب یہ بہانہ بنا رہے ہو نانسنس ۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے کہ تمہیں یہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے تم خود چلے جاؤ ۔ میں تم جیسے بہروپئے کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتی " ...... گلشن جہاں نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے م کر ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی ۔

" یہ محترمہ تو بڑے غصے میں ہے " ...... صدیقی نے کہا ۔

" غصہ تو ظاہر ہے آنا ہی ہوا ۔ وہ پرنس آف ڈھمپ صاحب جو اچ جلوہ دکھا گئے ہیں اور جہاں پرنس جلوہ دکھا جائے وہاں ہم جیسے لوگو کو کون پوچھتا ہے ۔ حالانکہ اسی لئے میں نے ڈیڈی کا تعارف بھی کرا تھا ۔ لیکن صاحب پرنس آخر پرنس ہے " ...... عمران نے مسکرا ہوئے کہا لیکن اسی لمحے مینجر اعظم اندر داخل ہوا ۔

" مجھے افسوس ہے جناب نواب صاحب نے آپ سے ملنے سے ا کر دیا ہے اور آپ کو یہاں ٹھہرنے کی بھی اجازت نہیں دی ۔ اس آپ جا سکتے ہیں " ...... مینجر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا ۔ گو اس کا

اخلاق سے پر تھا لیکن اس کے اندر سختی کی لہر بہرحال موجود تھی ۔

" آپ یہاں کیا ہیں " ...... عمران نے پوچھا ۔

" میں مینجر ہوں ۔ میرا نام اعظم ہے " ...... مینجر نے جواب دیا ۔

" اور یہ محترمہ جو ابھی یہاں تشریف لائی تھی ۔ ان کا کیا تعارف ہے " ...... عمران نے پوچھا ۔

" یہ نواب صاحب کی اکلوتی صاحبزادی مس گلشن جہاں ہیں " ۔ مینجر نے جواب دیا ۔

" انہیں ہم پر اتنا غصہ کیوں آرہا ہے " ...... عمران نے کہا ۔

" پرنس آف ڈھمپ صاحب یہاں مس گلشن جہاں کا رشتہ لے کر آئے تھے اور جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے مس گلشن جہاں نے بھی یہ رشتہ پسند کیا تھا ۔ لیکن " ...... مینجر کچھ کہتے کہتے رک گیا ۔

" لیکن کیا ہوا " ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ بہرحال آپ تشریف لے جایئے ورنہ دوسری صورت میں مجھے مسلح محافظوں کو بلانا پڑے گا اور میں نہیں چاہتا کہ آپ جیسے معزز مہمانوں کی بے عزتی ہو " ...... مینجر نے بات بدلتے ہوئے کہا ۔

" اوکے اس عزت افزائی کا بے حد شکریہ ۔ نواب صاحب اور نواب زادی صاحبہ کو میری طرف سے سلام دے دیں اور انہیں کہہ دیں کہ جلد ہی دوبارہ ملاقات ہوگی " ...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھی خاموشی سے اس
کے پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار حویلی سے نکل کر واپس
اسی طرف کو جا رہی تھی جس طرف دارالحکومت جانے والی سڑک تھی۔
"میں نے پہلے ہی کہا تھا عمران صاحب کہ آپ پہلے پرنس تف
ڈھمپ کے روپ میں جا چکے ہیں"...... سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے صدیقی
نے کہا۔
"مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا۔ لیکن پھر کیا ہوا"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو آپ نے اس بے عزتی کو محسوس تک نہیں کیا حیرت ہے"۔
صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"بے عزتی اور بے آبرو ہونے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ فی الحال بے
عزتی ہوئی ہے۔ عشاق حضرات تو بے آبرو ہو کر بھی جب محبوب کے
کوچے سے نکلتے ہیں تب بھی برا نہیں مناتے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے باقی
ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔
"لیکن اب کیا واقعی ہم نے واپس جانا ہے"...... صدیقی نے ہنستے
ہوئے کہا۔
"نہیں ایک لمبا چکر کاٹ کر ہم نے ان ویران کھنڈرات میں جانا
ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار
چونک پڑے۔

"کیا مطلب وہاں کیوں جا رہے ہیں"...... صدیقی نے حیران ہو
کر کہا۔
"اس لئے کہ بقول تمہارے اس بے عزتی کے بعد آدمی کا ٹھکانہ
کھنڈرات ہی ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے منہ چھپانے کے لئے"۔
عمران نے جواب دیا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"تو آپ بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی"۔ صدیقی نے
کہا۔
"تم بقول خود فور سٹارز کے چیف ہو۔ باقی تھری سٹار بھی
تمہارے ساتھ موجود ہیں اور مجھے تم نے بہرحال ٹاپ سٹار یا سپر سٹار
بنانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم خود سوچو"...... عمران
نے کہا۔
"بے عزتی تو آپ کی ہوئی ہے۔ آپ بے شک کھنڈرات میں جائیں
لیکن آپ ہمیں کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے
خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس لئے تاکہ تمہیں عبرت حاصل ہو سکے"...... عمران نے کہا
اور کار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ کار جب مین روڈ پر پہنچی تو عمران نے کار
کو دائیں طرف موڑنے کے لئے کہا اور صدیقی نے کار دائیں ہاتھ پر موڑ
دی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک بائی روڈ کے
کنارے پر پہنچ گئے جہاں محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ایک بڑا بورڈ
نصب تھا جس پر قلعے کے کھنڈرات کے بارے میں تفصیلات درج

تھیں اور جب وہ اس قلعے کے کھنڈرات پر پہنچے تو صدیقی اور دوسرے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں غیر ملکی اور مقامی سیاحوں کی کافی تعداد موجود تھی اور وہاں ایک انتہائی جدید قسم کا ریستوران بھی موجود تھا۔ عمران کے کہنے پر صدیقی نے کار اس ریستوران کے قریب جا کر روک دی۔

"آؤ"........ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور صدیقی سمیت باقی ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران کا ہال خاصا جدید اور صاف ستھرا تھا۔ وہاں مقامی اور غیر ملکی سیاحوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ البتہ چند میزیں خالی تھیں۔ ایک طرف آثار قدیمہ کی طرف سے اس قلعے کے بارے میں معلوماتی کتب اور پمفلٹس کا باقاعدہ سٹال لگایا گیا تھا۔ جب کہ دوسری طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"منیجر صاحب سے ملنا ہے ہمیں"........ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دائیں ہاتھ پر ان کا دفتر ہے جناب تشریف لے جائیں وہ دفتر میں ہی ہیں"....... نوجوان نے اخلاق حسین بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کا شکریہ ادا کر کے دائیں ہاتھ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ منیجر کے دفتر کا دروازہ بند تھا۔ باہر اخلاق حسین منیجر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان پلیز"........ اندر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران نے دروازے کو دھکیلا اور اسے کھول کر اندر داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"اوہ اوہ عمران صاحب آپ"....... اس ادھیڑ عمر نے جلدی سے میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اخلاق حسین چاہے کھنڈرات میں کیوں نہ چھپ کر بیٹھ جائے اسے پسند کرنے والے پہنچ ہی جاتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر آدمی جس کا نام باہر موجود نیم پلیٹ کے مطابق اخلاق حسین تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ اخلاق حسین صاحب ہیں۔ کافی عرصہ پہلے جب میں یہاں آیا تھا تو ان کے اخلاق حسین نے مجھے واقعی اتنا متاثر کیا کہ میرا بھی دل چاہا تھا کہ اپنا نام اخلاق حسین رکھ لوں اور اخلاق حسین صاحب یہ میرے ساتھی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تعارف کرا دیا لیکن اس نے ساتھیوں کے نام نہ لیے تھے۔ اخلاق حسین نے بڑے مسرت بھرے انداز میں سب سے مصافحہ کیا۔

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"........ اخلاق حسین نے اپنی کرسی پر جا کر واپس بیٹھنے کی بجائے ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جو آپ کا حسن اخلاق چاہے پلوا دیجئے"....... عمران نے کہا اور

اخلاق حسین ایک بار پھر ہنس دیا۔ اس نے اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر کسی کو جوس لانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھا اور واپس آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب آپ کی یہی دلچسپ باتیں آدمی زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔ ویسے میں نے دارالحکومت جا کر آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اتفاق یہ کہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"آپ نے مجھے ہوٹلوں میں ہی تلاش کیا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ویسے آپ کا پتہ تو مجھے معلوم نہ تھا پچھلی ملاقات میں آپ کی دلچسپ باتوں پر بس میں ہنستا ہی رہا آپ کا پتہ پوچھنا تو بھول ہی گیا اور آپ نے بھی نہ بتایا تھا"...... اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"چلو اب جاتے ہوئے ضرور بتا کر جاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اخلاق حسین بے اختیار ہنس پڑا۔

"ضرور ضرور"...... اخلاق حسین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس سے بھرے گلاس موجود تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی سے باہر چلا گیا۔

"لیجئے۔ اس بار شاید آپ اپنے ساتھیوں کو قلعہ دکھانے لے آئے ہیں"...... اخلاق حسین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں اخلاق صاحب ہم تو صرف آپ سے ملنے آئے ہیں"...... عمران نے جوس کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھ سے ملنے۔ اوہ یہ تو آپ کی مہربانی ہے مگر"...... اخلاق حسین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں آپ حیران کیوں ہو رہے ہیں کیا آپ سے ملنے کے لئے آنا منع ہے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو اخلاق حسین بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا عمران صاحب۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے نہ صرف مجھے یاد رکھا بلکہ یہاں آنے کی تکلیف بھی اٹھائی۔ میں تو اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ اس طرح اچانک ملاقات کی آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو بہرحال ہوگی"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"ہاں ایک وجہ بھی ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ میرے یہ ساتھی نواب بہادر سے ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو اخلاق حسین یکلخت چونک پڑا۔

"نواب بہادر سے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کون نواب بہادر"...... اخلاق حسین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کتنے نواب بہادروں کو جانتے ہیں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک نواب بہادر کو تو بہرحال جانتا تھا۔ وہ رضا آباد کے رئیس
نواب رضا کے بڑے بھائی تھے۔ لیکن وہ تو فوت ہو چکے ہیں"۔ اخلاق
حسین نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور دوسرا"...... عمران نے کہا۔

" دوسرا۔ دوسرا تو۔ دوسرے تو کسی کو نہیں جانتا"...... اخلاق
حسین نے اس بار قدرے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نواب بہادر کی بیگم کوئی افریقی خاتون تھی۔ کیا آپ انہیں جانتے
ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ہاں ان کا نام مادام زگانی تھا۔ لیکن وہ نواب بہادر صاحب کی
وفات کے بعد ان کی تمام جائیداد نواب رضا کے پاس فروخت کر کے
واپس افریقہ چلی گئی تھیں"...... اخلاق حسین نے کہا۔

" لیکن جب نواب بہادر فوت ہوئے تھے تو رضا صاحب کے پاس تو
پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ وہ تو یہاں آئے ہی اپنے حصے کی جائیداد
فروخت کرنے تھے۔ پھر ان کے پاس اتنی رقم اچانک کہاں سے آگئی کہ
انہوں نے نواب بہادر کی جائیداد بھی خرید لی اور اپنی جائیداد بھی
فروخت نہ کی"...... عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

" اس بات کا تو مجھے علم نہیں ہے میں تو آپ کو وہ کچھ بتا رہا ہوں جو
کچھ میں نے سنا ہے۔ لیکن آپ یہ سب باتیں مجھ سے کیوں پوچھ رہے
ہیں۔ میراں سے کیا تعلق"...... اخلاق حسین نے کہا۔

" حالانکہ گزشتہ ملاقات میں آپ نے خود بتایا تھا کہ آپ کے والد
ب بہادر کے مختار کار رہے ہیں اور آپ کی پرورش بھی نواب بہادر
کی تھی اور یہ ہوٹل بھی نواب بہادر نے ہی بنوایا تھا اور آپ کو اس
نیجر بلکہ ایک لحاظ سے مالک بنا دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" ہاں یہ بات درست ہے۔ میں اس ہوٹل کا منیجر ہی نہیں ہوں
مالک بھی ہوں۔ لیکن میراں کی افریقی بیگم سے کوئی تعلق نہیں
"...... اخلاق حسین نے اس بار قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔
یقی اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کر لیا تھا کہ اخلاق حسین کے
یے میں پہلے جو گرمجوشی تھی وہ اب نہ رہی تھی بلکہ وہ اب قدرے
ومہری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

" کیا وہ پاکیشیا واپس آگئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں وہ تو ہمیشہ کے لئے چلی گئی ہیں"...... اخلاق حسین نے
اب دیا۔

" لیکن میں ابھی ان سے مل کر آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو
خلاق حسین بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کہاں ملے ہیں"...... اخلاق حسین
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" برج محل میں"...... عمران نے جواب دیا۔

" یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر وہ واپس آجاتیں تو مجھے فوراً اطلاع مل
تی"...... اخلاق حسین نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مادام زگابی نام تھا ناں ان کا"....... عمران نے کہا۔
"ہاں ۔ لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں اور وہ بھی
ہے"....... اخلاق حسین سے رہا نہ گیا تو وہ آخر کار پھٹ ہی پڑا ۔ اس
لہجہ بے حد تلخ تھا۔
"اس لئے اخلاق صاحب کہ منشیات کے ایک وسیع نیٹ ورک
مادام زگابی اب نواب بہادر کے نام سے چلا رہی ہے ۔ اس نے پورے
ملک میں منشیات کی سپلائی کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے ۔ ہزاروں
لاکھوں خاندان صرف اس کی اس سپلائی کی وجہ سے برباد ہوتے جا رہے
ہیں"....... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
"کیا ۔ کیا مطلب منشیات کا نیٹ ورک اور مادام زگابی ۔ نواب
بہادر کے نام سے ۔ یہ آخر آپ کیا کہہ رہے ہیں"....... اخلاق حسین
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"دیکھئے اخلاق صاحب آپ واقعی ایک اچھے اداکار ہیں ۔ لیکن آپ
کی اداکاری کا اثر مجھ پر اس لئے نہیں ہو سکتا کہ کچھ نہ کچھ سدھ بدھ مجھے
بھی اداکاری میں حاصل ہے ۔ آپ با اخلاق اور اچھے آدمی ہیں لیکن آپ
بھی اس کاروبار میں ملوث ہیں ۔ یہ درست ہے کہ آپ رقم کے لالچ میں
اس چکر میں پھنس گئے ہوں گے لیکن اب بھی وقت ہے کہ آپ نواب
بہادر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ہمیں سب کچھ بتا دیں ہمارا وعدہ ک
آپ کو معافی دلا دی جائے گی"....... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب مجھے آپ سے یہ توقع نہ تھی کہ آپ میرے متعلق

قسم کی باتیں کریں گے ۔ حالانکہ میں نے تو ہمیشہ صاف ستھرا
وبار کیا ہے ۔ میں منشیات اور اس کا کاروبار کرنے والے پر ہزار بار
ت بھیجتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ اب میں آپ کو مزید وقت
ں دے سکتا ۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں"....... اخلاق حسین نے
ہائی سخت لہجے میں کہا اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"یہ جو چار ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان سے میں اب تمہارا تفصیلی
ارف کرا دوں ۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ تمہاری عزت بحال
ہے لیکن تم واقعی اپنے آپ کو بڑا اداکار سمجھنے لگ گئے ہو ۔ یہ فور سٹار
روپ ہے"....... عمران نے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار چونک پڑا
کن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔
"فور سٹار ہوں یا فائیو سٹار ۔ مجھے کسی سٹار سے کوئی تعلق نہیں
ہے"....... اخلاق حسین نے کہا۔
"اوکے ۔ اب فور سٹار کو اجازت ہے کہ وہ اخلاق صاحب سے اپنی
ضی کا اخلاق برآمد کر لیں"....... عمران نے کہا تو دوسرے لمحے صدیقی
اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔
"سنو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ بک دو ورنہ"....... صدیقی
غراتے ہوئے کہا لیکن اخلاق حسین تیزی سے دروازے کی طرف
نے ہی لگا تھا کہ خاور نے اسے بازو سے پکڑا اور دوسرے لمحے کمرہ
اق حسین کی کرب ناک چیخ سے گونج اٹھا ۔ خاور نے اسے بازو سے
کر ایک زوردار جھٹکے سے اچھال کر دیوار سے دے مارا تھا۔

"بولو ورنہ"...... خاور نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر
کے سینے پر پیر کر زوردار ضرب لگاتے ہوئے کہا اور کمرہ اخلاق حسین
کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں بالکل
اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا اس سارے واقعہ سے قطعاً کوئی تعلق
نہ ہو۔

"بولو"...... خاور نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔
دوسرے لمحے اس کا دوسرا بازو گھوما اور اخلاق حسین کے منہ سے دانت
پھلجڑیوں کی طرح باہر آگرے۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے
تھا۔

"بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں"...... اس نے ڈوبتے ہوئے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف
شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی گردن خاور کے
میں تھی اس لئے بے ہوش ہونے کی وجہ سے نیچے نہ گرا تھا بلکہ خاور
ہاتھ میں لٹکا ہوا تھا اور خاور نے ایک زور دار تھپڑ اور جڑ دیا اور
حسین چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون
زیادہ تیزی سے نکلنے لگا تھا۔

"سنو تمہیں وعدہ معاف گواہ بنایا جا سکتا ہے اب بھی وقت
سب کچھ بتا دو ورنہ فور سٹار تمہاری ساری ہڈیوں کو ستار بنا کر رکھ
گا"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو میں سب کچھ بتاتا ہوں سب کچھ

ق حسین نے کہا۔

"اسے پانی پلاؤ۔ یہ بنیادی طور پر اچھا آدمی ہے۔ اس لئے اسے
افی دی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو خاور نے اسے ایک
فے پر پٹخ دیا۔ جب کہ چوہان تیزی سے ملحقہ غسل خانے کی طرف
گیا۔ اخلاق حسین صوفے پر بیٹھا مسلسل خون تھوک رہا تھا۔
ان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ موجود تھا۔
نے جگ اخلاق حسین کے منہ سے لگا دیا۔ اخلاق حسین نے جگ
دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور غٹاغٹ پانی پینے لگا۔ چند لمحوں بعد اس
جگ ہٹا دیا۔

"اس کے ساتھ جاؤ تاکہ یہ کلی وغیرہ کر لے"...... عمران نے
ان سے کہا اور چوہان نے اخلاق حسین کو بازو سے پکڑا اور اسے
لے کر غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کو کیسے"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران
پوچھنا چاہا لیکن عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش
کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد اخلاق حسین چوہان کے ہمراہ واپس آیا
اس کے اوسان کافی حد تک بحال ہو چکے تھے۔

"دیکھو یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے اخلاق۔ اس کے بعد کوئی
نہ ملے گا"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا دیتا ہوں"...... اخلاق حسین
کہا۔

"ٹھیک ہے بتاؤ" ...... عمران نے کہا۔

" اس ہوٹل کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے سے
تک ایک سرنگ جاتی ہے۔ قلعے کے نیچے تہہ خانوں کا جال پھیلا ہوا
ہے۔ یہ قدیم زمانے سے بنا ہوا ہے۔ لیکن اس کی دریافت کسی
نہیں کی۔ آثار قدیمہ والوں نے بھی نہیں کی۔ نواب بہادر نے انہیں
دریافت کیا تھا۔ یہ ہوٹل بھی انہوں نے اس مقصد کے لئے تعمیر کیا
تھا کیونکہ وہ منشیات کے دھندے میں ملوث تھے۔ لیکن وہ ملکی سطح کی
بجائے غیر ممالک کو منشیات سپلائی کرتے تھے۔ پھر وہ ایک جھگڑے
کی وجہ سے قتل کر دیئے گئے۔ ان کی افریقی بیگم مادام زگابی نے کاروبار
سنبھال لیا۔ مادام زگابی کی وجہ سے ہی نواب بہادر اس کاروبار میں
ملوث ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ نام نواب بہادر کا ہی چلتا تھا اس لئے
مادام زگابی نے نواب بہادر بن کر ہی کاروبار کیا۔ وہ مردانہ لہجے میں
بات کرتی تھیں اور اپنے آپ کو بات کرتے ہوئے مرد ہی کہتی تھیں
ان کا یہی حکم تھا کہ انہیں مادام کی بجائے باس کہا جائے لیکن چونکہ
بیرون ملک کاروبار پر بے حد سختیاں شروع ہو گئی تھیں۔ اس لئے مادام
نے ملکی سطح پر کاروبار شروع کر دیا اور وہ اس کاروبار میں بے حد
کامیاب رہیں۔ بظاہر انہوں نے تمام جائیداد نواب رضا کو فروخت کر
دی تھی اور خود وہ افریقہ واپس چلی گئی تھیں لیکن وہ خفیہ طور پر واپس
گئی تھی اور اس کا علم نواب رضا کو بھی نہ تھا۔ پھر اچانک ایک گروپ
فور سٹار سامنے آگیا۔ مادام نے اپنے گروپس سے فور سٹارز کو مروانے

کوششیں شروع کر دیں اور پھر بقول مادام کے انہوں نے بادشاہ
محل کے راجہ کے ذریعے اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑوا دیا جس میں
فور سٹار موجود تھے۔ ان کی لاشیں بھی مل گئی تھیں۔ لیکن پھر اچانک
پاکیشیا سیکرٹ سروس سامنے آگئی۔ خاص طور پر اس کا کوئی فرد جو آپ
کا ہم نام تھا۔ مادام نے اس کا بھی خاتمہ کرانے کی بے حد کوشش کی
لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پھر مادام کو اطلاع مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف نے خاص نمبر کو ٹریس کر لیا ہے۔ اس لئے انہوں نے
عارضی طور پر یہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا اور وہ بیرون ملک چلی گئیں
بس یہ ہے ساری بات" ...... اخلاق حسین نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب مادام زگابی پاکیشیا میں موجود نہیں
ہے" ...... عمران نے کہا۔

"نہیں وہ بیرون ملک جا چکی ہیں" ۔ اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"بیرون ملک ان کا پتہ" ...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ وہ بتا کر گئی ہیں" ...... اخلاق حسین نے
جواب دیا۔

"اوکے۔ اٹھو اور ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کی ذرا زیارت کرا دو" ۔
عمران نے کہا۔

"لیکن ہیڈ کوارٹر تو مکمل طور پر کیموفلاج کر دیا گیا ہے۔ اسے تو
مادام ہی کھول سکتی ہیں" ...... اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"اوکے جیسے تمہاری مرضی ۔ اب مزید تمہیں کیا کہا جا سکتا ہے" ۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اٹھ کر میز پر رکھا ہوا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

"یس سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم۔ تم۔ وہی علی عمران ہو۔ وہی۔ مم میں تو یہ سمجھا تھا کہ کوئی اور ہے۔ تم۔ تم"...... اخلاق حسین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن صدیقی نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔ اخلاق حسین کی حالت واقعی غیر ہو رہی تھی۔

"یس سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔

"وہ لمحہ کیسا ہو گا جب اخبارات سپرنٹنڈنٹ صاحب کی تعریف سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی بڑی بڑی تصاویر اخبارات میں چھپی ہوئی ہوں گی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سپرنٹنڈنٹ صاحب کی تعریف میں قصیدے پڑھے جا رہے ہوں گے۔ ڈائریکٹر جنرل صاحب اپنے سپرنٹنڈنٹ کی اعلیٰ ترین کارکردگی پر خوشی سے اچھل رہے ہوں گے حتیٰ کہ صدر مملکت صاحب ایک بہت بڑی تقریب میں

سپرنٹنڈنٹ صاحب کو تمغہ حسن کارکردگی دے رہے ہوں گے۔ غیر ملکی اخبار نویس انٹرویو لے رہے ہوں گے۔ بڑے بڑے ماہر غیر ملکی کیمرہ مین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے فوٹو کھینچ رہے ہوں گے۔ ذرا سوچو تو سہی وہ لمحہ کیسا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم۔ عمران۔ تم۔ یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ کاش ایسا ہو جائے کاش"...... فیاض کی آواز سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ عمران کی تقریر سن کر اس کی حالت خیالی مسرت کی وجہ سے غیر ہوتی جا رہی ہے۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ اگر پورے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کا سربراہ پکڑا جائے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہو جائے۔ اس کے سارے کارندے قابو میں آ جائیں اور اس کے بڑے بڑے سپلائر سامنے آ جائیں۔ پورا نیٹ ورک ہی پکڑا جائے اور پکڑنے والا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو۔ تو بتاؤ کیوں نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو منشیات کا نیٹ ورک اوہ اوہ خدایا۔ کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔ جلدی"...... فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن"...... عمران نے کہا اور رک گیا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ تم میرے کتنے اچھے دوست ہو۔ بھائی ہو۔ ہو۔ جگر ہو۔ میری جان ہو۔ پلیز دیکھو جلدی بتاؤ کوئی لیکن ویکن منحوس لفظ نہ بولو پلیز"...... فیاض نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ ورنہ یہ معلومات براہ راست ڈائریکٹر جنرل تک بھی

پہنچائی جا سکتی ہیں اور نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے چیئرمین تک بھی اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ ایسے کیسز میں سرکاری طور پر بھاری انعامات بھی دیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم انعامات کی فکر مت کرو۔ تم جو کہو گے اور جس طرح کہو گے ویسا ہی ہوگا۔ بس تم بتا دو"...... فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"وعدہ۔ سوچ کر وعدہ کرنا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر کوئی مجھ سے اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو معاملات الٹ بھی جایا کرتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وعدہ پورا ہوگا۔ جو تم کہو گے وہی ہوگا۔ جیسے تم کہو گے ویسا ہی ہوگا"...... دوسری طرف سے فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایک کام اور بھی کرنا ہوگا۔ ایک صاحب جن کی وجہ سے سارا ہیڈ کوارٹر سامنے آئے گا۔ انہیں تم نے وعدہ معاف گواہ بنانا ہے انہیں سزا نہیں ہونی چاہئے"...... عمران نے اخلاق حسین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اخلاق حسین کے چہرے پر اطمینان کی لہریں نمایاں طور پر دوڑنے لگیں۔

"بالکل کروں گا۔ بالکل سزا نہیں ہوگی"...... فیاض کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ اس سے جو کچھ بھی کہا جاتا وہ بغیر سوچے سمجھے کر سکتا تھا۔

"اوکے۔ پھر اپنی فورس سمیت رضا آباد کے پاس جو قدیم قلعہ

وہاں آجاؤ۔ وہاں ساتھ ہی ایک ریستوران ہے۔ ایک ہی ریستوران ہے۔ وہاں ہم موجود ہیں۔ آجاؤ فوراً"...... عمران نے کہا۔

"کتنی فورس لے آنی ہوگی"...... فیاض نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"جتنی تم چاہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"دیکھو اخلاق حسین میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب آگے کام تم نے کرنا ہے۔ اگر تم ہیڈ کوارٹر تک سپرنٹنڈنٹ فیاض کو لے جاؤ گے تو وعدہ معاف گواہ بن کر تمہاری جان چھوٹ جائے گی ورنہ دوسری صورت میں فیاض نے درندہ بن جانا ہے اور تم نے تھرڈ ڈگری کے الفاظ تو سنے ہوں گے۔ فیاض تھرڈ ڈگری نہیں فورتھ ففتھ ڈگری تک چلا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ۔ آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہوگا"...... اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب وہ نواب بہادر۔ مادام زگابی اس کا کیا ہوگا۔ اصل تو وہی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک کام پورا ہو جائے تو پھر دوسرا بھی کر لیں گے۔ اکٹھا بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی خاموش ہو گیا۔

"اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ جب سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب آئیں تو انہیں یہاں دفتر میں بھجوا دیں"...... عمران نے اخلاق حسین سے

مخاطب ہو کر کہا اور اخلاق حسین سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک بٹن دبا کر عمران کا پیغام دوسری طرف منتقل کر دیا۔

"آپ کو عمران صاحب میرے متعلق کیسے معلوم ہوا میں اب تک نہیں سمجھ سکا"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"تمہارے متعلق مادام زگابی نے بتایا تھا مجھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مادام کیسے بتا سکتی ہیں وہ تو ویسے بھی یہاں موجود نہیں ہیں"...... اخلاق حسین نے حیران ہو کر کہا۔

"فون پر تو بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اخلاق حسین نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنی فل یونیفارم میں اندر داخل ہوا۔

"کہاں ہے۔ کہاں ہے وہ نیٹ ورک کہاں ہے"...... فیاض نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"دھیرج۔ دھیرج۔ ان سے ملو یہ اس ہوٹل کے مالک اور مینجر اخلاق حسین صاحب ہیں۔ وہی اخلاق حسین جن کے متعلق میں نے تمہیں کہا تھا کہ انہیں وعدہ معاف گواہ بنانا ہے کیونکہ یہ تمہیں اس خفیہ ہیڈ کوارٹر تک لے جائیں گے"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے کہاں ہے ہیڈ کوارٹر"...... فیاض نے

انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"جائیے اخلاق صاحب"...... عمران نے اخلاق حسین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن وہ تو کیمو فلاج ہے"...... اخلاق حسین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیجئے ورنہ اس کی جگہ آپ کو قبر میں کیمو فلاج ہونا پڑے گا۔ آخری موقع ہے یہ آپ کے پاس"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آئیے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں آئیے"...... اخلاق حسین نے آخر کار اس طرح کاندھے اچکاتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

"جاؤ فیاض"...... عمران نے فیاض سے کہا۔

"تم ساتھ نہیں چلو گے"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ اس طرح تمہارے آدمیوں کو علم ہو جائے گا کہ یہ کارروائی میری ہے اور وہ ڈیڈی کو رپورٹ دے دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ تم یہاں بیٹھو"...... فیاض نے جلدی سے کہا اور پھر اخلاق حسین کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا اس کے باہر جاتے ہی عمران نے اٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی اور ایکسٹو کی آواز سن کر صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"علی عمران ۔ ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر"...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"یعنی آپ پر اتنی بڑی بڑی ڈگریوں کا بھی رعب نہیں پڑا جناب۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی ہوں اور ایسے آدمی کی آپ جیسے افسروں کو قدر کرنی چاہیے جناب"...... عمران نے کہا۔

"میں وقت کی قدر کرنے کا قائل ہوں سمجھے ۔ اس لئے انٹ شنٹ باتوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیا کہنا چاہتے ہو ۔ کیوں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"جناب میں تو آپ کو مبارکباد دینا چاہتا تھا کہ آپ کے فور سٹار گروپ نے ایک بہت بڑا معرکہ مارا ہے اور آپ الٹا مجھے ڈانٹ رہے ہیں ۔ آخر وہ آپ کے ماتحت ہیں ۔ ان کی کامیابی آپ کی کامیابی ہے ۔ اس لئے جناب آپ کو تو مٹھائی کھلانی چاہئے ۔ انعام واکرام دینا چاہئے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"انعام واکرام انہیں مل جائے گا جنہوں نے معرکہ مارا ہے تم اپنی بات کرو"...... ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ مگر مبارکباد تو جناب میں دے رہا ہوں وہ تو نہیں دے رہے اس لئے انعام واکرام کا حق دار بھی میں ہوں"...... عمران نے

اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارا فور سٹارز سے کیا تعلق ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"جناب جناب میں سپر سٹار ہوں ۔ بلکہ ٹاپ سٹار ہوں بلکہ سپریم سٹار ہوں جناب"...... عمران نے اس بار بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں نے سن لیا ہے اور کچھ"...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جناب آپ نے کیا سنا ہے ۔ آپ نے تو ابھی کچھ بھی نہیں سنا ۔ نہ ٹھمری ، نہ راگ ملہار ، نہ دیپک راگ ، نہ خیال ، نہ کافی نہ غزل ، نہ گیت آپ نے آخر سنا ہی کیا ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"سوری میرے پاس وقت نہیں ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے ۔ اتنے بڑے بڑے راگوں کا نام لیا ہے ۔ لیکن"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آخر آپ نے چیف کو فون ہی کیوں کیا تھا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ چلو اس پر رعب تو پڑے گا کہ فور سٹار بلکہ سپر سٹار نے معرکہ مارا ہے ۔ لیکن اس نے تو لفٹ ہی نہیں کرائی چلو ٹھیک ہے اب میں بھی اسے لفٹ نہیں کراؤں گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور تیزی

سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان
کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے اتنے بڑے افسر کو تو کم از کم لسٹ سے خارج نہ کرو
داخل کر لو انہیں۔ بڑے اچھے افسر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"یار ایک تو جب بھی فون کرو۔ تم داخلہ خارجہ کا رجسٹر لے کر
بیٹھے ہوتے ہو اور داخلہ کا کیا صرف خارجہ کا رجسٹر۔ بس ادھر تم نے
رسیور اٹھایا۔ ادھر سیکرٹری صاحب خارجہ۔ بھلے آدمی کبھی تو داخلے والا
رجسٹر بھی کھول کر دیکھ لیا کرو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف
سے پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی بہتر ابھی رجسٹر کھول دیتا ہوں"...... پی اے نے ہنستے ہوئے
کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی
دی۔

"ارے پھر تو واقعی جمہوری دور آ گیا ہے کہ اب سلطان فرمانے کی
بجائے بولنے لگے ہیں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"میں بے حد مصروف ہوں عمران"...... دوسری طرف سے سر
سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یہ لفظ معروف مصرف سے بنا ہے یا مصری سے"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران پلیز ایک انتہائی اہم ترین میٹنگ ہے۔ پلیز"...... سر
ن نے حقیقتاً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ پھر تو واقعی آپ معروف ہوں گے۔ کیونکہ
کل سرکاری افسروں کی سب سے بڑی معروفیت ہی یہی میٹنگز
تی ہیں۔ بیٹھے چائے پیتے رہے۔ الفاظ کے قلابے ملاتے رہے اور
گ ہوتی رہی۔ ایک میٹنگ میں ظاہر ہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس
دوسرے روز پھر میٹنگ اور تیسرے روز پھر میٹنگ اور اگر کوئی
ہ کام کی بات کرنا چاہے تو میٹنگ میں معروفیت"...... عمران
کہاں آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

"اگر تمہیں واقعی میری مصروفیت کا احساس نہیں ہے تو میں
یسور رکھ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے دھمکی آمیز لہجے میں کہا گیا

"بالکل رکھ دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن کان سمیت
نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"ارے ارے۔ رک جائیے۔ ورنہ پھر آپ کا وہ خارجہ داخلہ والا
رمیان میں ٹپک پڑے گا۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ایک
روپ بنایا ہے۔ جس کا نام فورسٹار ہے اور میں نے طے یہ کیا ہے کہ

جب سیکرٹ سروس کے پاس کام نہ ہو اور مجھے چیک نہ مل رہا ہو تو
سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کروں ۔ تاکہ خدمت خلق ہو سکے
لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آغا سلیمان پاشا صاحب خدمت خلق کو صرف
تنخواہوں کے بل کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں ۔ اس لئے میں نے سوچا
اس کام کے نتیجے میں جو انعامات واکرامات سرکاری طور پر ملتے ہیں ان
ہی اکتفا کر لیا جائے ۔ لیکن اب پرابلم یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے
لوگوں کے چہروں سے نقاب اٹھتے ہیں اور بڑے لوگوں کے چہروں سے
نقاب اٹھانے کے لئے سرکاری اختیارات کی ضرورت پڑتی ہے ۔ میں
نے جناب ایکسٹو صاحب کو فون کیا لیکن انہوں نے لفٹ ہی نہیں
کرائی کیونکہ وہ تو خود نقاب پوش ہیں ۔ ظاہر ہے وہ کیوں چاہیں گے
کسی کا نقاب اٹھے ۔ انہیں خطرہ ہوگا کہ کل کو میں ان کا نقاب اٹھا
انہی سے ہی انعام واکرام کا تقاضا شروع نہ کر دوں گا ۔ اس لئے میں
سوچا کہ آپ سے بات کی جائے لیکن آپ کی میٹنگ بہرحال زیادہ اہم
ہے تو بتلایئے میں اب کیا کروں" .... عمران نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

"اوہ تمہارا مطلب ہے کہ تم کسی بڑے مجرم تک پہنچ گئے ہو" ۔
سلطان کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔

"بڑے چھوٹے کا فیصلہ تو آپ کر سکتے ہیں ۔ میں تو آپ کو صرف
اتنا بتا سکتا ہوں کہ جس مجرم کا پورے ملک میں منشیات کا نیٹ ورک
پھیلا ہوا ہو ۔ جس کا باقاعدہ ہیڈ کوارٹر ہو اور وہ منشیات کے زہر سے

ہوں کو کھوکھلا کر رہا ہو ۔ لاکھوں خاندان تباہ ہو رہے ہوں ۔
پورا نیٹ ورک پکڑا جائے تو وہ کیسا مجرم ہوگا ۔ بڑا ہوگا یا
عمران نے کہا۔

بلکہ بہت ہی بڑا مجرم ہوگا" .... سر سلطان نے فوراً ہی جواب

کا بے حد شکریہ ۔ چلو کل کو آپ کی گواہی دلوا کر میں کوئی بڑا
انعام میں لے لوں گا ۔ لیکن اگر وہ مجرم صاحب سیاسی حیثیت
ت بڑے ہوں ۔ صدر مملکت کے دور کے عزیز ہوں ۔ ان کا بڑا
اور بیچارے فورستارز کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو تو پھر کیا کیا
.... عمران نے کہا۔

۔ اوہ میں تمہارا مسئلہ سمجھ گیا ہوں لیکن بحیثیت سیکرٹری
میں ذاتی طور پر تو تمہاری مدد نہیں کر سکتا ۔ تم بتاؤ میں کیا کر
ں" .... سر سلطان نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

پ صرف اتنی مہربانی کریں کہ فورستار کی سرپرستی قبول کر لیں
فورستار کو کبھی رقم کی ضرورت پڑے تو وہ آپ کے پراویڈنٹ
جو اب تک یقیناً لاکھوں میں پہنچ چکا ہوگا استفادہ کر سکے" ۔
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ں کے لئے تو بہتر ہے کہ تم اپنے ڈیڈی کو سرپرست بنا لو ۔ ان کا
بیلنس تو کروڑوں میں ہوگا" .... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔
پ کا مطلب ہے سرپرستی کے بعد ان کا بینک بیلنس کروڑوں کی

بجائے اربوں میں ہو جائے"...... عمران نے فوراً ہی کہا تو
طرف سے سر سلطان نے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
"اگر تم کہو تو صدر مملکت سے درخواست کر کے تمہارے
گروپ کو کسی سرکاری ایجنسی سے وابستہ کرا دوں"...... سر
نے ایک حل نکالتے ہوئے کہا۔
"لیکن یہ فور کے فور سٹار پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
ہیں۔اس لئے انہیں کسی اور ایجنسی سے اول تو وابستہ ہی نہیں
سکتا اور اگر کر بھی دیا جائے تو پھر یہ ڈبل تنخواہیں لینا شروع کر دیں
اور پھر ان کی کارکردگی کی بجائے ان کا بینک بیلنس بڑھنا شروع
جائے گا"...... عمران نے کہا۔
"اوہ تو یہ بات ہے۔پھر تم وابستہ ہو جاؤ"...... سر سلطان نے
"میں تو یک در گیر کا قائل ہوں۔دوسرے لفظوں میں ایک
دروازے سے وابستہ رہنا چاہتا ہوں اور وہ میں پہلے ہی ہوں۔لیکن
کے ساتھ وابستہ"...... عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں
کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم بتاؤ کیا کروں"...... سر سلطان نے زچ ہو جانے کے
انداز میں کہا۔
"آپ ایک کام تو کر سکتے ہیں کہ ان فور سٹارز والوں سے ایک
تنخواہ میں دوہرا کام لے لیں"...... عمران نے کہا۔
"ایک ہی تنخواہ میں دوہرا کام۔کیا مطلب"...... سر سلطان

ر پوچھا۔
معلوم ہے کہ چیف صاحب اگر کسی کا دل سے احترام کرتے
ف ہیں۔آپ کی بات وہ نہیں ٹالتے۔میں نے خود کئی بار
ں آپ سے سفارش کرائی ہے اور ہر بار آپ کو انہوں نے
احترام دیا ہے۔جو کام فور سٹارز کر رہا ہے۔یہ ملک وقوم کی
ی ہے اور نیکی کا کام بھی ہے۔اس لئے اگر آپ چیف صاحب
ھ کر لیں کہ وہ فور سٹارز کو باقاعدہ سیکرٹ سروس کے ساتھ
طور پر اٹیچ کر لیں تو وہ کر سکتے ہیں۔اس طرح انہیں سرکاری
حاصل ہو جائے گی۔میں نے ان سے البتہ وعدہ لے لیا ہے کہ
اکرام سرکاری طور پر ان کو ملے گا وہ مجھے دے دیا کریں
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
ں اس طرح سیکرٹ سروس کی کارکردگی پر بھی تو اثر پڑ سکتا
سر سلطان نے کہا۔
م تو یہ سیکرٹ سروس کا ہی کریں گے۔فور سٹارز تو صرف
طور پر سیکرٹ سروس سے اٹیچ ہونگے اور آپ جانتے ہیں کہ
طور پر کام اس وقت کیا جاتا ہے جب اصل کام سے آدمی فارغ
...... عمران نے کہا۔
یک ہے میں بات کرتا ہوں اگر وہ مان جاتے ہیں تو مجھے خوشی
کن تمہاری کیا پوزیشن ہو گی"...... سر سلطان نے کہا۔
جو کانٹوں میں پھول کی ہوتی ہے۔پھولوں میں گلاب کی ہوتی

ہے۔ جنگل میں شیر کی ہوتی ہے۔ باراتیوں میں دولہا
ہے"...... عمران کی زبان چل پڑی۔
"چمگادڑوں میں الو کی ہوتی ہے"...... سر سلطان نے ترکی
جواب دیا۔
"اب میں اتنا خود غرض بھی نہیں کہ ساری حیثیتیں اپنے
رکھ لوں"...... عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور سر سلطان بے
ہنس پڑے۔
"او کے تم کہاں سے بول رہے ہو۔ میں تمہارے چیف
کرتا ہوں پھر جو جواب دے گا میں تمہیں بتا دوں گا"...... سر
نے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ آپ کی بات وہ نہیں ٹالیں گے۔ اس
خود انہیں دس منٹ بعد فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔
"او کے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور واپس صو
بیٹھ گیا۔
"آخر آپ ہمیں سرکاری سرپرستی میں لانے کے لئے اتنے
کیوں ہیں۔ اصل مسئلہ کیا ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہو
"میں نے محسوس کیا ہے کہ فور سٹارز کے مشنز کے دوران
ایسے مواقع آ جاتے ہیں کہ اگر سرکاری سرپرستی حاصل نہ ہو تو تم
قانون کے شکنجے میں بھی پھنس سکتے ہو۔ مثال کے طور پر تم بدم

ساتھ لڑے۔ ان میں سے ظاہر ہے لوگ ہلاک بھی ہوئے ہوں
ے۔ بحیثیت فور سٹار تمہیں کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے کہ تم
کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا بدمعاش یا سمگلر یا دہشت گرد کیوں نہ ہو۔
نہیں کر سکتے۔ تمہارے خلاف قانونی کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔
طرح کسی بڑے آدمی یا افسر کی گرفتاری ہے۔ تمہیں براہ راست
کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ تم کسی کو اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر
جاؤ اور اس پر تشدد کرو یا کسی کو گرفتار کرو۔ اس لئے سرکاری
رستی اس کام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ بے شمار قانونی
یں پیدا ہو سکتی ہیں اور تم چیف کو تو جانتے ہو۔ جہاں قانون کی
ت آئے گی وہاں وہ اپنے خلاف بھی کارروائی کرنے سے دریغ نہیں
رے گا۔ اس لئے ایسا کرنا ضروری تھا"...... عمران نے کہا۔
"آپ کی بات تو درست ہے۔ لیکن اس طرح کیا ہم پابند نہیں ہو
ئیں گے کہ باقاعدہ ہر بات کا جواب دیں۔ ہر بات میں اجازت
اصل کریں"...... صدیقی نے کہا۔
"ایک بار تمہارا چیف رضامند ہو جائے میں اس کا بھی کوئی نہ
کوئی حل نکال لوں گا۔ مسئلہ صرف اس کے ماننے کا ہے۔ ویسے مجھے سو
فیصد یقین ہے کہ سر سلطان کی سفارش وہ رد نہیں کرے گا کیونکہ میں
نے محسوس کیا ہے کہ وہ سر سلطان کی بے حد عزت کرتا ہے"۔ عمران
نے جواب دیا اور صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا
دیئے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور

تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے کہا۔
"مجھے ابھی سر سلطان نے فون کیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ تم نے
انہیں قائل کر لیا ہے کہ فور سٹارز کو سیکرٹ سروس کے ساتھ بطور
گروپ اٹیچ کر لیا جائے"...... ایکسٹو نے کہا۔
"پھر آپ نے کیا جواب دیا ہے انہیں جناب"...... عمران نے
بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔
"میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگر عمران نے مجھے قانونی طور پر
قائل کر لیا تو میں آپ کی بات رد نہ کروں گا"...... ایکسٹو نے جواب دیا
تو عمران کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
"تو پھر آپ قائل ہو جایئے"...... عمران نے کہا۔
"پہلے تو تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ سیکرٹ سروس کے ارکان کو
اس بات کی تو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ فرصت کے دنوں میں
پرائیویٹ طور پر سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کریں لیکن انہیں
بطور گروپ علیحدہ سیکرٹ سروس کے ساتھ کیسے اٹیچ کیا جا سکتا ہے۔
تو پہلے ہی سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں"...... ایکسٹو نے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے جناب لیکن آپ جانتے ہیں کہ سماج
دشمن عناصر میں بڑے بڑے نام موجود ہیں ان کے خلاف کام اگر
پرائیویٹ طور پر کیا گیا تو بے شمار قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا

احتمال رہے گا اور ایسی صورت میں بھی آپ کو ہی تکلیف پہنچے گی۔ اس
لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اگر آپ اسے قبول کریں تو"۔
عمران نے کہا۔
"کیسی تجویز کھل کر بات کرو"...... ایکسٹو نے کہا۔
"آپ سیکرٹ سروس کو پاکیشیا کے اندر سپیشل سٹار فورس کا
روپ دے دیں۔ قانونی طور پر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس طرح بعض
اوقات سیکرٹ سروس کو ملک کے اندر سیکرٹ سروس کا ہی کام کرتے
ہوئے اپنی شناخت کا جو مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اس سے بھی نجات مل
جائے گی۔ سٹار فورس نام کی وجہ سے فور سٹارز بھی نام چل جائے گا۔
سٹار فورس کو اختیارات وہی سیکرٹ سروس والے ہی حاصل ہوں گے
اس طرح سٹار فورس سماج دشمن عناصر کے خلاف کام بھی آسانی سے
اور بے دھڑک کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"بات تو تمہاری درست ہے۔ قانون میں اس کی گنجائش تو ہے۔
لیکن پھر تو پوری سیکرٹ سروس کو اس میں شامل کرنا ہو گا"۔ ایکسٹو
نے کہا۔
"تو کر دیں اس میں کیا ہرج ہے۔ سرکاری شناختی کارڈ ہی دینے
ہوں گے انہیں اور ساتھ ہی سنٹرل انٹیلی جنس، پولیس اور اعلیٰ حکام
کو ایک سرکلر ہی بھیجنا ہو گا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے"...... عمران
نے کہا۔
"لیکن اس صورت میں ان کی تنخواہوں اور اخراجات کا مسئلہ

سامنے آجائے گا"...... ایکسٹو نے کہا۔

"آپ مالی طور پر اسے رضاکارانہ حد تک رکھ دیں۔ اختیارات کی حد تک سرکاری"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پھر ان کے گریڈ ان کے افسر وغیرہ۔ ان سب کا کیا ہو گا"۔ ایکسٹو واقعی ہر بات کو قانونی انداز میں سوچ رہا تھا۔

"سٹار فورس کا مطلب ہی یہی ہے کہ سب سٹار ہیں۔ چمکتے ہوئے سٹار"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں صدر مملکت سے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کرا دوں گا۔ او کے۔ اور کچھ"...... ایکسٹو نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم۔ ہم۔ میرے متعلق بھی تو کچھ سوچیں۔ وہ آغا سلیمان پاشا کی تنخواہیں وہ ......" عمران نے کہنا شروع کیا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"پتہ نہیں اس ذات شریف کو مجھ سے کیا چڑ ہے کہ جہاں میری بات ہوئی اور یہ صاحب گول"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ گھبرائیں نہیں ہم سب سٹار فورس یونین بنائیں گے اور آپ کو اس کا بلامقابلہ تاحیات صدر منتخب کر لیں گے۔ پریذیڈنٹ سٹار فورس یونین"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ ویری گڈ۔ بس اتنا اختیار دے دینا کہ یونین کا جو

چندہ اکٹھا ہو یا جو عطیات وصول ہوں ان کا خرچ کرنا صدر کی صوابدید پر ہو گا۔ بس یہی لفظ صوابدید ہی آج کل کھل جا سم سم بنا ہوا ہے۔ جو چاہے کرتے رہو۔ کوئی پوچھ ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی نے پوچھا تو یہی جواب کہ یہ تو میرے صوابدیدی اختیارات ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی اور سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے

اسی لمحے دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض مع اخلاق حسین اندر داخل ہوا سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ مسرت کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ رہا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا

"کیا ہوا۔ مل گیا ہیڈ کوارٹر"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم۔ تم۔ میرے بھائی ہو۔ میرے برادر ہو۔ دوست ہو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بے اختیار عمران سے لپٹتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ ارے۔ وہ میری پسلیاں۔ ارے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض بے اختیار پیچھے ہٹ گیا۔

"اتنا بڑا نیٹ ورک۔ اوہ۔ اوہ عمران کیا بتاؤں۔ منشیات کی سمگلنگ کا اس قدر خوفناک حد تک وسیع نیٹ ورک۔ اوہ۔ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سینکڑوں ہزاروں جرائم پیشہ افراد اور سمگلر اس میں ملوث ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ اس ملک میں اس قدر وسیع پیمانے پر یہ دھندہ ہو رہا ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا"...... فیاض

نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے کیا کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو کال کیا ہے۔ انہوں نے جب یہ ساری تفصیلات سنیں تو وہ بھی حیران رہ گئے۔ وہ ابھی پہنچ رہے ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم اب یہاں سے گول ہو جاؤ"...... فیاض نے کہا۔

"گول ہو جاؤں کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مطلب ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارے ڈیڈی کو لامحالہ شک پڑ جائے گا کہ اس سارے سیٹ اپ میں تم نے میری امداد کی ہے"...... فیاض نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو ڈیڈی مجھے اتنا عقل مند نہیں سمجھتے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں پلیز عمران۔ دیکھو میری بات مان جاؤ۔ پلیز"۔ فیاض اپنی بات پر مصر رہا۔

"لیکن وہ تمہارا وعدہ"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم جو کہو گے وہی کروں گا۔ اس وقت تم جاؤ۔ پلیز"۔ فیاض واقعی منتوں پر ہی اتر آیا تھا۔

"او کے جیسے تمہاری مرضی لیکن یہ سوچ لینا کہ اگر تم نے وعدہ پورا نہ کیا تو پھر یہ سارا نیٹ ورک جان بچانے والی ادویات کے کاروبار میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں تم جانتے ہو کہ تمہارا

کیا حشر ہو گا"...... عمران نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اوہ نہیں پلیز عمران میں نے کہہ دیا ہے کہ وعدہ پورا کروں گا چاہے مجھے اپنے آپ کو ہی کیوں نہ فروخت کرنا پڑے"۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور صدیقی اور اس کے ساتھی فیاض کی اس بوکھلاہٹ پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"آؤ بھئی ورنہ یہ فیاض صاحب ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز نواب رضا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... نواب رضا نے درشت لہجے میں کہا۔

"فرہاد بول رہا ہوں جناب فون آپریٹر"....... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے"...... نواب رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب"........ فرہاد نے کہا۔

"سر سلطان۔ اوہ۔ بات کراؤ"...... نواب رضا نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"....... سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ نواب رضا بول رہا ہوں۔ کیسے ہو تم"....... نواب رضا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ سر سلطان سے ان کے بڑے

گھریلو اور دیرینہ تعلقات تھے اس لئے ان دونوں کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

"شکر ہے۔ بخیریت ہوں۔ تم سناؤ"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے اسی طرح بے تکلف لہجے میں کہا۔

"الحمدللہ۔ تم نے وعدہ کیا تھا میرے گھر آؤ گے۔ لیکن پھر آئے ہی نہیں"...... نواب رضا نے کہا۔

"وعدہ تو مجھے یاد تھا لیکن جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم گھر آئے ہوئے مہمانوں کو گھر سے جبراً نکال دیتے ہو آنے کی ہمت ہی نہیں پڑی"..... سر سلطان نے کہا تو نواب رضا چونک پڑے۔

"مہمانوں کو گھر سے نکالنا یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... نواب رضا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہوا ہے۔ سر عبدالرحمن کا لڑکا علی عمران اپنے دوستوں کے ساتھ تمہاری حویلی آیا تو تم نے ملنے سے ہی انکار کر دیا اور تمہاری بیٹی نے انہیں گھر سے نکل جانے کا حکم دیا اور تمہارے مینجر نے کہا کہ اگر وہ نہ گئے تو ملازموں سے دھکے دے کر انہیں نکلوا دیا جائے گا۔ حالانکہ تم سر عبدالرحمن کو جانتے ہو کہ وہ کیسے باعزت آدمی ہیں اور ان کا بیٹا علی عمران تو ہیرا ہے ہیرا"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ تو تم اس علی عمران کی بات کر رہے ہو۔ وہ درست آدمی نہیں ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ پہلے وہ میری حویلی میں پرنس آف ڈھمپ بن کر آیا۔ اس نے میری بیٹی گلشن جہاں کے رشتے کی بات کی

سرکاری کاغذات دکھائے ۔ میں اور میری بیٹی اس سے بے حد متاثر ہوئے ۔ لیکن ظاہر ہے میں صرف اس کے کہنے پر تو رشتہ نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے تحقیقات کرائیں تو پتہ چلا کہ یہ سب فراڈ ہے ۔ ڈھمپ نام کی کوئی ریاست نہیں ہے ۔ میں بے حد پریشان اور شرمندہ ہوا۔ پھر وہ اچانک علی عمران بن کر آدھمکا اس نے کہا کہ وہ اس پرنس کا ہم شکل ہے ۔ اس پر مجھے غصہ آگیا میں نے اس سے ملنے سے ہی انکار کر دیا اور میری بیٹی کو تو اس پر مجھ سے بھی زیادہ غصہ تھا اس نے جاکر کھری کھری سنا دیں"...... نواب رضا نے کہا۔

"اس سے کیا ہوا۔ وہ نوجوان ہے اور نوجوان ایسے مذاق کرتے ہی رہتے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن ۔ میں ایسے مذاق پسند نہیں کرتا"...... نواب رضا نے کہا۔

"تمہاری مذاق کرنے کی اب عمر بھی نہیں رہی نواب رضا۔ تم اپنی بیٹی کا سناؤ"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ اسے بھی یہ مذاق پسند نہیں آیا تھا"...... نواب رضا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو مذاق پسند نہ آیا تھا ۔ نہ آئے ۔ رشتہ تو پسند آیا ہو گا اعلیٰ خاندان ۔ اعلیٰ کردار کا حامل نوجوان ۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ"...... سر سلطان نے کہا تو نواب رضا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... نواب رضا نے کہا۔

"میں نے اس لئے فون کیا ہے نواب رضا کہ علی عمران لاکھوں

کروڑوں میں ایک ہے ۔ اس سے رشتے کے لئے نجانے کتنے
ے خاندان راہ دیکھ رہے ہیں لیکن عمران نے ہر بار انکار کر دیا
رشتہ پسند آیا ہے تو تم حماقت کر رہے ہو"...... سر سلطان

ہمارا مطلب ہے کہ عمران کا گلشن جہاں سے رشتہ......" نواب
کہا۔

ں اسی کی بات کر رہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

گر تم کہہ رہے ہو کہ یہ رشتہ اچھا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں
لیکن مسئلہ گلشن جہاں کا ہے کہ وہ بھی اسے پسند کرے تو"۔
رضا نے کہا۔

تم گلشن بیٹی سے میری بات کراؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

چھا"...... نواب رضا نے کہا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک
ا دیا۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

شن جہاں کو بلاؤ"...... نواب رضا نے کہا اور نوجوان خاموشی
ں چلا گیا۔

کیا عمران نے تم سے خود بات کی ہے"...... نواب رضا نے کہا۔

ں اور میں حیران ہوں کیونکہ وہ تو اس معاملے میں کسی کو پٹھے
ہی نہیں رکھنے دیتا۔ اب خود تلقین کر رہا ہے"...... سر سلطان
ب دیا۔

کیا سر عبدالرحمن بھی اس پر رضامند ہیں"...... نواب رضا نے

پوچھا۔

"ان کی بات چھوڑو۔ ان کی باگیں عمران کی اماں بی کے ہاتھ [illegible] ہیں اور بھابھی میری بات کبھی نہیں ٹالا کرتیں۔ پھر تمہارا خاندان [illegible] ان سے کم نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم ہاں کر دو تو ان سے میں خود [illegible] کر لوں گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر گلشن جہاں مان جاتی ہے تو مجھے کوئی اعتر[illegible] نہیں ہے"...... نواب رضا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ [illegible] لمحے دروازہ کھلا اور گلشن جہاں اندر داخل ہوئی۔

"جی ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے اندر داخل ہو کر بڑے مؤ[illegible] لہجے میں کہا۔

"بیٹی تمہارے انکل سر سلطان تم سے بات کرنا چاہتے ہیں" نواب رضا نے گلشن جہاں سے کہا۔

"مجھ سے۔ اچھا"...... گلشن جہاں نے چونک کر کہا اور ر[illegible] نواب رضا کے ہاتھ سے لے لیا۔

"گلشن بول رہی ہوں انکل فرمایئے"...... گلشن جہاں نے ر[illegible] لے کر کہا۔

"بیٹی تم نے علی عمران کو جب کہ وہ تمہارے گھر مہمان بن ک[illegible] تھا۔ بے عزت کر کے نکال دیا۔ مجھے اس پر بے حد افسوس ہوا [illegible] میرا بھتیجا ہے اور مجھے بے حد پیارا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن انکل اس نے"۔ گلشن جہاں نے چونک کر کہنا شروع کیا

[illegible]طع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ نواب صاحب نے مجھے سب کچھ [illegible] ہے۔ لیکن وہ تو ایک دلچسپ مذاق تھا اور بس۔ اور نوجوان ایسے [illegible] کرتے ہی رہتے ہیں"...... سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے [illegible] کہا۔

[illegible]ی مذاق تو واقعی دلچسپ تھا۔ لیکن اس کے اس مذاق سے مجھے اور [illegible] دونوں کو بے حد دلی تکلیف پہنچی تھی"...... گلشن جہاں نے کہا۔

[illegible]اس کے لئے وہ تم سے معافی مانگ لے گا اور میں اس کے ساتھ [illegible]۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم پھر اسے دھکے دے کر باہر نہ نکال[illegible]...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ نہیں انکل یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ گلشن جہاں نے جواب دیا

"او۔ کے بس تم سے یہی بات کرنی تھی۔ رسیور اپنے ڈیڈی کو [illegible]دو"...... سر سلطان نے کہا اور گلشن جہاں نے رسیور نواب رضا [illegible]ف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے کئی رنگ آ رہے

"ہیلو"...... نواب رضا نے کہا۔

"میں نے گلشن سے بات کر لی ہے۔ میں عمران کے ساتھ آ رہا ہوں [illegible] دوران گلشن سے بات کر لو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ طے [illegible] جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کب آ رہے ہو"...... نواب رضا نے کہا۔

"شاید آج ہی آ جاؤں۔ بہرحال آنے سے پہلے تمہیں فون کر دوں

گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے فکر ہو کر آؤ تمہارا خوش دلی سے

ہو گا"...... نواب رضا نے کہا۔

"شکریہ خدا حافظ"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے

نواب رضا نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"بیٹی سر سلطان اس عمران کا تمہارے لئے رشتہ لے کر آر

ان کا کہنا ہے کہ وہ اعلیٰ خاندان کا فرد ہے۔ اعلیٰ کردار کا مالک

اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ لیکن میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اگر

گلشن جہاں کو پسند ہو گا تو ہو گا ورنہ نہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تم

رشتے کے بارے میں کیا خیال ہے"...... نواب رضا نے گلشن

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی اگر آپ اور انکل سلطان مطمئن ہیں تو

اعتراض ہو سکتا ہے"...... گلشن جہاں نے سر نیچے کرتے ہوئے

نواب رضا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نے بزرگوں پر اعتماد کیا ہے۔ یہ تمہاری مہربانی ہے

سلطان کہہ رہے ہیں کہ عمران یہاں آکر باقاعدہ تم سے معافی

گا"...... نواب رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب انکل سلطان نے کہہ دیا

سب مذاق تھا تو ٹھیک ہے"...... گلشن نے جواب دیتے ہوئے

اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

یب اور اس کی بیوی لیلیٰ الپائن کلب میں رہائش ترک کر کے
مت کی سب سے خوبصورت جدید اور امراً کے لئے مخصوص
کالونی کی ایک وسیع اور انتہائی خوبصورت کوٹھی میں شفٹ ہو
۔ ایکریمیا سے مستقل طور پر واپسی کے بعد وہ اس لئے الپائن
ں رہ رہے تھے کہ لیلیٰ کو کوئی رہائشی کالونی ہی پسند نہ آ رہی تھی
دا کر کے لیلیٰ کو ذیشان کالونی بھی پسند آ گئی اور ساتھ ہی نو تعمیر
ٹھی بھی۔ چنانچہ ارباب نے فوراً ہی کوٹھی خرید لی اور پھر وہ اس
یں شفٹ ہو گئے۔ ملازم فراہم کرنے والے ایک ادارے کے
نہوں نے چار قابل اعتماد ملازم بھی رکھ لئے تھے اور انہیں یہاں
ئے ابھی دو روز ہی گزرے تھے۔ اس وقت وہ کوٹھی کے
روم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی
ہ دونوں چونک پڑے۔

میں پہنچ چکے تھے ۔ ملازم نے جا کر پھاٹک کھولا اور دوسرے لمحے
بڑی لیکن جدید ترین ماڈل کی انتہائی قیمتی کار اندر داخل ہو
دونوں چونک کر کار کو دیکھنے لگے ۔

اس قدر جدید ماڈل اور اس قدر قیمتی کار ۔ کیا یہ واقعی عمران
یا ملازم نے گیٹ فون سنتے ہوئے نام غلط سنا ہے "...... لیلیٰ نے
بھرے لہجے میں کہا ۔ لیکن دوسرے لمحے کار پورچ میں آ کر رک گئی
پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک دیو ہیکل حبشی باہر
اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا عقبی دروازہ کھولا تو عمران
پیس سوٹ میں ملبوس نیچے اترا ۔ اسی لمحے کار کی سائیڈ سیٹ
جیسا ایک اور دیو ہیکل حبشی نیچے اترا ۔ ان دونوں حبشیوں کے
پر خاکی رنگ کی یونیفارم تھی ۔ بیلٹ کے ساتھ دونوں پہلوؤں
ہولسٹر تھے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے نظر آ رہے تھے

" اوہ اوہ اس قدر وجاہت ۔ حیرت ہے ۔ یہ شخص تو
ہے "...... لیلیٰ نے بے اختیار ہو کر کہا ۔

" ارے ارے خیال رکھنا کہیں ارادہ نہ بدل دینا ۔ ورنہ مجھے
بننا پڑے گا "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ مسکرا دی اور پھر وہ
تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے عمران کی طرف بڑھ گئے ۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ "...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے
مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی وہ لیلیٰ کے سامنے ادب سے جھکا اور پھر
کی طرف اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ تمام بلائیں دور "...... ارباب نے
مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔

" کمال ہے بالا اس قدر خوبصورت بھی ہوتی ہے "...... عمران نے
ارباب کے ساتھ کھڑی ہوئی لیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اسی کی وجہ سے تو بلائیں دور کی دعا مانگ رہا تھا ۔ پتہ ہے اس نے
تمہیں دیکھتے ہی کہا کہ اس قدر وجاہت اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ
کہیں مجھے مجنوں بن کر صحراؤں کی خاک نہ چھاننی پڑے "...... ارباب
نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" صحراؤں میں خاک ہوتی ہی نہیں ہے ۔ اس لئے بے فکر رہو
تمہیں چھاننے کی بھی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی ۔ ان سے ملو یہ میرے
ساتھی سیکرٹری اور باڈی گارڈ ہیں جوزف اور جوانا "...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔

" عمران صاحب اس سوٹ میں آپ کی وجاہت پر خود مجھے رشک آ
رہا ہے ۔ بیچاری لیلیٰ کا بھی کیا قصور ہے "...... ارباب نے مسکراتے
ہوئے کہا ۔

" اب یہ وجاہت کس کام کی ۔ لیلیٰ تو اپنے سارے جملہ حقوق پہلے
سے ہی محفوظ کرا چکی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیلیٰ
بھی بے اختیار ہنس پڑی اور پھر وہ سب اندر سٹنگ روم کی طرف بڑھ
گئے ۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر عمران لیلیٰ اور ارباب تو کرسیوں پر بیٹھ گئے
جب کہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کے پیچھے اٹن شن کھڑے ہو گئے ۔

"ارے تم بھی بیٹھ جاؤ۔یہاں میں پرنس آف ڈھمپ نہیں ہوں۔ صرف علی عمران ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف اور جوانا سے کہا اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"یہ ڈھمپ کونسی جگہ ہے"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمپ کے بارے میں تو جانتی ہوگی تم"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہمپ اونچی جگہ کو کہتے ہیں"...... لیلیٰ نے جواب دیا۔

"تو یہ اس کی ہمسایہ ریاست ہے۔جب ہمپ سے کوئی ڈھلکتا ہے تو ڈھمپ پہنچ جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر مشروب کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھ دیا۔

"تمہاری یہ کوٹھی مجھے واقعی بے حد پسند آئی ہے۔میری طرف سے اس قدر خوبصورت کوٹھی کی مبارکباد قبول کرو۔حقیقتاً یہ خوبصورت کوٹھی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ عمران صاحب۔لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نے یہ کوٹھی خرید لی ہے اور یہاں شفٹ ہو گئے ہیں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"الپائن کلب کی کار میں آپ یہاں شفٹ ہوئے ہیں اور کار تو ظاہر ہے کلب کا ڈرائیور ہی چلاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

تو ارباب اور لیلیٰ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی سامنے کی بات تھی۔بہرحال بے حد شکریہ"...... لیلیٰ نے کہا۔

"یہ جوانا وہی صاحب ہیں۔ماسٹر کلرز کے جوانا"...... ارباب نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن اب یہ مجھے ماسٹر کہتا ہے البتہ خود کو اس نے کلر کہلانا چھوڑ دیا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار مسکرا دیا عمران نے مشروب پی کر گلاس میز پر رکھا۔

"اب مبارکباد والا عمل آپ کو لوٹانا بھی ہو گا"...... عمران نے کہا تو ارباب اور لیلیٰ چونک پڑے۔

"لوٹانا کیا مطلب"...... ارباب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مطلب ہے کہ آپ کو بھی اس عمل میں شریک ہونا ہو گا جو میرے لئے مبارکباد کا باعث ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ ضرور تو کیا"...... ارباب نے چونک کر تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر ایک قصبہ ہے رضا آباد۔اس کے نواب صاحب کا نام بھی نواب رضا ہے۔ان کی اکلوتی صاحبزادی ہیں مس گلشن جہاں۔وہاں جانا ہے تاکہ رشتے کی بات چیت ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ضرور۔ضرور ہم بخوشی جائیں گے۔کب جانا ہے"۔

ارباب اور لیلیٰ دونوں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب سے دو گھنٹے بعد ۔ جوزف آکر آپ کو لے جائے گا ۔ ایک مسئلہ درمیان میں پڑ گیا ہے ۔ اس لئے میں اپنے انکل سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو ساتھ لے جارہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کون سا مسئلہ"...... ارباب نے چونک کر پوچھا۔

"یہی ریاست ڈھمپ والا ۔ میں پہلے بطور پرنس آف ڈھمپ بر دکھاوے کے لئے گیا اور میں نے نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی پر خاصا رعب ڈال لیا ۔ میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ نواب صاحب کہاں تحقیقات کرتے پھریں گے ۔ اس لئے کام چل جائے گا لیکن نواب صاحب نے باقاعدہ تحقیقات کر ڈالیں اور ظاہر ہے انہیں ڈھمپ کا مطلب اور اس کا محل وقوع بتانے والا کوئی نہ مل سکا ۔ اس لئے انہوں نے اسے فراڈ سمجھا ۔ چنانچہ وہ اور ان کی صاحبزادی دونوں ہی ناراض ہو گئے ۔ میں دوبارہ اصل روپ میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ گیا تو نواب صاحب نے تو ملنے سے انکار کر دیا اور ان کی صاحبزادی نے آکر وہ کھری سنائیں کہ پسینے آگئے اور ان کے مینجر صاحب نے دھکے مار کر نکال دینے کی دھمکی بھی دے دی ۔ میں وہاں سے تو چلا آیا لیکن ظاہر ہے میں اتنے اچھے رشتے کو اتنی آسانی سے کہاں چھوڑنے والا تھا ۔ چنانچہ میں نے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان سے بات کی ۔ نواب رضا ان کے گہرے دوست ہیں ۔ انہوں نے نواب رضا سے بات کی تو نواب رضا نے مسئلہ گلشن جہاں پر چھوڑ دیا ۔ سرسلطان نے گلشن جہاں سے بات

کی تو اس نے بھی یہی بات کی ۔ چنانچہ سرسلطان نے اسے منانے کے لئے کہہ دیا ہے کہ میں خود عمران کے ساتھ آرہا ہوں اور عمران تم سے معافی مانگے گا ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ معافی اکیلے میں نہ مانگی جائے بلکہ ساری محفل کے سامنے ہی مانگی جائے ۔ تاکہ نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی کی انا کو مکمل تسکین مل سکے ۔ چنانچہ سرسلطان اپنے ساتھ چند آدمی لے کر جارہے ہیں ۔ میں نے سوچا کہ میرے ساتھ آپ دونوں چلیں ۔ اس لئے آپ کے بارے میں الپائن کلب سے معلومات حاصل کیں اور پھر یہاں آگیا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ضرور ۔ ہمیں بے حد مسرت ہو گی اور آپ کا بھی بے حد شکریہ عمران صاحب کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا"...... ارباب نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا گلشن جہاں بے حد خوبصورت ہے"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"خوبصورتی کا اپنا اپنا معیار ہوتا ہے ۔ جیسے اگر ارباب سے پوچھا جائے کہ خوبصورت کسے کہتے ہیں تو لامحالہ وہ لیلیٰ کا نام لے دے گا ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کا فیصلہ تم خود کر لینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہوں گا تو میں وہی کچھ جو تم نے کہا ہے کیونکہ مجبوری بہرحال مجبوری ہوتی ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب"...... لیلیٰ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مجبوری ہے"...... ارباب نے کہا اور اس بار لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔اسی لمحے عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ارے کیا ہوا۔کیوں اٹھ کھڑے ہوئے آپ"...... لیلیٰ اور ارباب دونوں چونک کر کہا۔

"بس اجازت۔کافی کام کرنے ہیں۔جوزف آپ کو آکر لے جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جوزف کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ہم خود پہنچ جائیں گے جہاں تم کہو"...... ارباب نے کہا۔

"ہماؤ کے پھر البرٹ روڈ پر اونگا سینما کے سامنے ایک وسیع و عریض اور شاندار عمارت ہے۔رانا ہاؤس آپ وہاں آجائیں ٹھیک دو گھنٹے بعد"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رانا ہاؤس"...... ارباب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں میرے ایک لارڈ دوست ہیں۔رانا تہور علی صندوقی۔بیرون ملک رہتے ہیں یہ ان کی رہائش گاہ تھی اور اب میرے پاس ہے۔جوزف اور جوانا وہیں رہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد اس کی شاندار کار گیٹ سے باہر نکل گئی تو ارباب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس آدمی کی تو مجھے سمجھ نہیں آئی۔خود ایک تنگ سے فلیٹ میں

رہتا ہے اور جوزف اور جوانا کو کس بڑی عمارت میں رکھا ہوا ہے۔اس قدر شاندار اور قیمتی کار اس کے پاس ہے۔جوزف اور جوانا دونوں اس طرح مؤدب نظر آرہے تھے جیسے اس کے زر خرید غلام ہوں۔کچھ عجیب پہلو دار شخصیت ہے اس کی"...... ارباب نے واپس سٹنگ روم کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اس سارے معاملے کی ہی سمجھ نہیں آرہی۔پہلی بات تو یہ کہ مجھے عمران معافی مانگنے والوں کی قبیل سے ہی نہیں لگتا۔دوسری بات یہ کہ معافی مانگنے کے لئے تو آدمی سوچتا ہے کہ کم سے کم افراد کے سامنے معافی مانگی جائے مگر عمران باقاعدہ محفل سجا کر معافی مانگنا چاہتا ہے"...... لیلیٰ نے جواب دیا۔

"اور خاص طور پر اس کا ہمارے پاس آنا اور ہمیں ساتھ لے جانا۔یہ بات بھی حلق سے نہیں اتر رہی۔مجھے تو اس کے پیچھے کوئی خاص چکر ہی نظر آرہا ہے"...... ارباب نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ہے تو عجیب سی بات۔لیکن ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ اس نواب صاحب پر یہ رعب ڈالنا چاہتا ہو کہ ہم جیسے معزز آدمی بھی اس کے دوست ہیں"...... لیلیٰ نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرے ذہن میں اب ایک نیا خیال آرہا ہے۔تم نے اخبارات میں پڑھ ہی لیا ہوگا کہ رضا آباد کے قریب قدیم قلعے کے نیچے سے منشیات کے کسی بہت بڑے ملکی نیٹ ورک کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہوا ہے

اور بے شمار جرائم پیشہ افراد پکڑے گئے ہیں ۔ لیکن مجھ تک جو
معلومات پہنچی ہیں ۔اس کے مطابق ہیڈ کوارٹر ریس تو بظاہر سنٹرل
انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ نے کیا ہے لیکن عمران کو بھی اس ریڈ سے
پہلے وہاں قلعے کے قریب واقع ریستوران میں دیکھا گیا ہے ۔اس قلعے
کے نیچے تہہ خانے ہیں اور اس ریستوران کے نیچے تہہ خانے میں سے
ایک سرنگ ان قلعے کے نیچے ان تہہ خانوں تک بنائی گئی تھی ۔ گو
وہاں سے ایک اور خفیہ راستہ بھی ملا ہے ۔جو مخالف سمت میں جا کر
کافی دور نکلتا ہے ۔ لیکن بہرحال اس ریستوران کا تعلق ان تہہ خانوں
سے براہ راست ہے اور اس ہوٹل کا منیجر اور مالک اخلاق حسین وعدہ
معاف گواہ بن گیا ہے ۔ اس نے یہ سارا ہیڈ کوارٹر ٹریس کرایا
ہے "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ چونک پڑی ۔

" کیا مطلب تم کیا کہنا چاہتے ہو "...... لیلیٰ نے کہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر کس کا تھا "..... ارباب نے کہا۔

" نہیں ۔کس کا تھا "...... لیلیٰ نے چونک کر پوچھا۔

" نواب بہادر کا "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار اچھل پڑی ۔

" اوہ ہو سکتا ہے کہ یہی نواب رضا ہی نواب بہادر ہو "....... لیلیٰ
نے کہا۔

" میرے مخبروں نے اس بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ۔
ان کے مطابق نواب رضا قطعی جرائم کی دنیا کا آدمی نہیں ہے ۔نہ اس
نے کبھی کسی جرم یا منشیات کے کاروبار میں کوئی حصہ لیا ہے اور نہ

کبھی کسی منشیات میں ملوث آدمی کو اس کی رہائش گاہ پر یا رضا آباد کی
آتے جاتے دیکھا گیا ہے ۔ اسی طرح اس کی بیٹی بھی سیدھی سادھی
انتہائی شریف اور معصوم لڑکی ہے ۔البتہ اسے سیاحت کا شوق ضرور
ہے اور وہ شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے اکثر جاتی رہتی ہے لیکن اس
کے بارے میں کبھی کسی ایسی بات کا علم نہیں ہوا کہ وہ جرائم میں
ملوث ہو اور نہ آج تک اسے کسی جرائم پیشہ آدمی سے ملتے یا گھٹیا
درجے کے افراد کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا گیا ہے بلکہ وہ تو عام ہوٹلوں
میں بھی نہیں جاتی ۔بس سیاحت کرتی ہے یا برج محل میں رہتی ہے ۔
اس لئے یہ دونوں تو اس سیٹ اپ میں شامل نہیں ہیں "۔ارباب نے
جواب دیا۔

" لیکن پھر عمران کیوں اس چکر میں ملوث ہو گیا ہے ۔وہ فور سٹارز
کے ساتھ مل کر نواب بہادر کے خلاف کام کر رہا تھا اور اب وہ نواب
رضا کی بیٹی سے شادی کر رہا ہے اور خاص طور پر ہمیں اس دعوت میں
بلانے کے لئے یہاں آیا ہے ۔ اس لئے کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی
پراسراریت بہرحال موجود ہے "......... لیلیٰ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" جو کچھ بھی ہو گا سامنے آ ہی جائے گا۔ ابھی سے ہم کیوں فکر مند ہو
جائیں "....... ارباب نے کہا اور لیلیٰ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے"...... اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر حسب عادت پوچھا۔

"اور کسی کی جرأت ہے کہ میرے علاوہ یہاں آئے"...... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور جولیا کے چہرے پر یکلخت مسرت کے رنگوں کی دھنک سی بکھر گئی۔ اس نے جلدی سے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ عمران کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا نیا تھری پیس سوٹ تھا اور اس سوٹ میں وہ واقعی بے حد وجیہہ اور باوقار لگ رہا تھا۔

"اوہ اس قدر خوبصورت سوٹ۔ کب سلوایا ہے"...... جولیا ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں پسند ہے تو تم لے لو۔ میں دوسرا سلوا لوں گا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"نانسنس۔ کم از کم بات تو سوچ کر کیا کرو۔ اب یہ سوٹ میں پہنوں گی"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو سوچ کر بات کرے وہ نانسنس کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم نے بھی نانسنس کہنے کے بعد اپنی ہی بات پر خود بھی عمل نہیں کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری یہی باتیں تو دوسروں کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ بہرحال آج کیسے آ ٹپکے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس طرح اچانک آنے اور پھر اس کی وجاہت نے واقعی جولیا کے دل و دماغ پر مسرت کی آبشاریں بہا دی تھیں۔

"ایک خاص بات کرنے آیا ہوں اگر تم ٹھنڈے دل کے ساتھ سنو تو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا بات ہے تم نے اس قدر سنجیدہ ہو کر بات کیوں کی ہے"۔ جولیا کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا تھا۔

"جولیا مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی سمجھ دار خاتون ہو۔ بس تھوڑی سی جذباتی ہو۔ لیکن اس میں بھی تمہارا قصور نہیں ہے اس لئے کہ جو

...ن جذباتی نہ ہو وہ خاتون کہلانے کا حق ہی نہیں رکھتی"۔ عمران
نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"یہ فضول تمہید مت باندھو۔ جو بات ہے کھل کر کرو میں کیا
ہوں اور کیا نہیں، ہوں یہ میں تم سے بہتر سمجھتی ہوں"........ جولیا نے
اس بار خشک لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسرت یکلخت
نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔
"میں تمہیں دعوت دینے آیا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"کس بات کی دعوت"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔
"زندگی کے ایک رنگین موقع میں شرکت کی دعوت"۔ عمران نے
جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ تم کھل کر بات کیوں نہیں
کرتے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک قصبہ ہے رضا آباد۔ وہاں ایک نواب
صاحب رہتے ہیں جو سر سلطان کے انتہائی گہرے دوست ہیں۔ ان کا
نام ہے نواب رضا۔ ان کی اکلوتی بیٹی ہے گلشن جہاں۔ میں پہلے پرنس
آف ڈھمپ کے روپ میں وہاں بر دکھاوے کے لئے گیا تھا۔ دونوں
بڑے متاثر ہوئے۔ لیکن اس نواب رضا نے تحقیقات کر ڈالی اور جب
انہیں معلوم ہوا کہ ڈھمپ فراڈ ہے تو وہ دونوں بگڑ گئے۔ میں دوبارہ
عام روپ میں گیا تو نواب صاحب نے تو ملنے سے ہی انکار کر دیا۔ جب

کہ اس گلشن جہاں نے مجھے کھری کھری سنائیں اور حویلی سے نکل
جانے کا حکم دے دیا۔ اس کے مینجر اعظم نے تو دھکے مار کر نکال دینے کی
بات بھی کر دی۔ میرے ساتھ فور سٹارز بھی تھے۔ چنانچہ بڑے بے آبرو
ہو کر ان کی حویلی سے نکالے گئے اس پر مجھے غصہ آگیا۔ میں نے سر
سلطان سے بات کی اور ان سے ضد کی کہ اب چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو
جائے میں اس گلشن جہاں سے شادی کر کے ہی رہوں گا۔ اگر اس نے
میری بے عزتی کی ہے تو میں اس کا شوہر بن کر اسے دکھاؤں گا۔ چنانچہ
سر سلطان نے نواب رضا سے بات کی۔ نواب رضا نے فیصلہ گلشن
جہاں پر چھوڑ دیا۔ سر سلطان نے گلشن جہاں سے بات کی تو اس نے
پرنس آف ڈھمپ والے فراڈ پر غصے کا اظہار کیا۔ اس پر سر سلطان نے
کہہ دیا کہ عمران تم سے بھری محفل میں معافی مانگے گا۔ اس پر وہ تیار ہو
گئی۔ اب سر سلطان نے مجھ سے کہا ہے کہ میں محفل کا بندوبست کروں
اور اپنے دوستوں کو وہاں لے جاؤں اور سب کے سامنے گلشن جہاں
سے معافی مانگوں۔ اس کے بعد اس محفل میں ہمارے رشتے کا اعلان
بھی کر دیا جائے گا۔ اب تم خود جانتی ہو کہ میرے تو تم لوگوں کے
علاوہ اور کوئی دوست ہی نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے سب کو فون کر
کے رانا ہاؤس پہنچنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ سر سلطان بھی وہاں آجائیں
گے اور پھر ہم سب اکٹھے وہاں سے چل دیں گے۔ ایک اور دوست
ارباب بھی ساتھ جا رہا ہے۔ اس کی بیوی لیلیٰ بھی ساتھ ہو گی۔ باقی کو
تو میں نے فون کر دیا ہے۔ لیکن تمہیں لینے میں خود آیا ہوں"۔ عمران

عنے بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور بغیر کچھ کہے تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف دوڑ گئی۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو رہی تھیں۔

"کوئی خوبصورت سا جوڑا پہن کر باہر آنا جولیا آخر تم دولہا کی طرف سے جا رہی ہو"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے جولیا نے ایک دھماکے سے ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر دیا۔

"موہے پیا کی جائے گی بارات۔ آہا۔ موہے پیا کی جائے گی بارات"...... عمران نے میز پر انگلیوں سے طبلہ بجاتے ہوئے اونچی آواز میں اور لہک لہک کر گانا شروع کر دیا۔ لیکن کافی دیر تک دروازہ نہ کھلا اور نہ جولیا باہر آئی۔

"ارے محترمہ جلدی آ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سارے باراتی اور لڑکی والے انتظار کرتے کرتے ہی سوکھ جائیں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جولیا باہر آ گئی۔ اس نے لباس بدل لیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں نہ صرف سرخ ہو رہی تھیں بلکہ سوجی ہوئی نظر آ رہی تھیں چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔

"ارے یہ کیا پھیکا پھیکا سا جوڑا پہن لیا ہے۔ کوئی خوبصورت سا لباس پہنو۔ تم نے بارات میں جانا ہے کسی جنازے میں تو شرکت نہیں کرنی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو جو میرا جی چاہے گا وہی پہنوں گی۔ چلو کہاں چلنا ہے"...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"دیکھو جولیا میں تمہارے جذبات کو سمجھتا ہوں۔ لیکن تم خود سمجھو انا بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس گلشن جہاں نے میری بے عزتی کی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس سے بے عزتی کا بدلہ نہ لوں اور کسی خاتون سے بدلہ صرف اسی طرح لیا جا سکتا ہے کہ اس کا شوہر بن جایا جائے"...... عمران نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا کیونکہ جولیا کی آنکھوں کی سرخی اور سوجن بتا رہی تھی کہ وہ ڈریسنگ روم میں مسلسل روتی رہی ہے۔

"میرے کوئی جذبات نہیں ہیں سمجھے اور آئندہ میرے سامنے جذبات کا لفظ بولے تو گولی مار دوں گی۔ باقی تم جو جی چاہے کرتے پھرو۔ میں کون ہوتی ہوں تمہیں روکنے والی اور یہ بھی سن لو کہ میں تمہارے ساتھ اس لئے جا رہی ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ مجھے تمہاری قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی بے حد سمجھدار خاتون ہو۔ ورنہ میں تو ڈر رہا تھا کہ تم جذبات میں آ کر نجانے کتنا اودھم مچاؤ گی"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں اودھم مچاؤں گی۔ میرا تم سے تعلق ہی کیا ہے"۔ جولیا کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا ہونٹ بھینچے اس کے پیچھے چلتی ہوئی فلیٹ سے باہر آئی۔ اس نے فلیٹ کو لاک کیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے سڑک

پر آئی جہاں عمران کی نئے ماڈل کی اور انتہائی قیمتی کار موجود تھی۔ عمران نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"نہیں میں عقبی سیٹ پر بیٹھوں گی"...... جولیا نے کہا اور عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"تم ناراض تو نہیں ہو جولیا۔ دیکھو...." عمران نے بات شروع کی۔

"شٹ اپ خاموش بیٹھو۔ میرے پاس تمہاری فضول باتیں سننے کا وقت نہیں ہے"...... جولیا نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اس طرح کندھے سکیڑے جیسے جولیا کی دھاڑ سے سہم گیا ہو۔

"تمہارے پرس میں ہر وقت تو ریوالور نہیں رہتا۔ پھر اب کیوں ہے"...... اچانک عمران نے کہا۔ اس نے جولیا کے پرس کے مخصوص ابھار سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس میں بھاری ریوالور موجود ہے۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ جولیا نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں واقعی سارے ممبرز موجود تھے۔ لیکن جولیا یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ سب ہی میک اپ میں تھے۔

"یہ۔ یہ تم سب میک اپ میں کیوں ہو"...؟... جولیا نے چونک کر

پوچھا۔

"عمران صاحب نے اپنے دو اجنبی میاں بیوی دوستوں کو بلایا ہوا ہے اور پھر سر سلطان بھی آنے والے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہمیں اصل شکلوں میں نہیں ہونا چاہئے۔ میری تجویز کی سب نے تائید کی ہے۔ اس لئے ہم سب نے ہی میک اپ کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ واقعی تم نے درست سوچا ہے۔ پھر میں بھی میک اپ کر لوں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں آپ بھی میک اپ کر لیں تو بہتر ہے"...... صفدر نے جواب دیا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس طرف کو چل پڑی جہاں میک اپ روم تھا۔ عمران جولیا کو وہاں چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔

"جولیا روتی رہی ہے"...... کیپٹن شکیل نے ساتھ کھڑے ہوئے نعمانی سے کہا۔

"ظاہر ہے۔ عمران صاحب نے جب اسے بتایا ہو گا کہ وہ شادی کے لئے جا رہا ہے تو اس نے تو رونا ہی تھا۔ مجھے تو سرے سے توقع ہی نہ تھی کہ جولیا ساتھ بھی جائے گی"...... نعمانی نے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب نے کی تو زیادتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"زیادتی کیسی۔ سب کو علم تھا کہ عمران جولیا کو بے وقوف بنا رہا ہے۔ آخر ایک روز تو ایسا ہونا ہی تھا"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے

کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات تھے اور وہ واقعی خوب بن سنور کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس نے میک اپ کر لیا تھا۔ گو اس میک اپ میں بھی وہ سوئس ہی تھی لیکن چہرے کے خدوخال خاصے بدل گئے تھے۔ اسی لمحے جوزف ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر مشروبات موجود تھے۔ اس نے خاموشی سے مشروبات کی بوتلیں باری باری سب کے ہاتھوں میں دے دیں۔

"عمران بتا رہا تھا کہ پہلے جب وہ اس نواب رضا کے پاس گیا تھا تو اس کے ساتھ فور سٹارز کے ممبر بھی تھے۔ کون کون ساتھ گیا تھا"۔ جولیا نے صدیقی اور نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلی بار میں اور خاور ساتھ گئے تھے۔ دوسری بار ہمارے ساتھ صدیقی اور نعمانی بھی تھے"...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس گلشن جہاں کو دیکھا تھا"..... جولیا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں دونوں بار"...... چوہان نے جواب دیا۔

"کیسی ہے وہ"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"بس ویسی ہے جیسی نواب زادیاں ہوتی ہیں"...... چوہان نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس یہی تو اصل صفت ہے اس میں کہ وہ نواب زادی ہے۔ اسی لئے تو عمران صاحب اس پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ وہ خود بھی تو اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں نواب زادیوں کی کون سی کمی ہے اور بے شمار نواب زادیاں ہوں گی۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر عمران کو اس لڑکی میں ایسی کون سی چیز نظر آئی ہے کہ وہ اس حد تک چلا گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ عمران صرف اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مجھے چوہان نے بتایا ہے کہ دوسری بار اس لڑکی نے عمران کو وہ سنائی تھیں کہ جسے کوئی بھی شریف آدمی برداشت نہیں کر سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن بے عزتی کا بدلہ لینے کا یہی طریقہ ہے کہ اس سے بھری محفل میں معافی مانگی جائے اور پھر اس سے شادی کی جائے"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ عمران اس سے معافی مانگے گا۔ وہ اس قبیل کا آدمی ہی نہیں ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران نے اس لئے سب کو اکٹھا کیا ہے کہ گلشن جہاں اتنے آدمیوں کو دیکھ کر معافی کی بات چھوڑ دے اور شادی پر تیار ہو جائے"...... اچانک تنویر نے کہا۔

"بالکل۔ بالکل تنویر کی بات درست ہے"...... جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن مس جولیا کم از کم آپ کو تو اس محفل میں نہیں ہونا چاہئے تھا"...... تنویر نے کہا۔

"کیوں ۔ سوچ ۔ کیوں نہیں ہونا چاہئے تھا" .... جولیا تنویر پر برس پڑی۔

"مم ۔ مم ۔ میرا مطلب تھا کہ" .... تنویر جولیا کے اس سوال اور اس انداز پر بے اختیار ہو کھلا سا گیا تھا۔

"تمہارا جو بھی مطلب ہو ۔ یہ بات سن لو کہ میرا عمران سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ نہ جذباتی ۔ نہ قلبی ۔ نہ ذہنی ۔ میں تو صرف اس لئے ساتھ جا رہی ہوں تاکہ کوئی اس وجہ سے کسی غلط فہمی میں نہ پڑ جائے" .... جولیا نے خشک لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا ۔ اسی لمحے کار پورچ میں آکر رکی اور اجنبی افراد کی باتوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے ۔ چند لمحوں بعد عمران کے ساتھ ایک نوجوان اور ایک موٹی اور چھوٹے قد کی خاتون اندر داخل ہوئی۔

"یہ میرے نئے دوست ہیں ارباب اور یہ ان کی اکلوتی نصف بہتر اور میری چھوٹی بہن لیلیٰ ارباب اور یہ میرے دوست ہیں ۔ یہ ہیں مس جولیانا فٹزواٹر" .... عمران نے سب کا تعارف اصل ناموں سے ہی کرا دیا تھا اور پھر جولیا اور لیلیٰ نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جب کہ ارباب نے باری باری سب سے مصافحہ کیا۔

"ارباب صاحب کا شغل کیا ہے" .... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنی بیگم کے ناز نخرے اٹھانا اور جرائم کی دنیا میں معلومات کی

درآمد برآمد ۔ یہ بھی بتا دوں کہ ارباب کا یہی کاروبار پہلے ایکریمیا میں تھا اور وہاں یہ بے حد کامیاب تھے کہ اچانک لیلیٰ صاحبہ نے ان سے شادی کر کے انہیں اپنے کنٹرول میں کیا اور پھر انہیں نکیل ڈال کر واپس پاکیشیا لے آئیں ۔ پہلے یہ الپائن کلب میں رہ رہے تھے ۔ اب انہوں نے ذیشان کالونی میں ایک انتہائی خوبصورت اور دلکش کوٹھی خرید لی ہے اور ارباب صاحب یہ میرے سب دوست بے فکرے ہیں ۔ مس جولیا یہاں پاکیشیا سیاحت کے لئے آئی تھیں ۔ لیکن یہ ملک انہیں اس قدر پسند آیا کہ انہوں نے یہاں کی شہریت اختیار کر لی ۔ سوئٹزرلینڈ کی مختلف کمپنیوں میں ان کے حصے ہیں ۔ وہاں سے اتنی رقم انہیں یہاں بیٹھے بٹھائے موصول ہو جاتی ہے کہ محترمہ کا گزارہ ہو جاتا ہے ۔ باقی سب لوگ بھی بظاہر تو کوئی دھندہ نہیں کرتے لیکن رہتے ٹھاٹ سے ہیں ۔ بس کبھی غیر ممالک کا ٹور کر لیتے ہیں اور وہاں کے گیم کلب ان کی اصل شکار گاہیں ہیں" .... عمران نے مزید تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کیا کرتے ہیں" .... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مس جولیانا فٹزواٹر کی جھاڑیں کھاتا رہتا ہوں اور اپنے باورچی آغا سلیمان پاشا کی تنخواہوں کے بل کی ادائیگی کے لئے بھاگ دوڑ کرتا رہتا ہوں" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور اگر آپ سب لوگ ناراض نہ ہوں تو میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتی

ہوں کہ آپ سب کا تعلق بھی یقیناً سیکرٹ سروس سے ہی ہوگا"۔ لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ یہ اچھی "سیکرٹ" سروس ہے کہ تم نے ایک لمحے میں انہیں پہچان لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میرا دعویٰ درست نکلا ناں۔ مجھے تو واقعی ان سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے"...... لیلیٰ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اتنا تو معلوم ہوگا مسز لیلیٰ ارباب کہ سیکرٹ سروس ملک کا ایسا ادارہ ہوتا ہے کہ جس میں کسی غیر ملکی کو کوئی جگہ نہیں دی جا سکتی جب کہ مس جولیانا فٹز واٹر سوئس ہیں"...... اچانک صفدر نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ مگر۔ مگر"...... لیلیٰ واقعی بری طرح بوکھلا گئی تھی اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"لیکن مس جولیا اب تو پاکیشیائی شہری ہیں"...... ارباب نے اپنی بیوی کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے فور سٹارز کا نام تو سنا ہے اور تم اسے تلاش بھی کرتے رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ اور ارباب دونوں ہی چونک پڑے۔

"ہاں۔ ہاں۔ تو کیا۔ مگر وہ تو سنا ہے چار افراد کا گروپ ہے جب کہ"...... ارباب نے حیران ہو کر کہا۔

"چار چار کے دو گروپ بھی تو ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو

ارباب اور لیلیٰ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اچھا۔ لیکن۔ ان کے متعلق بھی یہی سننے میں آیا ہے کہ ان کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے"...... ارباب نے کہا۔

"اسی لئے لیلیٰ تمہیں ایکریمیا سے یہاں لے آئی ہے۔ اگر تمہارے مخبری کے دھندے کا یہی عالم ہے تو پھر واقعی تم ایکریمیا میں جوتیاں چٹخاتے ہی نظر آتے۔ یہ سب لوگ سٹار فورس کے ممبر ہیں۔ سیکرٹ سروس کے نہیں۔ سٹار فورس بھی سیکرٹ سروس کی طرح انتہائی بااختیار ہوتی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ سیکرٹ سروس بیرون ملک کام کرتی ہے جب کہ سٹار فورس اندرون ملک سٹار فورس تو جنرل نام ہے جب کہ اس میں کئی گروپ ہیں۔ جو کہلاتے فور سٹارز ہی ہیں لیکن ان کا دائرہ کار الگ الگ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن ایک بات بتا دوں ارباب کہ اگر تم نے ان معلومات کو بھی کاروبار میں استعمال کیا تو پھر لیلیٰ بیچاری کو قوالیاں اور عرس ہی کرانے پڑیں گے باقی عمر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب آپ نے جس طرح ہم دونوں پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے سامنے کاروبار کوئی حیثیت نہیں رکھتا"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے...... تم لوگ گپیں ہانکو میں ذرا سر سلطان کو فون کر لوں تاکہ وہ آئے تو بارات کی روانگی کا انتظام کیا جا سکے"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ارباب صاحب آپ نے یہ مخبری کا دھندہ کب سے شروع کیا ہوا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"بڑے طویل عرصے سے ۔ کیوں"...... ارباب نے چونک کر پوچھا۔

"معاف کیجئے گا کیا یہ دھندہ خود جرائم کے زمرے میں نہیں آتا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں ہم اس قسم کی مخبری نہیں کرتے جس سے ملک و قوم کو نقصان پہنچے باقی ہم خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ بدمعاشوں اور غنڈوں سے خواہ مخواہ لڑتے پھریں ۔ یہ کام حکومت اور اس کی ایجنسیوں کا ہے کہ وہ ان کا خاتمہ کریں"...... ارباب نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سماج دشمن عناصر میں ہر وہ عنصر آجاتا ہے جو ایسے عناصر کی کسی بھی سطح پر امداد کرے"...... اچانک تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر ارباب اور ان کی مسز مہمان ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ایم سوری"...... تنویر نے شاید جولیا کی وجہ سے فوراً ہی معذرت کر لی تھی۔

"کوئی بات نہیں جناب ہم ایسی باتوں کے عادی ہیں ۔ بہرحال آپ حضرات سے مل کر ہمیں بے حد مسرت ہو رہی ہے ۔ خاص طور پر آپ کی اس وسعت قلبی نے مجھے ذاتی طور پر بے حد متاثر کیا ہے"۔

ارباب نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تنویر کی تعریف بھی کر دی تھی ۔ ادھر جولیا اور لیلیٰ دونوں ان سے علیحدہ جا کر بیٹھ گئی تھیں اور ان کے درمیان خوب باتیں ہو رہی تھیں ۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی آمد ہو گئی ۔ عمران نے سر سلطان کا تعارف بطور سیکرٹری وزارت خارجہ اور اپنے انکل کے کرایا اور لیلیٰ سمیت سب کا تعارف صرف اپنے دوست کہہ کر کرا دیا۔

"تم نے تو باقاعدہ بارات کا انتظام کر لیا ہے عمران"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ موقعے روز روز تو نہیں آتے سر سلطان ۔ آپ بھی تو بارات لے کر ہی گئے ہوں گے ۔ یا اکیلے ہی جا پہنچے تھے"...... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے ۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے آج ہی شادی کر کے محترمہ کو بھی ساتھ لے کر آؤ گے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں محترمہ کچے دھاگے سے نہیں بلکہ پکے دھاگے سے بندھ کر آئیں گی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سب سے چلنے کا کہہ دیا ۔ جولیا خاموش کھڑی ہونٹ چبا رہی تھی ۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا ۔ اس کے چہرے کے تاثرات ہی بتا رہے تھے کہ عمران اور سر سلطان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے اس کے دل پر زخم سے پڑتے چلے جا رہے ہیں ۔

"کیا بات ہے جولیا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے"...... اس کے

...کیوں ہو" لیلیٰ نے حیران ہو کر جولیا سے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔ آؤ"...... جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب چار کاروں پر سوار رانا ہاؤس سے نکلے اور رضا آباد کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سر سلطان نے البتہ روانگی سے پہلے رانا ہاؤس سے فون کر کے نواب صاحب سے بات کر لی تھی اور انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ عمران اپنے ساتھ چند دوستوں کو بھی لے کر آ رہا ہے تاکہ گلشن سے بھری محفل میں معافی مانگ سکے۔ سب سے آگے پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر سر سلطان اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ جوانا کے پاس تھی۔ سائیڈ سیٹ پر ارباب بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر جولیا اور لیلیٰ بیٹھی ہوئی تھیں۔ تیسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا۔ سائیڈ سیٹ پر چوہان اور عقبی سیٹ پر نعمانی اور خاور موجود تھے اور آخری جو تھی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ اس طرح واقعی ان کاروں نے بارات کا ہی سماں سا پیدا کر دیا تھا۔

"تم نے سارے لوگوں کو کیوں اکٹھا کر لیا ہے۔ کیا ضرورت تھی ان کی"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوائے دو کے باقی سب سٹار فورس کے رکن ہیں اور سٹار کا کام ہے چمکنا۔ جب کہ برج محل میں روشنی بڑی کم سی ہوتی ہے۔ پرانے

...نے کے لیمپ جلائے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آٹھ سٹار ...ں پہنچ جائیں گے تو روشنی ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ...ئے کہا۔

"ہاں مجھے یاد آیا میں نے تم سے بات بھی کرنی تھی۔ سٹار فورس کا ...رکاری طور پر نوٹیفکیشن تو جاری ہو گیا ہے۔ بلکہ تمہارے کہنے پر صدر ...ملکت نے سٹار فورس کے ہر ممبر کو ریڈ اتھارٹی کارڈ بھی جاری کر دیا ...ہے۔ لیکن یہ لوگ کریں گے کیا۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں سیکرٹ ...روس کی کارکردگی پر اثر نہ پڑ جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ صدیقی اور دوسرے ساتھیوں نے جو ...کثر باہر نہیں جایا کرتے۔ ملک وقوم کی خدمت کی خاطر یہ پلان بنایا ...کہ وہ ایک پرائیویٹ گروپ کے طور پر ملک کے اندر سماج دشمن ...عناصر کے خلاف کام کریں۔ وہ کام کرتے رہے مجھے اس کا علم نہ ہو سکا ...پھر اچانک مجھے اس کا علم ہوا۔ میرے پاس بھی ان دنوں کوئی کام نہ ...تھا اس لئے میں بھی شغل کے طور پر ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ لیکن ...آپ یقین کریں کہ جب میں نے ان کے ساتھ شامل ہو کر کام شروع ...کیا تو میری آنکھیں محاورتاً نہیں حقیقتاً پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ہم لوگ ...ملک کی سلامتی اور اس کے تحفظ کی خاطر بیرون ملک کام کرتے رہتے ...ہیں لیکن یہاں اندرون ملک تو سماج دشمن عناصر نے پورے ملک کو ...تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ انٹیلی جنس صرف سیاسی اور عام ...سطحی کام کرتی ہے۔ جب کہ پولیس عام جرائم کے خلاف کام کرتی

رہتی ہے۔ باقی جو ایجنسیاں ہیں ان میں رشوت کی اس قدر وبا پھیل چکی ہے کہ پورے ملک میں جرائم پیشہ لوگ دندناتے پھر رہے ہیں۔ منشیات کا سرطان پورے ملک کی رگوں میں پھیل چکا ہے۔ اس کے علاوہ اور بے شمار جرائم ہیں۔ لوگوں کی جان و مال اور عزت یکسر محفوظ نہیں رہی۔ حشرات الارض کی طرح ہر جگہ جرائم پیشہ افراد پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں ملکی سطح پر بھی اسی طرح جدوجہد کرنی چاہئے جس طرح ہم بیرون ملک کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے قانونی تحفظ کا ہونا ضروری تھا کیونکہ اس جرائم کے چکر میں اب بڑے بڑے نامی گرامی افراد بھی شامل ہو چکے ہیں اور کوئی آدمی بھی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتا اور پرائیویٹ گروپ یہ کام کر نہیں سکتا۔ سیکرٹ سروس بدستور کام کرتی رہے گی۔ جو لوگ یہاں رہیں گے وہ سٹار فورس کے طور پر کام کریں گے۔ ایک لحاظ سے یہ سیکنڈ کیٹیگری کا کام ہو گا"...... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ دراصل ہم لوگ جس سطح پر ہیں وہاں تک اول تو کوئی شکایت ہی نہیں پہنچتی اور اگر پہنچ بھی جائے تو ہم بھی براہ راست کچھ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ہم متعلقہ محکمہ کے افسر کو اسے بھجوا کر دیتے ہیں۔ یہ تم نے اچھا کیا ہے۔ صدر مملکت سے جب میں نے اس آئیڈیے پر بات کی تو انہوں نے بھی اسے بے حد سراہا تھا"...... سر سلطان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اخبارات میں منشیات کے ملکی نیٹ ورک کے پکڑے

جانے کی تفصیلات تو پڑھی ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نیٹ ورک کی تفصیلات پڑھ کر میں بے حد پریشان ہوا تھا کہ اس قدر وسیع منظم نیٹ ورک یہاں کام کر رہا تھا"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"آپ نے یہ بھی پڑھا ہو گا کہ اس نیٹ ورک کا سرغنہ بیرون ملک فرار ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اوہ۔ کہیں یہ تمہاری کارروائی تو نہیں۔ اوہ واقعی ایسا ہی ہو گا۔ تم نے فیاض کو آگے کر دیا ہو گا"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا نہیں۔ فور سٹارز کا کام ہے۔ لیکن چونکہ فور سٹارز سامنے نہیں آ سکتے اس لئے چاندی فیاض کی ہو گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ اس نیٹ ورک کا سرغنہ نواب بہادر کہلاتا ہے اور یہ ہیڈ کوارٹر بھی رضا آباد کے قریب قلعے کے نیچے سے پکڑا گیا ہے۔ جب کہ نواب رضا کے بڑے بھائی کا نام بھی نواب بہادر ہی تھا لیکن وہ تو وفات پا گیا ہے اور اس کی بیوہ بھی واپس ایکریمیا چلی گئی تھی۔ پھر یہ نواب بہادر کون ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہ نواب بہادر کوئی مرد نہیں ہے۔ ایک عورت ہے۔ لیکن وہ مردانہ آواز میں بولتی ہے اور مردانہ نام ہی استعمال کرتی ہے اس کا نام

مادام زگابی ہے اور نواب بہادر کی افریقی بیوی کا نام بھی مادام زگابی ہی تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ تمہارا مطلب ہے کہ نواب بہادر کی بیوی نے واپس آکر یہ نیٹ ورک قائم کیا تھا"...... سر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں ۔میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں ۔مادام زگابی افریقہ میں وفات پا چکی ہے ۔اسے یرقان ہو گیا تھا اور وہ ایک بہت بڑے ہسپتال میں دو ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد مری ہے ۔یہ کوئی اور خاتون ہے ۔جس نے اپنا نام بھی مادام زگابی رکھ لیا ہے اور نواب بہادر کے نام سے یہ ہولناک اور مکروہ بزنس کرتی رہی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اسے پکڑا جانا چاہئے ۔اگر وہ نہ پکڑی گئی تو وہ دوسرا نیٹ ورک بنا لے گی"...... سر سلطان نے کہا۔

"فیاض بیرون ملک کوشش کر رہا ہے اور میں اور فور سٹارز اندرون ملک کوشش کر رہے ہیں ۔کب تک چھپے گی ۔جرم آخر جرم ہی ہوتا ہے ۔وہ تو ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ بیرون ملک نہیں گئی اندرون ملک ہی کسی جگہ چھپی ہوئی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"پہلے میرا خیال تھا لیکن اب یقین ہے ۔لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنا بے حد مشکل ہو رہا ہے ۔بہرحال

کوشش ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"یہ دو اجنبی چہرے نظر آئے ہیں مجھے ۔کیا نام بتایا تھا ارباب اور اس کی بیوی یہ کون ہیں ۔باقیوں کے متعلق تو تم نے خود بتایا تھا کہ یہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں ۔اور میک اپ میں ہیں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک سر سلطان نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"میں نے سوچا ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس کل کو سازش کرے اور اس بات سے مکر جائے کہ گلشن جہاں نے واقعی ہاں کر دی ہے ۔اس لئے کم از کم دو ایسے گواہ تو ہوں جو غیر جانبدار ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مطلب ہے تم بتانا نہیں چاہتے ۔ٹھیک ہے ہو گی تمہاری کوئی مصلحت"...... سر سلطان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب ۔آپ سے اگر میں نے کچھ چھپانا ہوتا تو آپ کو ساتھ ہی کیوں لے جاتا ۔ویسے یہ واقعی گواہ ہی ہیں"۔ عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سرہلا دیا لیکن کوئی جواب نہ دیا

برج محل میں سر سلطان عمران اور اس کے ساتھیوں کا بڑے شاندار انداز میں استقبال کیا گیا ۔استقبال کرنے والوں میں نواب رضا اور گلشن جہاں خود پورچ میں موجود تھے ۔ان کے ساتھ ساتھ برج محل کا دوسرا عملہ بھی تھا ۔گلشن جہاں نے سادہ سا لباس پہن رکھا تھا

اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ انہیں ایک بڑے ہال میں لا کر بٹھایا گیا۔

"سر سلطان آپ پلیز پہلے میری بات سن لیں"...... نواب رضا نے سر سلطان سے کہا اور پھر وہ دوسرے مہمانوں سے معذرت کر کے سر سلطان کو لے کر علیحدہ کمرے میں چلے گئے۔ سب کی نظریں گلشن جہاں پر جمی ہوئی تھیں۔ جب کہ جولیا تو اسے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اسے کچا ہی چبا جائے گی۔ لیکن گلشن جہاں ان کی نظروں کا کوئی نوٹس نہ لے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد سر سلطان واپس آ گئے۔ ان کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"عمران میرے ساتھ آؤ"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران کو لے کر اسی کمرے میں چلے گئے جب کہ نواب رضا اب واپس آ کر گلشن جہاں کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ اور ملازموں نے مہمانوں کو مشروبات سرو کرنے شروع کر دیئے تھے۔

"نواب رضا نے بتایا ہے کہ گلشن جہاں نے شادی کے لئے ہاں کر دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اب تمہاری طرف سے معافی وغیرہ مانگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اس موقع کو باقاعدہ منگنی کا فنکشن بنا دیا جائے اور تم گلشن جہاں کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دو میں نے انہیں بتایا ہے کہ ہم انگوٹھی تو ساتھ نہیں لے آئے تو انہوں نے کہا ہے کہ انگوٹھی بازار سے منگوائی جا سکتی ہے۔ لیکن اب مسئلہ ہے بغیر تمہارے ڈیڈی اور تمہاری اماں بی کے مشورے سے اتنا بڑا

فنکشن میں اکیلے کیسے کر دوں"...... سر سلطان نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال صرف بات چیت ہو جائے تو کافی ہے۔ انگوٹھی کے لئے پھر کوئی بڑا فنکشن کر لیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی نواب رضا کو یہی جواب دیا ہے۔ میں صرف تمہارا مشورہ چاہتا تھا"...... سر سلطان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر واپس ہال میں پہنچ گئے۔ سر سلطان تو نواب رضا کے ساتھ بیٹھ گئے جب کہ عمران صفدر کے ساتھ موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ملازموں نے اسے بھی مشروب لا کر دے دیا۔

"میرا خیال ہے میں تعارف کرا دوں"...... اچانک عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تعارف ہو گیا ہے۔ سر سلطان نے بتا دیا ہے کہ یہ آپ کے دوست ہیں اور ہمارے لئے اتنا ہی تعارف کافی ہے"...... نواب رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے دوستوں کی بات نہیں کر رہا تھا۔ آپ کا اور آپ کی صاحبزادی کے تعارف کی بات کر رہا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب میرا اور گلشن کا تعارف۔ کس قسم کا تعارف۔ اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے موجودہ فنکشن کے بارے میں

تفصیلات کا ہے تو بہتر ہے کہ سر سلطان اس بارے میں بتا دیں"۔ نواب رضا نے کہا تو سر سلطان اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ایک منٹ سر سلطان۔ آپ تشریف رکھیں"...... اچانک عمران نے کہا تو سر سلطان نواب رضا اور گلشن جہاں کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونک کر عمران کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب"...... سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے مس گلشن جہاں کو اس بات کی وضاحت کرنی پڑے گی کہ ان کا کوئی تعلق منشیات کے اس مکروہ دھندے سے نہیں ہے جس نے ملک کے لاکھوں کروڑوں گھرانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا تو جیسے ہال میں کوئی بم گر پڑا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں یہ سب کہنے کی جرأت کیسے ہوئی"...... نواب رضا نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ جب کہ گلشن جہاں کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خفت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"آپ خاموش بیٹھے رہیں نواب رضا۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا اس سارے نیٹ ورک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو آپ کے بڑے بھائی نواب بہادر کے نام پر یہاں چلایا جاتا رہا ہے۔ ورنہ اب تک آپ جیل بھی پہنچ چکے ہوتے۔ میں گلشن جہاں سے پوچھ رہا ہوں"...... عمران نے اس سے بھی زیادہ گرجدار لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا کیا تعلق۔ میں تو۔ میں نے تو کبھی منشیات کے

بارے میں سوچا تک نہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... گلشن جہاں نے انتہائی معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کیا تم ہمیں یہاں اس طرح ذلیل کرنے کے لئے لے آئے ہو۔ گلشن جہاں ایک معصوم، شریف اور سیدھی سادھی لڑکی ہے اور تم اس پر اتنا بڑا الزام لگا رہے ہو"...... اچانک سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا کیا ثبوت ہے آپ کے پاس عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ کسی شریف اور معزز لڑکی پر اتنا بھیانک الزام نہیں لگا سکتے"۔ اچانک ارباب نے اٹھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ثبوت ابھی سامنے آ جائے گا۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہاری بیوی کو ساتھ لے آیا ہوں تاکہ تمہارے سامنے پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ ہو جائے"...... عمران نے مڑ کر ارباب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ثبوت ہے"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم گرین کارڈ کے چیف ہو۔ تمہارا کام مخبری ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب تم سے پہلی بار نواب بہادر نے رابطہ قائم کیا تھا۔ تو تم نے اس بارے میں تفصیلی انکوائری کرائی تھی۔ میرا مطلب ہے نواب بہادر کے بارے میں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے کرائی تھی انکوائری لیکن میری یہ انکوائری ناکام رہی تھی۔ میں نواب بہادر کی شخصیت تک نہ پہنچ سکا تھا"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ نواب بہادر کی شخصیت فرضی ہے۔اصل میں یہ کوئی عورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اتنا تو معلوم ہو گیا تھا۔مادام زگابی کا نام سامنے آیا تھا لیکن مادام زگابی تو ایکریمیا میں فوت ہو چکی ہے۔میں اس کے جنازے میں خود شامل تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔لیکن تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہو گیا ہے"...... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا منشیات کے سلسلے میں سب سے بڑا مخبر بوڑھا مارٹن تھا۔جو اب فوت ہو چکا ہے۔وہی تھا ناں تمہارا مخبر"...... عمران نے کہا۔

"ہاں میں نے اس کے ذمے یہ انکوائری لگائی تھی"...... ارباب نے مزید حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مارٹن سے پوچھا تھا کہ اس نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی"...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ضرورت تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزف کی طرف مڑا اور اس نے سر سے اشارہ کیا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر اس کرسی کے عقب میں پہنچا جس پر گلشن جہاں بیٹھی ہوئی تھی۔پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا جوزف اس طرح گلشن جہاں پر جھپٹ پڑا۔جیسے کوئی عقاب چڑیا پر جھپٹتا ہے اور دوسرے لمحے کمرہ گلشن جہاں کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

وزف نے اسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھا کر نیچے قالین پر پٹخ دیا تھا ور گلشن جہاں نیچے گرنے کے بعد حرکت ہی نہ کر سکی وہ بے ہوش ہو ی تھی۔

"یہ۔یہ کیا ہے۔یہ یہ۔سر سلطان۔یہ کیا ہے۔یہ میری بیٹی۔"...... نواب رضا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے رک رک کر کہا ر دوسرے لمحے وہ بے اختیار ہو کر نیچے قالین پر گرے اور پھر ان کے تھ پیر ساکت ہو گئے وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

"عمران۔تم نے یہ کیا کر دیا ہے"...... سر سلطان نے بھی کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہیں سر سلطان۔یہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے یا جو کچھ بھی ہو ۔قانون کے مطابق ہو گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور سر لطان ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔

"جوانا جاؤ اور اصل گلشن جہاں کو لے آؤ"...... عمران نے جوانا ے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی رف بڑھ گیا۔

"اصل گلشن جہاں"...... ارباب۔لیلیٰ۔جولیا اور سب لوگوں نے بے اختیار یک زبان ہو کر کہا۔ان سب کے چہروں پر شدید حیرت یاں تھی۔سر سلطان بھی حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھ ہے تھے۔

"صفدر نواب رضا کو ہوش میں لے آؤ تاکہ انہیں ان کی معصوم

بیٹی سے ملوا دیا جائے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر تیزی
سے اٹھ کر فرش پر گرے ہوئے نواب رضا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
جھک کر نواب رضا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند
لمحوں بعد جب ان کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو وہ
ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد نواب رضا نے کراہتے
ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھے۔

"مم۔ مم۔ میری بیٹی"۔۔۔۔۔۔ نواب رضا اٹھتے ہی بے تابانہ انداز
میں قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی گلشن جہاں کی طرف لپکے۔

"یہ گلشن جہاں نہیں ہے نواب رضا۔ یہ نقلی گلشن جہاں ہے۔
آپ کی بیٹی اصل گلشن جہاں ابھی آ جائے گی۔ آپ اطمینان سے
بیٹھیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں کی طرف
بڑھتے ہوئے نواب رضا ایک جھٹکے سے رکے اور ان کی آنکھیں پھیلتی
چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا مطلب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی تو میری بیٹی ہے"۔
نواب رضا نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نواب رضا اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اگر عمران اسے نقلی کہہ رہا ہے
تو یہ نقلی ہی ہو گی۔ اس کا آدمی اصل گلشن جہاں کو لینے گیا ہوا ہے۔ وہ
ابھی آ جائے گی"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے نواب رضا سے مخاطب ہو کر کہا
اور نواب رضا حیرت سے بت بنے پہلے چند لمحوں تک تو قالین پر بے
ہوش پڑی گلشن جہاں کو دیکھتے رہے پھر وہ آہستہ آہستہ مڑے اور اپنی

کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جوزف گلشن جہاں کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دو اور اسے کرسی
پر بٹھا کر ہوش میں لے آؤ۔ بہرحال یہ لڑکی ہے اور اس کا اس طرح
یہاں پڑے رہنا مناسب نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

"ٹھہرو یہ کام میں کروں گی"۔۔۔۔۔۔ یکلخت جولیا نے کرسی سے اٹھ کر
آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف کے ہاتھ سے ہتھکڑی لے کر
پہلے گلشن جہاں کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے اس کے ہاتھوں
میں ہتھکڑی ڈال دی اور پھر اسے اٹھا کر اس نے کرسی پر ڈالا اور ایک
ہاتھ اس کے سر اور دوسرا کندھے پر رکھ کر اس نے اس کے سر کو
مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر دونوں ہاتھ اس کے ناک اور منہ پر
رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی گلشن جہاں کے جسم میں حرکت کے
تاثرات نمودار ہونے لگے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی تھوڑی دیر بعد گلشن
جہاں نے چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں اور اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے
کی کوشش کی۔ لیکن دونوں بازو عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے
وہ واپس کرسی پر گر گئی۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ گلشن جہاں نے
یکلخت نواب رضا کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"خاموش بیٹھی رہو۔ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری گردن بھی توڑی
جا سکتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
مزید کوئی بات ہوتی اچانک ہال کا دروازہ کھلا اور جوانا اندر داخل ہوا

اس کے کاندھے پر ایک عورت تھی جو بے ہوش تھی۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ اور ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے کاندھے پر لدی ہوئی لڑکی کو ایک خالی کرسی پر بٹھایا اور پھر اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ وہ واقعی گلشن جہاں ہی لگ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد جب گلشن جہاں کو ہوش آیا تو وہ بے اختیار چیختی ہوئی اٹھی اور جا کر نواب رضا سے لپٹ گئی۔

"ڈیڈی ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے روتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم میری بچی۔ یہ سب کیا ہے۔ تم گلشن ہو تو یہ کون ہے"...... نواب رضا کے منہ سے حیرت کے مارے لفظ تک نہ نکل پا رہا تھا۔

"یہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کون ہے"...... گلشن جہاں نے تیزی سے مڑ کر پہلے سے کرسی پر بیٹھی ہوئی گلشن جہاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو۔ تم نقلی گلشن جہاں ہو۔ ڈیڈی پلیز یہ سازش ہے۔ یہ لڑکی نجانے کون ہے جسے یہ گلشن بنا کر آپ کے سامنے لا رہے ہیں"...... کرسی پر بیٹھی ہوئی گلشن جہاں نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ڈیڈی یہ کوئی نقلی گلشن ہے۔ مجھے تو قلعہ کے اندر ایک کمرے میں قید کر دیا گیا تھا"...... بعد میں آنے والی گلشن جہاں نے کہا۔

"جوانا نقلی گلشن جہاں کی اصل شکل سامنے لے آؤ۔ تاکہ فیصلہ ہو سکے کہ کون اصل ہے اور کون نقل"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ جو نقلی گلشن جہاں ہے وہ خود ہی اعتراف کر لے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اصلی گلشن جہاں ہوں۔ تم جس طرح جی چاہے چیکنگ کر لو لیکن تمہاری سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی"...... پہلی گلشن جہاں نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ جب کہ بعد میں آنے والی خاموش بیٹھی ہونٹ چباتی رہی۔

"تمہاری مرضی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد جوانا واپس ہال میں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تولیہ تھا۔ وہ پہلے والی گلشن جہاں کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کا سر اور کاندھے قابو میں کرو جوزف"...... جوانا نے جوزف سے کہا اور جوزف نے ایک ہاتھ اس گلشن جہاں کے کاندھے پر اور دوسرا اس کے سر پر رکھ دیا۔

"تم جو چاہو کر لو لیکن تمہاری سازش کامیاب نہیں ہو سکتی"۔ پہلے والی گلشن جہاں نے چیختے ہوئے کہا۔ جوانا نے جیب سے محلول سے بھری ہوئی بوتل نکالی جس پر پرفیوم کی طرح کا سپرے بٹن لگا ہوا تھا اور پھر اس نے سپرے بٹن کی مدد سے بوتل میں موجود محلول کو پہلی والی گلشن جہاں کے چہرے پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ آدھی سے

زیادہ بوتل سپرے کرنے کے بعد اس نے بوتل کو جیب میں ڈالا اور تولیے سے اس کا چہرہ رگڑنا شروع کر دیا۔ گلشن جہاں کے حلق سے تکلیف کے مارے چیخیں نکلنے لگیں۔ لیکن جوانا اپنے کام میں مصروف رہا تھوڑی دیر بعد جب اس نے اس کے چہرے سے تولیہ ہٹایا تو ہال میں موجود ہر شخص بری طرح چیخ پڑا۔ کیونکہ اب وہاں ایک سیاہ فام لڑکی کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے خدوخال بھی بدل گئے تھے۔

"مادام زگابی"...... نواب رضا اور ارباب دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ باقی لوگ بھی حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کا چہرہ مکمل طور پر بدل گیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... اس عورت نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا اسے آئینہ دکھاؤ کیونکہ خواتین آئینہ دیکھ کر ہی اپنے حسن کی تصدیق کرتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا نے جیب سے ایک چھوٹا سا آئینہ نکال کر عورت کے چہرے کے سامنے کر دیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو گیا۔ یہ تو کسی صورت بھی نہ ہو سکتا تھا"۔ اس بار اس عورت کے حلق سے انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں بتاتا ہوں یہ کس طرح ہوا۔ تم نے اپنے طور پر وہ میک اپ کیا تھا جسے کسی صورت بھی صاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نہ ایکوئیا سے۔ نہ کسی گیس سے اور اس میک اپ میں یہ خاصیت موجود ہے کہ اس سے چہرے کے خدوخال بھی بدلے جا سکتے ہیں۔ لیکن تمہیں شاید

معلوم نہیں تھا کہ مجھے اس میک اپ کا علم تھا۔ یہ افریقہ کے ایک وچ ڈاکٹر راگلی کی ایجاد ہے اور اسے اسی لئے راگلی میک اپ کہا جاتا ہے۔ یہ افریقہ کی خاص جڑی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن مجھے اس کا توڑ معلوم ہے۔ کیونکہ اس وچ ڈاکٹر سے اسے دوسری جنگ عظیم میں کارمن کے ایک ماہر میک اپ مین نے حاصل کیا اور اسے کارمن کے جاسوسوں پر استعمال کیا۔ جو بے حد کامیاب رہا۔ جنگ کے بعد اس ماہر نے اس کے بارے میں ایک مضمون لکھا۔ اس طرح باقی دنیا کو بھی اس کے بارے میں علم ہو گیا۔ اس ماہر نے اس کا توڑ بھی نکالا تھا جو اس مضمون میں درج تھا اور اس میک اپ کی خاص نشانیاں بھی درج تھیں۔ چنانچہ میں نے جب تمہیں دیکھا تو میں پہچان گیا کہ تم نے یہ میک اپ کر رکھا ہے اور اب تم نے خود دیکھ لیا ہے کہ تمہارا میک اپ صاف ہو چکا ہے۔ حالانکہ تم سو فیصد پر اعتماد تھیں کہ تمہارا یہ میک اپ کسی صورت بھی صاف نہ ہو سکے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس لڑکی کے چہرے پر پہلی بار مایوسی اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا۔ یہ زگابی ہے۔ میری بھابھی"...... نواب رضا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ اس کی عمر تو دیکھ رہے ہیں۔ یہ آپ کی بیٹی کی عمر کی ہے۔ پھر یہ آپ کی بھابھی کیسے ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر اس کی شکل صورت تو بالکل زگابی جیسی ہے"۔ نواب رضا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ زگابی کی چھوٹی حقیقی بہن ہے۔ اس کا نام سافٹی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نواب رضا چونک پڑے۔

"سافٹی۔ اوہ۔ اوہ ہاں۔ ہاں۔ مادام زگابی سے ملنے شروع میں اس کی بہن آئی تھی مگر اس وقت وہ بہت چھوٹی تھی"...... نواب رضا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لڑکیوں کے بڑھتے دیر نہیں لگتی نواب رضا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نواب رضا نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات سے سو فیصد متفق ہو۔

"لیکن اس لڑکی نے کیوں گلشن جہاں کا میک اپ کیا۔ اس کا کیا جرم ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لڑکی سافٹی منشیات کے اس نیٹ ورک کی سربراہ ہے جسے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ٹریس کیا ہے۔ وہ اسے بیرون ملک تلاش کر رہا ہے جب کہ یہ یہاں گلشن جہاں کے روپ میں موجود رہی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ تو یہ ہے اس بھیانک اور وسیع نیٹ ورک کی سربراہ لیکن تمہیں اس کا کیسے علم ہوا"...... سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فور سٹارز نے جب منشیات کے اس سب سے بڑے ملکی نیٹ

ورک کے خلاف کام شروع کیا تو میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ پھر ایسے شواہد سامنے آئے جس سے نواب رضا اور گلشن جہاں دونوں مشکوک نظر آتے تھے۔ چنانچہ میں پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں یہاں آ کر ان سے ملا۔ تاکہ ان سے بات چیت ہو سکے۔ لیکن ان دونوں سے بات چیت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان کا کوئی تعلق اس دھندے سے نہیں ہے لیکن جب خصوصی نمبر ٹریس ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ فون رضا آباد میں ہی نصب ہے اور اس عمارت کا نام سٹیلائٹ ہاؤس بتایا گیا ہے تو میں ایک بار پھر یہاں آیا۔ لیکن نواب رضا صاحب نے تو ملنے سے انکار کر دیا جب کہ محترمہ گلشن جہاں نے مجھے کھری کھری سنا کر واپس بھیج دیا۔ لیکن یہاں دوبارہ آنے کا مجھے ایک فائدہ ہو گیا کہ ڈرائنگ روم میں قلعے کی ایک بڑی سی تصویر کا فریم موجود تھا۔ اس تصویر میں اس کے ساتھ بنے ہوئے ریستوران کی تصویر بھی موجود تھی اور اس پر ریستوران کا بورڈ بھی نصب تھا جس پر سٹیلائٹ ریستوران درج تھا۔ جب کہ اب اس کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح میرے ذہن میں خیال آیا کہ وہ خصوصی فون یقیناً اس ہوٹل میں ہی نصب ہو گا۔ چنانچہ میں اس کے منیجر اور مالک اخلاق حسین سے ملا اخلاق حسین سے میں پہلے بھی مل چکا تھا۔ لیکن اس وقت میرے ذہن میں یہ آئیڈیا موجود نہ تھا۔ لیکن دوسری بار اس آئیڈیئے کے تحت جب میں اخلاق حسین سے ملا تو اس سے چند باتیں کر کے مجھے احساس ہو گیا کہ اخلاق حسین جو بظاہر ایک عام اور سیدھا سادھا آدمی لگتا ہے اس

کا تعلق جرائم پیشہ افراد سے بہرحال ہے۔ چنانچہ اس پر جب سختی کی گئی اور اسے وعدہ معاف گواہ بنانے کا وعدہ کیا گیا تو وہ کھل گیا۔ اس طرح نواب بہادر کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہو گیا۔ مجھے یہ اطلاعات بہرحال مل چکی تھیں کہ نواب بہادر کے پردے میں کوئی سیاہ فام عورت ہے جو مردانہ آواز میں بات کرتی ہے اور اس کا نام مادام زگابی ہے۔ میں نے مادام زگابی کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ وہ ایکریمیا کے ایک ہسپتال میں فوت ہو چکی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ ارباب جیسے لوگوں کی نفسیات ہوتی ہے کہ یہ جس پارٹی کا کام پہلی بار ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اس کے بارے میں چھان بین ضرور کرتے ہیں اور نواب بہادر ارباب اور اس کی تنظیم کو میرے خلاف استعمال کرتا رہا تھا چنانچہ میں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنی شروع کیں۔ ارباب ایکریمیا سے آکر الپائن کلب میں ٹھہرا تھا الپائن کلب کے ایک پرانے ویٹر نے مجھے بتایا کہ ارباب شروع شروع میں ایک بوڑھے مخبر مارٹن سے بہت ملتا رہتا تھا۔ بوڑھا مارٹن فوت ہو چکا تھا۔ لیکن میں نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور بھر رقم خرچ کر کے اس کا پرانا سامان حاصل کیا جس میں ایک ڈائری بھی موجود تھی۔ اس ڈائری سے مجھے پتہ چلا کہ ارباب نے نواب بہادر کے بارے میں مارٹن سے معلومات حاصل کی تھیں اور مارٹن نے یہ معلومات قلعے کے انچارج جواد کو رقم دے کر حاصل کی تھیں چنانچہ میں نے اس جواد کو گھیرا اور پھر اس نے زبان کھول دی اس نے بتایا کہ مادام زگابی نے ایکریمیا میں اپنی بہن سافٹی سے مل کر

یہ پلان بنایا تھا کہ یہاں آکر وہ دونوں نواب بہادر کے نام سے منشیات کا دھندہ کریں گی۔ اس سلسلے میں انہوں نے تمام پلاننگ بھی کر لی تھی کہ اچانک مادام زگابی فوت ہو گئی۔ تو اس کی بہن سافٹی یہاں آ گئی اور اس نے جواد سے مل کر یہاں نیٹ ورک پر کام شروع کر دیا۔ اس کا نیٹ ورک انتہائی کامیاب جا رہا تھا کہ اچانک فور سٹارز میدان میں آگئے اور اس کے بعد وہ خصوصی نمبر بھی ٹریس کر لیا گیا جو نواب بہادر کے زمانے سے یہاں کام کر رہا تھا پھر پہلے تو سافٹی نے بیرون ملک جانے کا پلان بنا لیا۔ اسے بہرحال یہ معلوم تھا کہ میں اس سلسلے پر کام کر رہا ہوں اور یہ بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ میں بحیثیت پرنس آف ڈھمپ نواب رضا اور گلشن جہاں سے مل چکا ہوں اور میں نے رشتے کی بات کی تھی اور اس کے بعد جب میں دوبارہ یہاں آیا تو نواب صاحب نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا اور گلشن جہاں نے غصے میں آکر مجھے برج محل سے نکال دیا ہے تو اس نے اپنا پلان بدل دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا قد و قامت اور جسامت گلشن جہاں سے بہت ملتا ہے اور اس کے خیال کے مطابق میں چونکہ برج محل سے بے عزت ہو کر نکالا جا چکا ہوں اس لئے دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔ اور اس کے پاس راگلی میک اپ بھی تھا اور اس نے اس کی ٹریننگ بھی لے رکھی تھی۔ اس لئے اس نے اصل گلشن جہاں کو اغوا کر لیا اور اس کی جگہ خود گلشن جہاں بن کر یہاں پہنچ گئی تھی۔ جواد کو اس نے گلشن جہاں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن جواد نے گلشن جہاں کی نسبت ایک اور

فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے گلشن جہاں کو قلعے کے اندر ہی ایک خفیہ کمرے میں محبوس رکھا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ سافٹی نے گلشن جہاں کی جگہ لے لی ہے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے ویسے محل میں آکر سافٹی کو پکڑنے کی کوشش کی تو نواب صاحب کے محل کے مسلح محافظ مزاحمت کریں گے اور سافٹی کو فرار ہونے کا موقع مل جائے گا اور وہ اس میک اپ کی مدد سے کوئی اور روپ دھار لے گی۔ پھر اس کا پکڑا جانا ناممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس ڈرامے کا آئیڈیا بنا لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ سر سلطان کے نواب صاحب سے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ چنانچہ وہی ہوا سر سلطان نے نواب صاحب کو فون کیا اور پھر میں سب دوستوں کو ساتھ لے کر یہاں اس لئے آیا تا کہ سب کے سامنے سافٹی کی رونمائی اور گلشن جہاں کی واپسی ہو سکے اور اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ سافٹی بھی آپ کے سامنے ہے اور گلشن جہاں بھی۔ وہ جواد میرے آدمیوں کے قبضے میں ہے اور اس نے نہ صرف اعتراف جرم کر لیا ہے بلکہ ایسی دستاویزات اور فلمیں بھی اس نے مہیا کر دی ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سافٹی ہی مادام زگابی اور نواب بہادر بن کر منشیات کے اس بھیانک دھندے کو چلا رہی تھی اس لئے اب سافٹی اور جواد کو قانون کے حوالے کر دیا جائے گا اور فور سٹارز کا یہ مشن حتمی طور پر کامیاب ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ اوہ تم۔ تم۔ اس قدر ذہین نوجوان ہو۔ میں اپنی حماقت پر

شرمندہ ہوں کہ تم یہاں آئے اور میں نے تم سے ملنے سے انکار کر دیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں تمہیں سمجھ ہی نہ سکا تھا۔ تم واقعی پرنس ہو"۔ نواب رضا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" شکریہ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ آپ نے اس طرح بھری محفل میں اعتراف کیا ہے۔ لیکن مس گلشن جہاں کا میرے بارے میں کیا خیال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں کا چہرہ یکلخت شرم کے مارے سرخ پڑ گیا۔

" م۔ م۔ میں شرمندہ ہوں"۔ گلشن جہاں نے رک رک کر کہا۔

" تو پھر اب میں دوبارہ اسی ٹاپک پر بات کروں جس پر تم نے مجھے روک دیا تھا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نواب رضا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ بزرگ ہیں اور بزرگوں کے دل بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بیٹی گلشن جہاں کی خواہش کا احترام کریں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... نواب رضا نے حیران ہو کر کہا اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ باقی سب افراد بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ جب کہ گلشن جہاں بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

" مجھے معلوم ہے کہ مس گلشن جہاں شمالی علاقوں میں رہنے والے ایک قبیلے کے نوجوان سردار حیات خان سے شادی کی خواہش مند ہیں

سردار حیات خان یونیورسٹی میں ان کا کلاس فیلو رہا ہے ۔ پڑھا لکھا باکردار اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والا شریف نوجوان ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مس گلشن جہاں شمالی علاقوں کی سیر کے لئے بار بار جایا کرتی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نواب رضا کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے ۔ گلشن جہاں نے بے اختیار سر نیچے کر لیا جبکہ جولیا کے چہرے پر یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب مگر ۔ مگر گلشن جہاں نے تو کبھی اس کا ذکر نہیں کیا"...... نواب رضا نے حیران ہو کر کہا۔

"جوزف اس سافٹی کو جا کر ٹائیگر کے حوالے کر دو اور اسے کہہ دو کہ وہ اسے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سپرد کر دے اور ٹائیگر کے ساتھ سردار حیات خان موجود ہو گا ۔ اسے ساتھ لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے کرسی پر بیٹھی ہوئی سافٹی کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور پھر اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا دروازے سے باہر لے گیا۔

"وہ ۔ وہ یہاں ۔ یہاں"...... گلشن جہاں نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے سوچا کہ یہ صرف ڈرامہ ہی نہ رہے ۔ اس میں کچھ حقیقت کا رنگ بھی بھر دیا جائے ۔ آپ چونکہ شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے بار بار جایا کرتی تھیں اور منشیات کی پیداوار بھی انہی شمالی علاقوں سے ہی منسوب ہے ۔ اس لئے میں نے وہاں تحقیقات کرائی تھیں اور اس کے نتیجے میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ سردار حیات خان سے

ملتی تھیں اور پھر آپ دونوں اکٹھے ہی سیاحت کرتے رہتے تھے ۔ چنانچہ میں نے سردار حیات خان کو کال کر لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گلشن جہاں نے ایک بار پھر شرما کر منہ نیچے کر لیا ۔ اس کے چہرے پر بھی مسرت کی چمک ابھر آئی تھی ۔

"آپ ۔ آپ تو کمال کے آدمی ہیں عمران صاحب ۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ اس قدر باصلاحیت ہوں گے"...... ارباب نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہارے لئے تو میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کر سکتا کیونکہ تم نے پہلے ہی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لیلیٰ کو نکاح کے بندھن میں باندھ لیا ہے ۔ ہاں البتہ اگر کبھی تم نے لیلیٰ کو ناراض کیا تو پھر لیلیٰ کے حق میں صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ارباب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور لیلیٰ بھی ہنسنے لگی ۔

"پھر تو آپ سے ڈرنا پڑے گا ۔ آپ انتہائی خطرناک آدمی ہیں ۔ اب مجھے یقین ہے کہ آپ جب بھی چاہیں لیلیٰ کے حق میں صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور میں بے چارہ ایک بار پھر"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضرورت رشتہ کے اشتہار پڑھنے پر مجبور ہو جاؤں گا"...... عمران نے اس کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا اور ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ہوٹل شیرٹن کے سپیشل ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ارکان موجود تھے۔ وہ سب یہاں صدیقی کی طرف سے دی گئی خوبصورت دعوت میں اکٹھے ہوئے تھے۔ صدیقی نے یہ دعوت فور سٹارز کی طرف سے نواب بہادر والے کیس کی کامیاب تکمیل کے سلسلے میں دی تھی۔ عمران بھی ان کے درمیان موجود تھا اور وہ سب ڈنر کھانے کے بعد اب کافی پینے میں مصروف تھے۔

"عمران صاحب آپ نے اپنی شادی والا ڈرامہ خوب کیا تھا۔ ہم تو آخری لمحے تک یہی سمجھتے رہے تھے کہ اس بار آپ واقعی سنجیدہ ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو واقعی سنجیدہ تھا لیکن اب کیا کروں۔ عین آخری لمحات میں وہ سردار حیات صاحب ٹپک پڑے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سپیشل ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا جیسا تم نے بتایا تھا تو میں نے کیا فیصلہ کیا تھا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پرس میں ریوالور موجود تھا اور ظاہر ہے تم نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تم گلشن جہاں کا خاتمہ کر دو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گلشن جہاں کا نہیں بلکہ تمہارا۔ اس معصوم لڑکی کا کیا قصور تھا میں نے واقعی فیصلہ کر لیا تھا کہ میں وہیں سب کے سامنے تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گی"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک فیصلہ۔ لیکن۔ لیکن تنویر بھی تو ہمارے ساتھ تھا اور بڑا بن ٹھن کر گیا تھا۔ کیا میری جگہ اس کی قربانی قبول نہیں ہو سکتی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"میں نے ایک بار تو سوچا تھا کہ تمہاری اماں بی کو فون کر کے سب کچھ بتا دوں۔ مجھے معلوم تھا کہ تم ان سے چھپ کر یہ سب کچھ کر رہے ہو اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا تو وہ وہاں سب کے سامنے تمہاری کھوپڑی جوتیوں سے پلپلی کر دیتیں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس طرح سر سلطان کو خفت ہوتی"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان کی خفت کی تو خیر تمہیں اتنی پرواہ نہیں ہو سکتی البتہ تم اپنے سکوپ کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہو گے"...... عمران نے

جواب دیا اور ایک بار پھر ہال میں قہقہے گونج اٹھے۔

" ویسے عمران صاحب ہمیں چیف نے سٹار فورس میں تو شامل کر دیا ہے۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فور سٹارز کو فور کی حد تک محدود کرنے کی بجائے اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ صدیقی نے اس کیس کے جو واقعات بتائے ہیں وہ واقعی بے حد دلچسپ ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بالکل ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہی تجویز میں نے تمہارے چیف کو باضابطہ طور پر پیش بھی کی تھی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ پھر۔ چیف نے کیا جواب دیا"...... صفدر نے چونک کر پوچھا باقی ساتھی بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

" انہوں نے بڑے حقارت کے ساتھ میری تجویز مسترد کر دی"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" حقارت کے ساتھ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

" انہوں نے کہا کہ جب سیکرٹ سروس درست کام کر رہی ہے تو اسے توڑ کر سیکنڈ کلاس لوگوں کو کیوں بھرتی کیا جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

" سیکنڈ کلاس لوگوں کی بھرتی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سیکرٹ سروس میں تو ہم ہیں ہی"...... صفدر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم تو سٹارز بن جاتے اور سٹارز روشن ہوتے ہیں۔ جب کہ سیکرٹ کا مطلب خفیہ یعنی اندھیرا ہی لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چیف کو بڑی سنجیدگی سے تجویز پیش کی تھی کہ سیکرٹ سروس کے سب ارکان کو سٹارز بنا کر نئی سیکرٹ سروس بھرتی کر لی جائے اور اس سلسلے میں میں نے باقاعدہ نام بھی تجویز کیے تھے۔ جوانا، جوزف، ٹائیگر اور توصیف وغیرہ وغیرہ لیکن چیف نے کہا کہ نہیں فور سٹارز بس فور سٹارز ہی رہیں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

" یہ تو واقعی چیف نے زیادتی کی ہے کہ جوزف، جوانا، ٹائیگر، اور توصیف کو سیکنڈ کلاس کہہ دیا ہے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے اس پر بڑا پرزور احتجاج کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اچھا پھر"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر چیف نے وضاحت کر دی اور مجھے خاموش ہونا پڑا"۔ عمران نے جواب دیا۔

" کیا وضاحت کی تھی"...... سب نے چونک کر پوچھا۔

" انہوں نے کہا کہ جب تھرڈ کلاس لوگ صحیح کام کر رہے ہوں تو پھر سیکنڈ کلاس کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں تنخواہیں بھی زیادہ دینا پڑیں گی"...... عمران نے جواب دیا اور سپیشل ہال ایک بار پھر بے اختیار اور زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" اگر ہم تھرڈ کلاس ہیں۔ جوزف اور جوانا سیکنڈ کلاس تو پھر فرسٹ

کلاس کون ہیں "...... اس بار نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے میرے اور آغا سلیمان پاشا کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے "...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو اس بار ہال کافی دیر تک قہقہوں سے گونجتا رہا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور اچھوتی کہانی

کوڈواک

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا کی میزائل بنانے والی خفیہ فیکٹری ــــ جہاں صرف چیف ایکسٹو ہی داخل ہو سکتا تھا۔
- میزائل فیکٹری ــــ جس کا اہم ترین فارمولا چوری ہو گیا اور انکوائری کیلئے ایکسٹو کو عمران اور جولیا کے ساتھ خود جانا پڑا ــــ کیا ایکسٹو وہاں اپنے عہدے کی لاج رکھ سکا ــــ یا ــــ ؟
- وہ لمحہ ــــ جب عمران اور سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کی یہ انتہائی اہم ترین دفاعی فیکٹری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی اور عمران کا چہرہ پتھرا سا گیا۔
- وہ لمحہ ــــ جب پہلی بار عمران کو احساس ہوا کہ اس قدر قیمتی فیکٹریاں اور لیبارٹریاں جب تباہ ہوتی ہیں تو دلوں پر کیا گزرتی ہے۔
- فیکٹری کی تباہی کے ساتھ ساتھ میزائلوں کا اہم ترین فارمولا بھی چوری کر لیا گیا۔ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کلیو موجود نہ تھا۔
- وہ لمحہ ــــ جب عمران کو اطلاع ملی کہ صدر مملکت کو چوری شدہ فارمولا

معاوضہ دے کر خریدنا پڑا ہے ——— کیا عمران اور سیکرٹ سروس واقعی اس حد تک بے بس ہو گئے تھے ؟

- کوڈ واک ——— فارمولے کا ضروری حصہ جو غائب کر دیا گیا تھا اور جس کے بغیر فارمولا ادھورا تھا ۔
- کوڈ واک ——— جس کے حصول کے لئے سیکرٹ سروس کی تین ٹیمیں تین مختلف ممالک میں روانہ کر دی گئیں ۔
- کوڈ واک ——— جسے حاصل کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا ۔
- کوڈ واک ——— جس کے حصول کے لئے عمران نے آخری لمحے تک بے پناہ جدوجہد کی۔ لیکن عین آخری لمحات میں اُسے معلوم ہوا کہ کوڈ واک اس سے پہلے سیکرٹ سروس نے حاصل کر لیا ہے ۔
- کوڈ واک ۔ جس کے حصول کیلئے عمران، سیکرٹ سروس کے ارکان سے واضح شکست کھا گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے عمران کی شکست پر اس کے سامنے دل کھول کر قہقہے لگائے ——— کیا واقعی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا گیا تھا ۔ یا اس نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا تھا ۔
- لمحہ بہ لمحہ بدلتے حیرت انگیز واقعات ۔ ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لافانی ایڈونچر

آپریشن ڈیزرٹ وِن

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم اے

- سپر پاور ایکریمیا کی دہشت ناک تنظیم "ڈیول ہاٹ" حکومت آران میں موجود اپنے یرغمالیوں کی رہائی کے لئے ایک خوفناک منصوبہ بناتی ہے ۔
- حکومت آران کی سیکرٹ سروس "ڈیول ہاٹ" کے سامنے بے بس اور مجبور نظر آنے لگتی ہے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران "ڈیول ہاٹ" کے خلاف میدان میں اُتر آتے ہیں ۔
- سپر پاور ایکریمیا کی دہشت ناک تنظیم اور عمران کے درمیان ایک خوفناک اور حیرت انگیز جنگ ۔
- "آپریشن ڈیزرٹ وِن" ایک ایسا منصوبہ جس کی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر جب مقابلے میں عمران ہو تو ——— ؟
- کیا "ڈیول ہاٹ" یرغمالیوں کو چھڑانے میں کامیاب ہو گئی ——— ؟
- انتہائی خوفناک ۔ انتہائی دلچسپ اور انتہائی حیرت انگیز ایڈونچر ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

منفرد اور صاحبِ طرز ناول نگار جناب مظہر کلیم ایم اے کے قلم سے

۱۵۰ واں سپریم جوبلی نمبر

عمران - فریدی اور پرمود مشترکہ سیریز

فورکارنرز

پاکیشیا کا علی عمران ——— جو اپنے دشمنوں پر قیامت بن کر جھپٹتا ہے۔

نیدرلینڈ کا کرنل فریدی ——— جو مجرموں کے لیے قہر کی زندہ علامت ہے۔

بلگارنیہ کا میجر پرمود ——— جس کی برق رفتاری سے موت بھی شرماتی ہے۔

جب اکٹھے ہو جائیں تو پھر یقیناً موت کو اپنی تمام حشر سامانیوں سمیت جلوہ گر ہونے سے کون روک سکتا ہے۔

فورکارنرز ——— ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو بیک وقت ان تین عظیم جاسوسوں سے ٹکرا گئی اور پھر ایک ایسی کہانی وجود میں آئی جس کا ہر لفظ موت کی زندہ تصویر میں ڈھلتا گیا۔

فورکارنرز ——— ایک ایسی تنظیم جس کے مقابلے پر آ کر تینوں عظیم جاسوس اپنی ذہنی صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور پھر ناقابلِ تسخیر اور ناقابلِ شکست عمران فریدی اور پرمود درحقیقت زندہ لاشوں میں تبدیل ہو کر رہ گئے۔ ایسی زندہ لاشیں کہ جو اپنی عظمت کا سایہ کہلانے کی بھی حقدار نہ رہی تھیں۔

فورکارنرز ——— جس نے عمران۔ فریدی اور پرمود کی ذہنی صلاحیتیں ان کے ذہنوں سے اس طرح نچوڑ لیں جیسے چھتے سے شہد۔ سائنس کا حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین ع...

فورکارنرز ——— جس نے پاکیشیا۔ نیدرلینڈ اور بلگارنیہ کی مکمل اور بیک وقت تباہی کے لیے انتہائی تباہ کن اور دیو ہیکل میزائل اکٹھے فائر کر دیتے ایسے میزائل جن کے فائر ہوتے ہی تینوں ملکوں کے اربوں بے گناہ افراد ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتر جاتے کیا تینوں ملک ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے ——— ؟ اور کیا عمران۔ فریدی اور پرمود اپنے ملکوں کو تباہ ہوتے صرف دیکھتے ہی رہ گئے ؟

عمران ——— جس کی ذہنی صلاحیتوں کو واپس لانے کا عمل اس کی والدہ کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوا۔ کیسے ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سچوئیشن۔

کرنل فریدی ——— جس کی ذہنی صلاحیتیں واپس لانے کیلئے قاسم جن اتارنے والے عامل ڈھونڈتا پھرتا رہا۔ اور پھر اچانک ایک زبردست عامل اسے مل گیا اور فریدی کے سر سے جن اتارنے کا حیرت انگیز عمل شروع ہو گیا۔ یہ عامل کون تھا اور کیا واقعی فریدی کے سر پر جن کا سایہ تھا ——— ؟ انتہائی دلچسپ سچوئیشن۔

فورکارنرز ——— جس کا وسیع و عریض رقبے میں پھیلا ہوا حیرت انگیز سائنسی ہیڈ کوارٹر جس کی تسخیر قطعی ناممکن تھی اس لئے جب عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو وہ اور ان کے ساتھی ہر آنیوالے لمحے میں یکے بعد دیگرے یقینی موت کا شکار ہوتے گئے انتہائی خوفناک ایکشن اور ناقابلِ یقین سسپنس۔

فورکارنرز اور تین عظیم جاسوسوں کے درمیان ہونیوالا ایک ایسا مقابلہ جس کا انجام ——— جس کا انجام موت کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن کس کی موت ——— ؟

ایک ایسا حیرت انگیز، منفرد اور انتہائی دلچسپ ناول جسے قارئین کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔ موت کے قہقہوں میں ڈوبا ہوا ایکشن۔ پارے کی طرح تڑپتے ہوئے خون کو برف کی طرح سرد کر دینے والا سسپنس۔ ایسا شاہکار جس پر جاسوسی ادب مدتوں فخر کرتا رہے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان ۵